علمِ صرف کی شہرہ آفاق کتاب مراحُ الاَرواح

کی آسان ترین ''اُردو شرح''

اغراضِ مراحُ الاَرواح

ترجمہ و توضیح

ابو اویس مفتی محمد یوسف القادری

علمِ صرف کی شہرہ آفاق کتاب مَرَاحُ الْاَرْوَاح
کی آسان ترین "اُردو شرح"
اغراضِ
مُرَاحُ الْاَرْوَاح
ابو اویس مفتی محمد یوسف القادری
شبیر برادرز®
زبیدہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

تنبیہ

باہتمام ـــــــــ ملک شبیر حسین
سن اشاعت ـــــــــ جولائی 2018ء
سرورق ـــــــــ اے ایف ایس ایڈورٹائزر لاہور 0322-7202212
طباعت ـــــــــ اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
ہدیہ ـــــــــ روپے

واحد تقسیم کار
شبیر برادرز®
اردو بازار لاہور فون: 042-37246006

اسٹاکسٹ
نظامیہ کتاب گھر پشاور
سلیم یوسف
0300-3778024

الانتساب

میں اپنی اس حقیری کاوش کو

اپنے استاذ گرامی! استاذ العلماء ورأس الاتقیاء، مصنفِ کتبِ کثیرہ ومترجم قرآن

علامہ عبدالحکیم شرف قادری رح

سقی اللّٰہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ

کی ذات اقدس کی طرف منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں

جنکی حسن تربیت اور نگاہ کرم سے یہ ناچیز!
دین کی خدمت کرنے کے لائق ھوا

اک ٹھنڈک سی انہیں حاصل رہے زیر زمین
آئے فردوس بریں سے قبر میں موج نسیم

رات دن رکھے خدا! ان کو بڑے آرام سے
رات دن مدفن پہ برسے رحمتِ رب کریم

ابوادریس **مفتی محمد یوسف القادری**
10/10/2018 جوئیانوالہ موڑ شیخوپورہ

علم صرف ونحو کے واضع وموجد

اس فن کووضع کرنے کے سلسلے میں لوگوں کا اختلاف ہے......کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ مولائے کائنات حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالیٰ وَجْھَہُ الْکَرِیْمَ اس فن کے واضع اول ہیں......جبکہ بعض دوسرے علماء کا کہنا ہے کہ ابوالاسود الدؤلی نے اپنے معاصرین وتلامذہ نصر بن عاصم لیثی اور عبدالرحمٰن بن ہرمزکی معاونت ومساعدت سے اس فن کووضع کیا......اور بعض علماء کی تحقیق یہ ہے کہ ابوالاسود الدؤلی ہی اس فن کے واضع اول ہیں۔

اسباب تو آپ جانتے ہیں کہ لوگوں کی بول چال اور قرآن کی قرأت میں لحن واقع ہورہا تھا......اور عوام وخواص دونوں ہی اس نقص سے خود کو دور رکھ پانے میں ناکام تھے......چنانچہ ایسا ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے بھی ہوا......کہ لوگوں نے قرآن کی تلاوت اور عام بول چال میں غلطیاں کیں......اسی دوران ابوالاسود الدؤلی بارگاہ مولاعلی شیر خدا میں حاضر ہوئے تو دیکھا......کہ حضرت مولاعلی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ سر جھکائے ہوئے خاموش متفکر بیٹھے ہیں......تو پوچھا:

حضور!......کس چیز کے بارے میں آپ فکر مند ہیں؟......حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے تمہارے شہر میں لحن سنا ہے......اس لئے میں اصول عربی میں ایک کتاب لکھنے کے بارے میں سوچ رہا ہوں......ابوالاسود الدؤلی نے یہ سن کرعرض کی......کہ اگر حضور! آپ نے ایسا کردیا تو لغت کو زندگی وبقاء مل جائیگی......

ابوالاسود الدؤلی کہتے ہیں کہ میں دوتین دنوں کے بعد......پھر حاضر ہوا تو آپ نے ہمارے سامنے ایک صفحہ کچھ تحریر کیا ہوا رکھا......جس میں لکھا ہوا تھا۔

"بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: اَلْکَلَامُ کُلُّہٗ اِسْمٌ وَفِعْلٌ وَحَرْفٌ فَالْاِسْمُ مَااَنْبَأَعَنِ الْمُسَمّٰی وَالْفِعْلُ مَااَنْبَأَعَنْ حَرْکَۃِ الْمُسَمّٰی وَالْحَرْفُ مَااَنْبَأَعَنْ مَعْنًی لَیْسَ بِالْاِسْمِ وَلَابِالْفِعْلِ ثُمَّ تَتَبَّعْہُ وَزِدْفِیْہِ وَاعْلَمْ یَااَبَاالْاَسْوَدِ اَنَّ الْاَسْمَاءَ ثَلَاثَۃٌ ظَاھِرٌ، وَمُضْمَرٌ وَشَیْءٌ لَیْسَ بِظَاھِرٍ وَلَامُضْمَرٍ وَاِنَّمَامُتَفَاضِلُ الْعُلَمَاءِ فِیْ مَعْرِفَۃِمَالَیْسَ بِظَاھِرٍ وَلَا مُضْمَرٍ"۔

﴿ترجمہ﴾: "کلام! اسم، فعل، حرف ہے۔اسم وہ ہے جو معنی ومسمی بتائے۔فعل وہ ہے جو مسمی کی حرکت بتائے اور حرف وہ ہے جو ایسا معنی بتائے جو نہ اسم ہے نہ فعل۔پھر آپ اس سلسلہ میں تلاش وجستجو کیجئے اور اضافہ کیجئے اور یاد رکھ لیں!۔اے ابوالاسود کہ اسماء تین طرح کے ہوتے ہیں ظاہر، مضمر اور کچھ وہ جو نہ ظاہر ہیں اور نہ مضمر۔علماء اس

تیسری قسم کی معرفت میں ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں''۔

پھر ابوالاسود الدؤلی وہاں سے چلے گئے......اور انھوں نے کچھ معلومات اکٹھی کیں......اور فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں پیش کیا......جن میں حروف ناصبہ بھی تھے......یعنی اِنَّ، اَنَّ، لَیْتَ اور لَعَلَّ ......اس پر حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا...... لٰکِنَّ کا ذکر نہیں کیا؟......تو میں نے عرض کی اسے میں نے حروف ناصبہ میں شمار نہیں کیا......تو فرمایا کہ یہ بھی انہیں میں سے ہے......تو میں نے اسے بھی ان (اِنَّ، اَنَّ، لَیْتَ اور لَعَلَّ) میں شامل کرلیا......یہی روایت فریق اول کی دلیل ہے۔

اس روایت کی درایت مشکوک ہے......تنقید و تحلیل سے واضح ہوتا ہے کہ یہ ایک ضعیف اور گھڑی ہوئی روایت ہے ......کیونکہ اس میں نہ تو دلیلیں ذکر کی گئی ہیں......اور نہ ہی مثالوں کا ذکر ہے......بلکہ پختہ و مدون نحو کے طرز پر قانون و کلیہ بیان کر دیا گیا ہے......حالانکہ اس طرح کی پختگی بعد کے نحوی سیبویہ کی ''اَلْکِتَابُ'' میں بھی نہیں ملتی......حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہُ الْکَرِیْمَ کے عہد میں کلام کو مظہر و مضمر میں تقسیم کرنا بعید از قیاس بات معلوم ہوتی ہے......نیز یہ روایت صرف متاخرین کے ہاں ملتی ہے متقدمین کے ہاں اس طرح کی کسی روایت کا کوئی تذکرہ نہیں۔

فریق ثانی کا خیال ہے کہ ابوالاسود الدؤلی، نصر بن عاصم لیثی اور عبدالرحمٰن بن ہرمز کی مشترکہ جدوجہد سے فن نحو کی ایجاد عمل میں آئی......اس رائے کی وجہ صرف یہ ہوسکتی ہے......کہ ان تینوں حضرات میں معاصرت پائی جاتی ہے اس لئے اس عمل میں تینوں کو سہیم و شریک قرار دے دیا گیا......ورنہ بغیر کسی دلیل کے اس رائے کو قبول کر لینے کی بھی کوئی وجہ وجیہ نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ فن نحو کے واضع و موجد ابوالاسود الدؤلی تنہا ہیں......اس لئے کہ متقدمین اسی کے ہی قائل ہیں......جو کہ عہدِ وضعِ فن کے نہایت قریب ہیں......طبقات و تراجم اور تاریخ علوم و فنون کی کتابوں میں اسی بات کی صراحت ملتی ہے

☆ چنانچہ ابن سلام 271ہجری فرماتے ہیں۔

اَوَّلُ مَنْ وَضَعَ الْعَرَبِیَّۃَ وَفَتَحَ بَابَھَا اَبُو الْاَسْوَدِ وَضَعَ بَابَ الْفَاعِلِ وَالْمَفْعُوْلِ وَالْمُضَافِ وَحُرُوْفَ الْجَرِّ وَالنَّصْبِ وَالْجَزْمِ

☆ ابن قتیبہ متوفی 276ہجری لکھتے ہیں ''ھُوَ اَوَّلُ مَنْ وَضَعَ الْعَرَبِیَّۃَ''

☆ ابن ندیم نے ''فہرست'' میں ذکر کیا ہے۔

''اَنَّ اَبَا الْاَسْوَدِ ھُوَ وَاضِعُ عِلْمِ النَّحْوِ''

ان تمام لوگوں کی دلیلیں مدنظر رکھتے ہوئے یہ فیصلہ کرلینا دشوار نہیں......کہ ابوالاسود نے ہی فن صرف و نحو کے ابتدائی و بنیادی قوانین و اصول کی طرف غیر منضبط طریقہ پر اشارے کئے......جو بعد میں فن کی شکل و صورت اختیار کر گئے......یہاں ایک اہم امر کا تذکرہ بھی نہایت ضروری ہے کہ ''علم صرف و نحو'' دو مختلف علوم و فنون کے طور پر مرتب و مدون نہیں ہوئے......بلکہ

یہ دونوں علوم! مراحل ایجاد و وضع میں ایک ساتھ ہی وجود پذیر ہوئے......یہی وجہ ہے کہ متقدمین کی تمام کتابوں اور مباحث میں ایک ساتھ ہی پائے جاتے ہیں......اور جو علماء وائمہ اور قراء نحو کے موجدین میں شمار کئے جاتے ہیں......وہی لوگ فن صرف کے بھی موجد وواضع بھی ہیں۔

خلیل بن احمد الفراہیدی

خلیل بن احمد الفراہیدی اپنے عہد میں علمائے بصرہ میں سے سب سے زیادہ علم وفضل والے تصور کئے جاتے تھے...... اور تمام لوگوں میں نہایت متقی و پرہیز گار، تارک الدنیا اور خدا ترس ہونے کی حیثیت سے بھی مشہور وممتاز تھے......اللہ پاک نے انہیں ایسی نادر عقل وسوچ عطا فرمائی تھی کہ جس علم وفن کی طرف بھی وہ متوجہ ہوئے......اسے منظم ومرتب کر دیا......اس کے قوانین ودقائق کو مستنبط ومستخرج کر کے ہی چھوڑا۔

تاریخ عرب میں یہی وہ پہلی ذات ہے جس نے قاموس ومعجم کی ترتیب وضع کی......اور لغت وڈکشنری لکھنے کی ایجاد و ابتداء فرمائی......علم عروض کے موجد وبانی یہی ہیں......علم قرأت کے اماموں میں سے ایک امام آپ بھی ہیں......علم لغت و شریعت میں جہاں آپ کو امامت حاصل تھی......وہیں اپنے زمانے کے تمام علوم عقلیہ کے شیخ اتم تھے......علم صرف ونحو میں تو تاریخ کے ابواب میں کوئی بھی آپ کا ہمسر وہم پلہ دکھائی نہیں دیتا......نئے نئے قوانین واصول کے اکتشافات اور ایجادات کا جو حیرت انگیز سلسلہ آپ کے ہاں نظر آیا ہے......وہ دور دور تک کہیں اور دیکھنے کو نہیں ملتا۔

یہ الگ بات ہے کہ امام خلیل نے فن صرف ونحو میں کوئی جامع کتاب تو نہیں چھوڑی......جیسا کہ امام خلیل کے سوانح نگاروں کا خیال ہے......سوائے ان چند رسائل کے جن کا ذکر کچھ جگہوں پر ملتا ہے......جیسے ''رسالہ معانی الحروف''...... ''حالات اعراب''......''عوامل میں''۔

قفطی کا خیال ہے کہ یہ تمام رسائل امام خلیل کی طرف منسوب ہیں......جبکہ امام خلیل علیہ الرحمۃ نے اس علم وفن میں کوئی کتاب تحریر نہیں کی......البتہ ان کے شاگرد رشید امام سیبویہ نے ان فنون کی کثیر ابحاث اس طرح ان کی طرف منسوب کر کے لکھی ہیں......گویا کہ امام سیبویہ اسی کام پر مامور تھے کہ امام خلیل کی کوئی بھی اہم ایسی رائے نہ ترک کریں جس کا تعلق کسی بھی طرح ان دونوں علوم کے قواعد ومسائل سے ہو۔

حتیٰ کہ قدیم نحاۃ کا کہنا ہے کہ امام سیبویہ کی کتاب! امام سیبویہ اور ان کے استاذ امام خلیل علیہ الرحمۃ کی تصنیف کردہ ہے، اور اس بات کو نحویوں نے مختلف انداز سے بیان کیا ہے......

☆ چنانچہ ثعلب کہتے ہیں اَلْاُصُوْلُ وَالْمَسَائِلُ فِی الْکِتَابِ لِلْخَلِیْلِ کہ سیبویہ کی کتاب میں تمام اصول ومسائل امام خلیل کے ہی بیان کردہ ہیں۔

☆ ابوالطیب لغوی کہتے ہیں عَقَدَ سِیْبَوَیْہِ بِلَفْظِہٖ وَلَفْظِ الْخَلِیْلِ کہ سیبویہ نے اپنی کتاب میں کچھ اپنی چیزیں بیان

کیں اور کچھ چیزیں اپنے استاذ امام خلیل علیہ الرحمۃ کی بیان کیں۔

☆ سیرافی کہتے ہیں عَامَۃُ الْحِکَایَۃِ فِیْ کِتَابِ سِیْبَوَیْہِ عَنِ الْخَلِیْلِ اُسْتَاذِہٖ کہ بالعموم یہ بات کہی جاتی ہے کہ امام سیبویہ کی کتاب میں بیان کردہ تمام اصطلاحات ان کے استاذ امام خلیل علیہ الرحمۃ کی ہی ہیں۔

❁ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جو بھی صرف ونحو کی اولین کتاب ''اَلْکِتَاب'' کا مطالعہ کریگا اسے ثعلب نحوی کے اس قول کا ضرور احساس ہوگا کہ صرف ونحو کے اصول اور امہات مسائل امام خلیل علیہ الرحمۃ کی ہی کارگردگی کا ثمر ہیں۔

☆ یادرکھ لیں کہ اس امر میں اتفاق ہے کہ امام خلیل سے پہلے ''صرف ونحو'' میں کچھ اہم پیش رفت ہو چکی تھی...... بالخصوص ابن ابی اسحاق...... اور عیسیٰ بن عمر...... اور ابوعمرو بن العلاء کی کاوشیں تو نا قابل فراموش ہیں...... لیکن یہ ساری کاوشیں نہایت ابتدائی، غیر منطقی اور بالکل سادہ قسم کی تھیں...... جنہیں کسی طرح بھی علم وفن کا نام نہیں دیا جاسکتا...... یہ تو امام خلیل کا ہی کارنامہ ہے کہ انہوں نے ان فنون کے قواعد وارکان کی طرح بناء و بنیاد ڈالی کہ دیکھتے ہی دیکھتے ایک شاندار، مضبوط و مستحکم محل تعمیر کردیا ...... ان کی مصطلحات کو مرسوم فرمایا...... اور اصول وقواعد کو منضبط کیا...... جو ان کے فروع ومسائل کو حاوی ہو۔

☆ امام خلیل علیہ الرحمۃ نے اپنے اساتذہ واسلاف سے علم صرف ونحو کو نہایت سادہ ترین طریقہ پر سے حاصل کیا اور اسکے ساتھ پوری جدوجہد سے لگے رہے...... یہاں تک کہ ان فنون کی وہ شکل ہماری نگاہوں کے سامنے آگئی...... کہ جسے آج ہم صرف ونحو کی صورت میں دیکھ رہے ہیں...... اسلیئے ہم یہ کہنے میں بالکل حق بجانب ہیں کہ فن صرف ونحو کی تکمیل وتمامیت کا سہرا جہاں سیبویہ کے سر جاتا ہے...... وہیں یہ بات بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ان علوم کے قوانین واصول کی وضع وایجاد کا سارا کردار حضرت امام خلیل کے ناخن عقل ہی کا کمال ہے۔

امام سیبویہ:

عمرو بن عثمان بن قنبر معروف بسیبویہ! بنی حارث بن کعب کے موالی سے تعلق رکھتے ہیں...... سیبویہ دراصل عجمی لقب ہے جو ان کے فارسی الاصل ہونے کی نشاندہی کرتا ہے...... ان کی پیدائش شیراز کے گاؤں میں سے ''بیضاء'' نامی گاؤں میں ہوئی ...... اسی گاؤں میں یا شیراز میں آپ نے تعلیم حاصل کی...... لیکن مزید علوم وفنون سیکھنے کے شوق میں بصرہ چلے آئے...... اور ابھی وہ عمر کے ابتدائی حصہ ہی میں تھے...... کہ فقہاء ومحدثین کی درسگاہوں میں حاضری دینے لگے...... بالخصوص حماد بن سلمہ بن دینار! بصرہ کے مشہور محدث کی درسگاہ سے متعلق ہوگئے...... مگر ایک حادثہ رونما ہوا کہ ان کے استاذ نے انہیں متوجہ کیا کہ جناب! آپ زبان عربی کے نطق واستعمال میں لحن وخطاء کرتے ہیں...... اور احادیث تک میں بھی غلطی کر جاتے ہیں...... پس امام سیبویہ نے پختہ ارادہ کرلیا کہ لغت ونحو میں بھرپور مہارت حاصل کریں گے...... پس اس وقت سے نحویوں اور لغویوں کی درسگاہوں سے گہرا رشتہ قائم کرلیا...... آپ کے اساتذہ میں عیسیٰ بن عمر...... اخفش کبیر...... اور یونس بن حبیب کا تذکرہ ملتا ہے...... لیکن جس استاذ نے ان کی علمی زندگی پر سب سے زیادہ گہرا اثر ڈالا وہ حضرت امام خلیل بن احمد الفراہیدی علیہ الرحمۃ ہیں...... امام سیبویہ

نے علم صرف ونحو میں وہ سب کچھ حاصل کرلیا جو امام خلیل علیہ الرحمۃ کی درسگاہ سے میسر ہوسکتا تھا...... یہی وجہ ہے کہ سیبویہ نے اپنی کتاب میں 322 جگہوں پر امام خلیل علیہ الرحمۃ کے نام کی تصریح کی ہے...... اور 522 جگہوں پر ان کا اشارۃً وکنایۃً ذکر کیا ہے۔

امام سیبویہ نے اپنی تعلیم میں دو طریقے اختیار کئے...... ایک املاتی...... اور دوسرا استفساری...... اس طور پر کہ ہر سوال کا جواب اور ہر رائے اور عرب سے مروی تمام تر شواہد لکھتے...... اس طرح امام خلیل علیہ الرحمۃ کے تمام تر صرفی ونحوی نظریات آپ نے محفوظ کر لئے۔

امام خلیل علیہ الرحمۃ کی وفات کے بعد اپنی عین جوانی میں امام سیبویہ علیہ الرحمۃ ان کے جانشین مقرر ہوئے...... کیونکہ سیبویہ نے کل صرف 35 سال ہی کی عمر پائی اور 180 ہجری میں انتقال فرما گئے...... مگر پھر بھی ان کو اللہ تعالیٰ نے وہ علم عطا فرمایا تھا کہ امام خلیل علیہ الرحمۃ کے بعد بصرہ میں سب سے بڑے عالم تصور کئے جاتے تھے۔

اخفش اوسط اور قطرب جیسے ماہرین وائمہ! امام سیبویہ علیہ الرحمۃ کی درسگاہ کے خوشہ چیں رہے...... اور ان کی شاگردگی کی حیثیت سے جانے وپہچانے گئے...... امام سیبویہ نے اپنی اسی درسگاہ میں ہی مصروفیات کے دوران فن صرف ونحو کی پہلی تحریر ''اَلْکِتَابُ '' اخفش اوسط...... سعید بن مسعدہ...... کے اصرار پر مرتب ومدون کی...... اور وہ ان کی زندگی ہی میں بغداد سے لے کر حلقۂ علم ودانش تک مقبول ومشہور ہوگئی...... بیشتر نحاۃ نے اپنے اپنے لب ولہجہ میں اس کتاب کی تعریف وتوصیف کی ہے۔

چنانچہ ابوعثمان مازنی! تلمیذ اخفش اوسط کہتے ہیں مَنْ اَرَادَاَنْ یَّعْمَلَ کِتَاباً کَبِیْراً فِی النَّحْوِ بَعْدَ سِیْبَوَیْہِ فَلْیَسْتَحْیِ علماء وطلباء سیبویہ کی اس کتاب کو ''قرآن نحو'' کہتے تھے...... یہی وہ پہلی کتاب ہے جس نے باضابطہ نحو کو ایک فن کے طور پر پیش کیا اور اس کے سارے لوگ اس کتاب کے خوشہ چین رہے۔

اخفش اوسط

یہ حضرت ابوالحسن سعید بن مسعدہ ہیں...... جو اپنے استاذ سیبویہ کی طرح فارسی الاصل ہیں...... انہوں نے نہ صرف یہ کہ سیبویہ سے شرف تلمذ پایا...... بلکہ وہ سب کچھ اپنے استاذ سے حاصل کرلیا جو ان کے پاس تھا...... انہوں نے ہی کتاب سیبویہ کی روایت کی...... بلکہ یہی شخصیت ہی کتاب سیبویہ کے حاصل کرنے کا واحد ذریعہ ہیں...... اس لئے کہ ان کے علاوہ اور کسی نے امام سیبویہ سے ان کی کتاب نہیں پڑھی...... آپ خود ہی فرماتے ہیں کُنْتُ اَسْاَلُ سِیْبَوَیْہِ عَمَّا اَشْکَلَ عَلَیَّ مِنْہُ فَاِن تعصب الشَّیْءَ مِنْہُ قَرَاْتُہٗ عَلَیْہِ۔ امام سیبویہ علیہ الرحمۃ کے بعد انہی کی درسگاہ میں بیٹھ کر آپ علیہ الرحمۃ ان کی کتاب پڑھاتے...... املاء کراتے...... درس دیتے...... اور شرح فرماتے...... جرمی اور مازنی نحاۃ ان کی درسگاہ میں زانوئے تلمذ طے کرتے...... اور ان کی درسگاہ سے صرف بصری نحویوں نے استفادہ نہیں کیا...... بلکہ علماء کوفہ نے بھی خوب خوب سیرابی حاصل کی...... کوفیوں کے امام کسائی اور فراء ان کی درسگاہ کے حاضر باش رہے...... جب امام اخفش نے دیکھا کہ ان کے

کوفی تلامذہ صرف ونحو کے مختلف فیہ، متفرق مسائل کی طرف خصوصی توجہ رکھتے ہیں......تو انھوں نے ان کیلئے کتاب ''المسائل الکبیر'' تحریر فرمائی......اوراس کے علاوہ بھی متعدد کتابیں تصنیف کیں جو زمانے کی نذر ہو کر رہ گئیں جیسے کتاب الاوسط فی النحو ......کتاب المقائیس......کتاب الاشتقاق......اور کتاب المسائل الصغیر۔

☆ امام اخفش علیہ الرحمۃ نے اپنی آخری عمر میں بصرہ ترک کر کے بغداد میں سکونت اختیار کر لی تھی اور یہاں بھی طلباء ہر طرف سے ان کے حلقۂ درس میں شامل ہونے کیلئے جوق در جوق حاضر ہوئے اور شرف تلمذ سے بہرہ ور ہوتے رہے...... یہاں تک 211 ہجری میں ان کا وصال ہو گیا۔

☆ امام سیبویہ کے بعد امام اخفش بصریوں کے ائمہ نحاۃ میں سے سب سے اعلیٰ درجہ کی حامل شخصیت شمار کئے جاتے ہیں ......نحاۃ بصرہ میں یہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے امام سیبویہ سے اختلاف کا دروازہ کھولا......اور بہت سے مسائل میں اپنے استاذ امام سیبویہ کی مخالفت کی...... بعد میں کوفیوں نے انہیں مسائل میں توسیع پیدا کر دی......اوراس طرح ایک مدرسہ ومذہب نحوی کی داغ بیل پڑ گئی۔ ......لیکن یہ سارے اختلافات اگر بنظر غائر دیکھے جائیں تو سب کے سب فرعی نظر آئیں گے ......کیونکہ نحو اوراس کے اصول اوراس کے بنیادی قواعد کی ایجاد وتکمیل اور باضابطہ تدوین! امام سیبویہ علیہ الرحمۃ اوران کے استاذ امام خلیل علیہ الرحمۃ کے ہاتھوں انجام پذیر ہو چکی تھی...... یہاں تک استاذ شاگرد نے گویا کہ آنے والی نسلوں کے لئے فروعی اختلافات کے علاوہ کچھ اور جگہ باقی نہیں چھوڑی تھی۔

☆ یہ ایک حقیقت ہے کہ امام اخفش ہی مدرسہ ومذہب کوفی کے حقیقی بانی واستاذ ہیں......اس وجہ سے نہیں کہ وہ کوفیوں کے امام کسائی اور فراء کے استاذ ہیں...... بلکہ اس وجہ سے کہ کوفیوں کے ان دونوں اماموں نے زیادہ تر اپنی آراء میں حضرت امام اخفش ہی کی پیروی کی ہے......جبکہ انھوں نے سیبویہ اور خلیل کی آراء سے اختلاف کیا ہے......اوراب یہ کہنا برمحل ہو گا۔صرف و نحو کے موجد وواضع امام خلیل بن احمد الفراہیدی ہیں......اور امام سیبویہ نے امام خلیل علیہ الرحمۃ کی آراء کو بنیاد بناتے ہوئے کچھ دیگر متقدمین ومعاصرین کی آراء کے ساتھ ایک جامع انسائیکلو پیڈیا تیار کیا......اوراس طرح علم نحو اپنے اصول وضوابط کے ساتھ مدون ومسجل ہو گیا......جبکہ اخفش نے ان متقدمین کی آراء سے اختلاف کر کے اپنے تلامذہ کسائی وفراء کے ہاتھوں ایک نئے مدرسہ ومذہب نحوی کی بنیاد رکھوا دی...... جسے بعد میں مذہب کوفی کہا جانے لگا......۔

مُدَوِّنِ علمِ صرف ابوعثمان المازنی

ابوعثمان مازنی یہ بکر بن محمد بن بقیہ کے نام سے موسوم ہیں......قبیلہ شیبان کے بنی مازن سے تعلق رکھتے ہیں......بصرہ میں پیدا ہوئے......اور یہیں پروان چڑھے......بصری نحویوں اور لغویوں کی درسگاہوں سے استفادہ کیا......خصوصیت کیساتھ اخفش کے حلقہ بگوش رہے......اورانہی سے کتاب سیبویہ پڑھی......اوران کی وفات کے بعد صرف ونحو میں یکتا روزگار، علماء اعلام سے شمار کئے جانے لگے......حتیٰ کہ متقدمین نے ان کو بغیر کسی اختلاف کے! علم صرف کا امام تسلیم کر لیا۔

☆ امام ابوعثمان مازنی علیہ الرحمۃ اپنی پوری زندگی طلباء کو کتاب سیبویہ کا درس دیتے رہے......آپ علیہ الرحمۃ نے متعدد شروحات وتعلیقات تصنیف فرمائیں......ان میں تفاسیر کتاب سیبویہ ،اور الدیباج فی جوامع کتاب سیبویہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں......ان کے سال وفات میں اختلاف ہے مگر مشہور وراجح 249 ہجری ہے۔

امام ابوعثمان مازنی علیہ الرحمۃ نہایت ہی ذہین وفطین، حاضر جواب اور مناظر تھے......اپنے علم وفکر میں پختہ ومضبوط تھے......اپنے حریف ومقابل پر ہمیشہ غالب رہتے......جیسا کہ فن نحو کا ذوق رکھنے والے ارباب علم وفن پر یہ بات پوشیدہ نہیں۔
امام مازنی جہاں فن نحو کے امام تسلیم کئے گئے ہیں......وہیں علم صرف میں بھی ان کی امامت بلا اختلاف متقدمین ومتاخرین میں مسلم ہے......انھوں نے فن صرف میں "اَلتَّصْرِیْف" نامی اپنی نوعیت کی ایک منفرد کتاب تصنیف فرمائی جس کی شرح صرف و نحو کے امام ابن جنی نے "المنصف" کے نام سے تحریر کی......جو آج بھی علماء کے حلقہ میں نہایت ہی مقبول اور مشہور ومعروف ہے۔

☆ امام مازنی علیہ الرحمۃ نے اپنی اس کتاب میں پہلی مرتبہ کتاب سیبویہ میں بکھرے ہوئے صرف کے مختلف موضوعات کو نہایت سلیقہ مندی سے علمی توجیہات کیساتھ مرتب کیا ......اور اس پر بہت اضافہ بھی کیا......یہی وہ صرف کے پہلے امام ہیں جنہوں نے علم صرف میں تمرینات وتدریبات کا دروازہ کھولا......اور نہ صرف یہ کہ سیبویہ کی تحریرات وافکار کو اکٹھا کیا ......بلکہ بہت سے مسائل میں بصیرت افروز اختلاف بھی کیا۔

سچ یہی ہے کہ امام ابوعثمان مازنی نے علم صرف کے قواعد ومسائل کو منظم ومنضبط فرمایا......اور انھوں نے ہی علم صرف کو علم نحو کے خلط سے علیحدہ کیا......اور اسے مستقل طور پر اوزان وبناء اور قیاس وتمرین وغیرہ سے آراستہ وپیراستہ کر کے پیش کیا...... اور اپنے مابعد باحثین ابوعلی فارسی......اور ابن جنی جیسے افراد کیلئے سہولتیں فراہم کیں......گویا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے لغت کو مسخر کر دیا تھا تا کہ یہ علم صرف میں وہ سب کچھ کر دکھائیں جو امام خلیل وامام سیبویہ نے اپنے اپنے عہد میں کیا تھا......امام ابوعثمان مازنی نے پہلی بار علم صرف کو ایک حتمی وقطعی شکل وصورت میں تمام تر اصول وضوابط کیساتھ ایک کتاب میں اکٹھا کر دیا......اور اس طرح وہ مدون علم صرف کے نام سے پہچانے جانے لگے......لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ امام مازنی علیہ الرحمۃ صرف علم صرف ہی کے امام تھے بلکہ وہ علم نحو کے بھی امام تھے جیسا کہ مازنی کے شاگرد مبرد کہتے ہیں لَمْ یَکُنْ بَعْدَ سِیْبَوَیْہِ اَعْلَمَ بِالنَّحْوِمِنْ اَبِیْ عُثْمَانَ الْمَازِنِیِّ ۔......اللہ پاک ان بزرگوں کے درجات بلند فرمائے اور ان کا فیض جمیع مسلمین ومسلمات اور مؤمنین ومؤمنات کو عطا فرمائے۔

آمین وثم آمین۔

تذکرۂ شارح مراح الارواح

ابواویس **مفتی محمد یوسف القادری** زید مجدہ

از: علامہ محمد خلیل قادری شیخوپورہ

نام ونسب:

آپ کا اسم گرامی محمد یوسف، کنیت ابواویس، اور نسبت القادری ہے اور والد کا اسم گرامی محمد رمضان ہے۔

آپ کا تعلق بھٹی خاندان سے ہے، آپ کی ولادت باسعادت پاکستان کے صوبہ پنجاب کے مشہور شہر ''خانیوال'' کے ایک مضافاتی علاقے چک نمبر 17/AH میں ہوئی۔

تحصیل علم اور تدریس:

آپ نے ابتداءً اپنے والد گرامی کے پاس گھر میں ناظرہ قرآن پڑھا پھر پرائمری تک سکول کی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کر لینے کے بعد خانیوال شہر میں مفتی اعظم خانیوال مفتی اشفاق احمد رضوی علیہ الرحمۃ کے مدرسہ غوثیہ جامع العلوم میں قاری حاجی محمد سعیدی رحمۃ اللہ علیہ سے حفظ کیا بعد ازاں علوم اسلامیہ کی تکمیل کے کے لئے جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور تشریف لائے تو وہاں علوم اسلامیہ کی تکمیل کرنے کے ساتھ خصوصاً علم منطق اور علم نحو میں مہارتِ تامہ حاصل کی اور تنظیم المدارس پاکستان بورڈ سے ایم اے عربی اور ایم اسلامیات کی سند اعلیٰ کامیابی کے ساتھ حاصل کی، پھر تعلیم سے فراغت پا کر جامعہ نظامیہ رضویہ کی انتظامیہ نے آپ کو تدریس کے لیئے منتخب کیا، جہاں عرصہ دراز تک تدریس فرماتے رہے۔

فاضل اساتذہ کرام:

مفتی اعظم پاکستان مفتی عبدالقیوم ہزاری علیہ الرحمۃ۔

رأس الاتقیاء مفتی محمد اشفاق رضوی رحمۃ اللہ علیہ (خانیوالی)۔

رأس الاتقیاء جامع المعقول والمنقول شیخ الحدیث والتفسیر حضرت شرف ملت قبلہ عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمۃ۔

حضرت استاذ العلماء مفتی گل احمد عتیقی صاحب۔

استاذ العلماء حضرت قبلہ حافظ عبدالستار سعیدی صاحب زید مجدہ۔

استاذ العلماء حضرت مفتی محمد صدیق ہزاروی صاحب زید مجدہ۔

حضرت علامہ ڈاکٹر فضل حنان سعیدی صاحب۔

مجاہد ملت امام الصرف حضرت علامہ خادم حسین رضوی صاحب۔

حضرت استاذ العلماء علامہ صدیق نظامی صاحب۔

مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا محمد شوکت سیالوی صاحب۔

استاذ الحفاظ حضرت قاری حاجی محمد رحمۃ اللہ علیہ (شجاع آبادی)۔

علمی قابلیت وصلاحیت:

آپ کی علمی قابلیت وصلاحیت کا عالم یہ ہے کہ درس نظامی سے فراغت حاصل کرتے ہی جب آپ نے تدریسی میدان میں قدم رکھا تو پہلے ہی سال آپ نے درس نظامی کی مشہور اور مشکل ترین کتاب شرح تہذیب کی آسان ترین شرح ''اغراض تہذیب'' کے نام پر لکھی جو علماء وطلبا میں بے حد مقبول اور مشہور ہوئی۔

❁ آپ کے ہمعصر اور رفیق سفر درس نظامی کے اساتذہ کرام بیشک تدریسی میدان میں کمال صلاحیتوں کے مالک تھے، لیکن تدریسی میدان میں آپ اپنی مثال آپ ہیں، انتہائی اختصار کے ساتھ جامع بات کرنا اور مشکل ترین بات آسان ترین اور سادے لفظوں میں بیان کرنا یہ آپ کا نمایاں خاصہ رہا۔

❁ استاذی المکرم! جامعہ نظامیہ رضویہ شیخوپورہ کے ہر دلعزیز مدرس واستاذ ہیں، ہر کلاس کے طلباء کی خواہش وتمنا یہی ہوتی کسی طرح ہمارا کوئی سبق مفتی محمد یوسف القادری صاحب کے پاس چلا جائے کیونکہ وہ علمی سمندر کو کوزے میں بند کرنے قلیل وقت میں درسی بیان کو سمیٹنے اور دشوار گزار اور دقیق وعمیق بحث کو عام فہم اور مختصر انداز میں غبی طلباء کو بھی سمجھا دینے کی صلاحیت سے لبریز ہیں۔

❁ قبلہ استاذی المکرم! ایک شرمیلے اور باحیاء انسان ہیں لیکن تدریسی اور تصنیفی میدان میں بڑے بے باک، نڈر اور انتہائی محنتی واقع ہوئے ہیں، مختصر اور قلیل عرصے میں آپ نے بہت زیادہ کام کیا ہے، اور قلیل ہی عرصے میں آپ نے طلباء اور کو علماء میں مقبولیت حاصل کر لی، جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ان پر خصوصی فضل وکرم ہے۔

تصانیف:

آپ نے کثیر کتب تصنیف وتالیف فرمائیں جو تحقیق وتدقیق میں بے نظیر وبے مثال ہیں جن میں سے کچھ کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

1: اغراض التہذیب لحل التہذیب وشرح التہذیب۔

2: ضیاء الترکیب (شرح مائۃ عامل کی زنجیری ترکیب)

3: فوز وفلاح لحل نورالایضاح۔
4: اغراض سلم العلوم شرح سلم العلوم۔
5: اغراض شرح نخبۃ الفکر۔
6: اغراض کافیہ شرح کافیہ
7: اغراض جامی۔
8: اغراض العوامل، شرح ا شرح مائۃ عامل عبارت، ترجمہ، توضیح، سادہ ترکیب اور ضوابط ترکیبیہ۔
9: اغراض قطبی شرح قطبی۔
10: اغراض مرقات شرح مرقات۔
11: اغراض شرح عقائد
12: اغراض مراح الارواح
13 خطبات یوسفیہ (حصہ اول)
14: خطبات یوسفیہ (حصہ دوم)
15: اغراض علم الصیغہ
16 شرح فیض الادب

زیارت حرمین شریفین:

آپ کو اللہ رب العزت نے 2009 عیسوی میں بصورت عمرہ حرمین شریفین کی زیارت سے بھی نوازا اور اس سفر میں آپ نے چار عمرے کیے، اس مناسبت سے کہ آقائے دوجہاں ﷺ نے بھی ہجرت کے بعد چار عمرے فرمائے۔

❁ آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت قبلہ استاذ گرامی کی یہ خدمتِ دین قبول فرمائے اور انہیں دین و دنیا کی کامیابیاں اور بھلائیاں عطا فرمائے۔

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

پیش لفظ

انسان کی دیگر مخلوقات سے انفرادیت وامتیازیت کی وجہ علم ہے، اور علم کی قرآن وحدیث میں متعدد مقامات پر فضیلت و اہمیت بیان کی گئی ہے چنانچہ قرآن مجید میں اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَآءُ، اور حدیث پاک میں اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ اسی سلسلے کی کڑی ہیں، اب علم تو کئی قسم کا ہے...... مثلاً علم دین ہے جو دین کے لیئے حاصل کیا جاتا ہے...... علم دنیا ہے جو دنیا کے لیئے حاصل کیا جاتا ہے...... لیکن ان تمام اقسام علم میں سے علم نافع (نفع بخش علم) وہ علم ہے جو دین کے لیئے حاصل کیا جائے ...... اس لیئے کہ اللہ پاک نے فرمایا وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ کہ انسان کی تخلیق کا مقصد دنیوی امور کی تحقیق و ریسرچ نہیں ہے...... بلکہ اخروی حقائق کے لیئے جدّ وجہد اور تیاری ہے...... اور یہ تگ ودو اور سعی! لامحالہ علم دین کے بغیر ناممکن وممتنع ہے...... جب سے انسان اس کرۂ ارضی پر نمودار ہوا ہے...... تب سے لیکر اب تک اور اب سے قیامت تک علم دین پھیلتا چلا آیا ہے پھیل رہا ہے...... اور قیامت تک پھیلتا رہے گا...... ہر دور میں ہر پیغمبر، رسول اور نبی اور ہر غوث، قطب اور ولی کا یہی مشن رہا ہے ...... چنانچہ آقائے دوجہاں ﷺ کے لیئے قرآن مجید نے کہا فَذَکِّرْ اِنَّمَا اَنْتَ مُذَکِّرٌ کہ اے محبوب ﷺ آپ ان کو (وہ سبق) یاد کروادیجئے (جو یہ بھول چکے ہیں) اور اب آپ ہی انہیں یاد کروانے والے ہیں...... حضور ﷺ سے فیض علم پا کر صحابہ کرام، اور پھر تابعین وتبع تابعین نے اپنا اپنا فریضہ علم ادا کیا...... اور پھر وہاں سے محدثین اور ائمہ مجتہدین کا لامتناہی سلسلہ چلا جو آج ہم تک اور قیامت تک برقرار رہے گا......

☆ ہر ہر دور میں علماء وفضلاء کما حقہ فریضہ علم وعرفان اپنی طاقت وبساط کے مطابق ادا فرماتے رہے، اور فرما رہے ہیں، لیکن کچھ خوش قسمت اور خوش بخت لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں...... جو بڑے تو نہیں ہوتے...... مگر بڑوں کی صحبت پا کر...... یا بڑوں والی صورت اپنا کر...... وہ بڑوں میں شمار کرلئے جاتے ہیں...... انہیں خوش نصیبوں میں یہ بندہ ناچیز بھی شامل ہے جو صرف علماء وطلباء کے جوتے اٹھا کر، اور ان کا ادب واحترام بجالا کر ان کی صفوں میں شمار کیا جاتا ہے......

☆ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ...... یہ کہاں...... اور...... مقام علم! کہاں؟

الغرض! پیش نظر کتاب "مراح الارواح" جو کہ درس نظامی کی مشہور ومعروف اور متداول کتاب ہے، اسے علمی دنیا میں فلسفہ صرف کہا جاتا ہے، یہ انتہائی مشکل اور پیچیدہ کتاب ہے، عام طور پر طلباء اس کتاب سے بھاگتے ہیں، اور اس کو بیان کرنا! تو درکنار! اس کی عبارت پڑھنے سے بھی گریزاں ہوتے ہیں...... پھر یہ صورتحال طلباء کی تو ہوتی ہی ہے...... لیکن اس کے

ساتھ ساتھ ابتدائی مدرسین بھی اس کا سبق نہیں لیتے ،اس قدر ہدایہ شریف کو مشکل نہیں سمجھا جاتا جس قدر اس کتاب کو مشکل شمار کیا جاتا ہے......معلوم ہیں مجھ کو تیرے احوال کہ میں بھی ....مدت ہوئی گزرا تھا اسی راہ گزر سے۔

پس اس مشکل اور پیچیدہ کتاب کے حل کے لئے متعدد بار دوستوں نے کہا کہ اس کی کوئی آسان شرح لکھی جائے جو کہ طلباء کے لئے آسان فہم اور ابتدائی مدرسین کے لئے پکی پکائی روٹی ہو......پس بندہ نے جب اس پر قلم اٹھایا تو مارکیٹ سے اس کی تین معاون کتب میسر آئیں۔

1: مصنف کتبِ کثیرہ استاذی المکرّم !استاذ العلماء **مفتی محمد صدیق ہزاروی** صاحب اطال اللہ عمرہ کی۔

2: مصنف کتبِ کثیرہ استاذ العلماء **علامہ عبد الرزاق بھترالوی** زید مجدہ کی۔

3: علامہ مولانا ابوحمزہ **محمد شریف** صاحب کی۔

تینوں شخصیات نے اپنے کمال قلم سے اپنے جواہر علم کے موتی برسائے ......مگران کے عظیم موتی ہر طالب علم کی طاقت وبساط میں نہیں تھے...... کیونکہ قبلہ استاذ گرامی کی کتاب میں صرف اغراض کا بیان ہے ،لیکن عبارت اور ترجمہ نہیں ہے...... اور علامہ بھترالوی صاحب کی کتاب میں عبارت ہے......لیکن اس پر کاملاً اعراب نہیں ہیں ،اور ترجمہ بھی نہیں ہے......اور رہی بات اغراض کی وہ بھی صرف مدرسین کی پہنچ تک ہیں ،عام طلباء اس سے کماحقہ استفادہ نہیں کر سکتے......

☆ اور رہی بات علامہ ابوحمزہ محمد شریف صاحب کی شرح کی !اس میں عبارت و ترجمہ تو ہے لیکن اغراض طلباء کے مزاج کے مطابق بیان نہیں کی گئیں...... بلکہ اسے عام سادہ انداز میں بیان کر دیا گیا ہے......وہ انداز نہیں اپنایا گیا جو اس کتاب کے شایانِ شان ہو......اس لئے ایسی کتاب کی ضرورت تھی جس میں مراح الارواح کا مکمل حل ہو......پس اس کے لئے میں نے ''اغراض مراح الارواح'' ترتیب دی ہے ،جو یقیناً مذکورہ کتب کا ہی فیضان ہے لیکن طلباء اور ابتدائی مدرسین کی ضرورت کا سامان ہے۔

☆ میں نے اسے سہل بنانے میں انتہائی جد و جہد اور تگ و دو کی ہے تاکہ طلباء اور ابتدائی مدرسین کے لئے یہ حل شدہ کتاب بن جائے......اور اس کتاب کے ہوتے ہوئے انہیں کسی اور شرح کی ضرورت نہ رہے......اس کتاب کے حل سے اگر کسی کو......کوئی بھی فائدہ ہو تو میں اس سے خاتمہ بالایمان اور اخروی نجات کی دعا کا ہی متمنی ہوں۔

☆ اس کتاب کو حل کرنے میں اور آسان بنانے میں !میں نے جن جن کتب کا سہارا لیا......ان تمام مدرسین و علماء کے لئے دعا گو ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں دنیا و آخرت کی تمام سعادتیں اور خوشیاں عطا فرمائے۔

ابواویس

مفتی محمد یوسف القادری

10/10/2018

اظہارِ تشکر

اس موقع پر میں اولاً اپنے والدین اور جملہ اساتذہ کرام کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ جن کی تعلیم و تربیت و حسن نظر نے مجھے اس قابل ولائق کیا، ثانیاً اپنے برادرِ کبیر **علامہ محمد یونس سعیدی** صاحب کا شکر گزار ہوں کہ جن کی تحریک و تعاون ہر حال میں ساتھ رہا......

☆ ثالثاً علامہ مولانا محمد عابد علی صاحب مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ شیخوپورہ کا کہ جنہوں نے اس کتاب کی مکمل عبارت کمپوز کر کے عطا فرمائی اور اپنی انمول آراء سے نوازا۔

☆ رابعاً شکر گزار ہوں عزیزم حافظ محمد حمزہ امتیاز، اور حافظ علی حمزہ اقبال کا جن کا بھرپور تعاون اور معاونت شامل حال رہی ......میں اس تعاون پر ان کے ساتھ ساتھ ان کے والدین کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں......جنہوں نے صبح و شام ان بچوں کو میرے ساتھ تعاون کے لئے وقف رکھا...... اللہ تعالیٰ ان بچوں کو اور ان کے والدین کو دنیا و آخرت کی تمام بہاریں اور سعادتیں عطا فرمائے......اور اس کتاب کو میرے لئے......میرے اساتذہ کرام کے لئے......میرے والدین کے لئے......میرے اہل خانہ کے لئے اور جمیع معاونین کے لئے ذریعہ نجات بنائے۔

آمین ثم آمین۔

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

گزارش:

قارئین کرام سے گزارش ہے کہ میری جنبش قلم میں لغزش کا امکان ہے لہٰذا کسی طرح کی بھی لغزش پر تنقید برائے تنقیص سے صرف نظر کرتے ہوئے بغرض صحیح اس کی نشاندہی فرمائیں تاکہ اسے دور کیا جاسکے۔

ابو اویس

مفتی محمد یوسف القادری

07/10/18 جوئیانوالہ موڑ شیخوپورہ

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

رائے گرامی

استاذالعلماء جامع المعقول والمنقول رأس الاتقیاء

حضرت علامہ **مولانا ہاشم علی نظامی** صاحب زیدمجدہ

سینئر استاذ جامعہ نظامیہ رضویہ شیخوپورہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْكَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ

امابعد! دین اسلام کے عقائد واحکامات اوران کی معرفت کے بنیادی ماخذ قرآن پاک اوراحادیث رسول ﷺ ہیں اوران کو سمجھ کران پر عمل کرنے کیلئے صحابہ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ کے ارشادات عالیہ اورعلمائے رَبَّانِیِّیْن کی گراں قدر تحقیقات کا مطالعہ نہایت ہی ضروری ہے جبکہ صحابہ کرامؓ اورعلماء عظام کی اکثر تصانیف وتالیفات عربی زبان میں ہیں بنابریں عربی زبان کو سمجھنا اسی طرح ضروری ہے جس طرح جسم کیلئے روح ضروری ہے اسی ضرورت کو پورا کرنے کیلئے مدارس دینیہ میں عربی گرائمر کو شامل نصاب کیا گیا ہے اورعربی زبان کا سمجھنا دوعلوم پر مشتمل ہے۔(۱)صرف (۲)نحو......

صرف ونحو کے حوالہ سے یہ مقولہ مشہور ہے کہ اَلصَّرْفُ اُمُّ الْعُلُوْمِ وَالنَّحْوُ اَبُوْھَا کہ علم صرف تمام علوم کی ماں اور علم نحوان کا باپ ہے۔جس طرح اولاد کے صحت منداور توانا ہونے کیلئے والدین کا تندرست اورقوی ہونا ضروری ہے اسی طرح ایک طالب علم کیلئے قرآن وسنت اورعلوم عربیہ میں باکمال ہونے کیلئے ضروری ہے کہ وہ صرف ونحو میں مہارت تامہ رکھتا ہو اس لئے جو طالب علم گرائمر میں کمزور ہوں وہ بعد میں کمزوری محسوس کرتے ہیں بخلاف اس طالب علم کے جس کی گرائمر پر گرفت مضبوط ہو دوسرے علوم کو حاصل کرنا اس لئے بے حد آسان ہوجاتا ہے۔علم صرف کے موضوع پر فارسی اور عربی میں سینکڑوں کتابیں لکھی گئی ہیں انہی کتابوں میں سے ایک اہم اورمستند کتاب ''مراح الارواح'' ہے، جسے امام الصرف الشیخ حضرت علامہ احمد بن علی بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرماکر جوئندگان علم صرف پر احسان عظیم فرمایا مراح الارواح دراصل صیغوں کی ساخت اور تعلیلات سے متعلق متعدد اور پوشیدہ سوالات کے جوابات پر مشتمل کتاب ہے یوں سمجھئے کہ یہ کتاب علم صرف کا فلسفہ ہے مصنف علیہ الرحمۃ نے مراح الارواح کو سات ابواب پر تقسیم کیا ہے گویا کہ تقسیم مصنف علیہ الرحمۃ اس شعر کی مصداق ہے

صحیح است ومثال است ومضاعف..........لفیف ناقص ومہموز واجوف

یعنی مصنف علیہ الرحمۃ نے ہفت اقسام کے متعلق گفتگو فرمائی ہے لیکن مشتقات کی تفصیلی بحث کو صرف پہلے باب ''صحیح'' تک محدود رکھا ہے...... فاضل جلیل عالم نبیل برادر عزیز حضرت علامہ مولانا ابو اویس مفتی محمد یوسف القادری زیدہ مجدہ نے تحریری کام کا آغاز میری یادداشت کے مطابق ضیاء الترکیب سے شروع کیا تھا......اس کے بعد فوز وفلاح لحل نور الایضاح...... شرح فیض الادب ......اغراض التہذیب ......اغراض قطبی ......اغراض جامی ......اغراض کافیہ......اغراض شرح عقائد...... اغراض مرقات وغیرہ جیسی درجنوں عمدہ اور مفید کتب علماء طلباء کیلئے تحریر فرمائیں۔

میں سمجھتا ہوں یہ حضرت کا اہل سنت پر احسان عظیم ہے کہ کل تک ہم غیروں کے محتاج تھے......آج ہم فخر کیساتھ یہ بات کر سکتے ہیں کہ ہمارے پاس ہمارے اساتذہ بزرگوں اور علماء اہل سنت کے تراجم وشروحات ہیں (اَلْحَمْدُلِلّٰہِ)۔

اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ''اغراض مراح الارواح'' بھی ہے جس کو حضرت العلام نے بڑے عمدہ انداز احسن پرائے اور دلنشین انداز میں تحریر فرمایا ہے طلباء کی سہولت کے پیش نظر حضرت نے کتاب کی عبارت بمع اعراب، ترجمہ واغراض کو سوالات وجوابات کی صورت میں تحریر فرمایا ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم ﷺ کے صدقے حضرت العلام کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور نافع علماء وطلباء بنائے اور مصنف وشارح کیلئے صدقہ جاریہ بنائے۔

آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسٓ

والسلام

حَرَّرَہٗ

محمد ہاشم علی نظامی

05/10/18

فہرست عنوانات

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿عبارت﴾: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَالَ الْمُفْتَقِرُ اِلَى اللّٰهِ الْوَدُوْدِ اَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَسْعُوْدٍ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَلِوَالِدَيْهِ وَاَحْسَنَ اِلَيْهِمَا وَاِلَيْهِ

﴿ترجمہ﴾: اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ بندہ فقیر احمد بن علی بن مسعود نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درخواست کی جو بے پناہ محبت کرنے والا ہے......اللہ اس کی اور اس کے والدین کی بخشش فرمائے......ان دونوں کا اور اس کا معاملہ بہتر فرمائے۔

﴿تشریح﴾:

مصنف علیہ الرحمۃ نے اس مقام پر قَـال کہا ہے......جو کہ ماضی مذکر غائب کا صیغہ ہے......مضارع اور متکلم کا صیغہ استعمال نہیں کیا......کیونکہ ماضی تحقق پر دلالت کرتی ہے......اور غائب کے صیغہ میں عجز ہے......اور متکلم کے صیغہ میں تکبر کا شائبہ ہے۔

مراح الارواح کا معنیٰ اور وجہ تسمیہ:

اس کتاب کا نام "مَـراح الارواح" ہے......اور مراح الاروح مرکب اضافی ہے......جس میں سے مراح رَوْحٌ (را کے فتح کے ساتھ) سے ماخوذ ہے......جس کا معنیٰ ہے آسائش، نرم ہوا، پسندیدہ ہوا......اور ارواح رُوْحٌ (را کے ضمہ کے ساتھ) کی جمع ہے......پس معنیٰ ہوا "روحوں کے خوش ہونے کا مقام" اور اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ کتاب بھی صرفی طلباء کے لئے باعث راحت اور باعث تسکین قلب ہوتی ہے ......کیونکہ جب وہ میزان ومنشعب اور صرف بہائی وغیرہ کی اصطلاحات یاد کرتے ہیں تو ان کے ذہنوں میں متعدد سوالات جنم لیتے ہیں......جن کے جوابات انہیں "مراح الارواح" سے ہی حاصل ہوتے ہیں......پس اس لئے اس کتاب کو "مراح الارواح" کہتے ہیں۔

تسمیہ سے ابتداً کیوں؟

﴿اعتراض﴾: مراح الاروح! علم صرف کی کتاب ہے۔ لہٰذا مصنف علیہ الرحمۃ کو چاہیے تھا کہ کتاب کے شروع میں کوئی مسئلہ صرفی ذکر کرتے تا کہ کتاب کے مضمون کی طرف آ گاہی ہو جاتی جبکہ مصنف علیہ الرحمۃ نے شروع میں تسمیہ کا ذکر کر دیا ہے۔ یہ کیوں؟

﴿جواب﴾: مصنف علیہ الرحمۃ نے تسمیہ سے اپنی کتاب کا آغاز قرآن پاک کی اتباع اور حدیث رسول ﷺ کی اقتداء کرنے کے لیے کیا ہے۔ کیونکہ قرآن پاک کا آغاز بھی تسمیہ سے ہے اور حدیث پاک میں بھی ہر ذیشان کام کی ابتداء میں تسمیہ کے ساتھ کرنے پر زور دیا گیا ہے...... چنانچہ آقائے دوجہاں ﷺ فرمایا كُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَمْ یُبْدَأْ بِبِسْمِ اللّٰهِ فَهُوَ اَقْطَعُ کہ ہر وہ ذیشان کام جس کی ابتدا بسم اللہ سے اگر نہ ہو تو وہ نامکمل اور ادھورا رہتا ہے۔

﴿اعتراض﴾: آپ نے کہا کہ مصنف علیہ الرحمۃ نے حدیث رسول ﷺ کی اقتداء کی ہے حالانکہ حدیثیں تو دو ہیں (۱) ابتداء بالتسمیہ والی حدیث (۲) ابتداء بالتحمید والی حدیث۔ (ایک حدیث میں حکم ہے کہ ہر اچھے کام کا آغاز تسمیہ سے کرو، اور دوسری میں یہ ہے کہ ہر اچھے کام کا آغاز تحمید سے کرو) جبکہ مصنف علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیف کا آغاز تسمیہ سے تو کیا ہے لیکن تحمید سے نہیں کیا ہے لہٰذا یہ مخالفت ہے موافقت تو نہیں ہے۔

﴿جواب﴾: دونوں احادیث سے مقصود و مطلوب ''اللہ کے ذکر کے ساتھ شروع کرنا ہے'' اور وہ مقصود یہاں تسمیہ کے ذکر سے پایا جا رہا ہے...... لہٰذا کوئی اعتراض نہیں۔

کبھی موصوف اور کبھی صفت محذوف ہوتی ہے:

قَالَ الْمُفْتَقِرُ الخ: اس مقام پر الْمُفْتَقِر سے پہلے اَلْعَبْدُ موصوف محذوف ہے...... اور فصاحت و بلاغت میں ایسا ہوتا رہتا ہے کہ کہیں موصوف محذوف ہوتا ہے اور صفت کو اس کی جگہ پر چھوڑا جاتا ہے تاکہ وہ موصوف کے محذوف ہونے پر دلالت کرے جیسا کہ مذکورہ مقام...... اور کہیں موصوف مذکور ہوتا ہے لیکن اس کی صفت کو محذوف کر دیا جاتا ہے اور موصوف کا ذکر اس صفت کی حذفیت پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے سَفِیْنَةٍ غَصْبًا جو کہ اصل میں سَفِیْنَةٍ صَحِیْحَةٍ غَصْبًا ہے۔

اللّٰه: لفظِ اللہ ذات باری تعالیٰ کا ذاتی نام ہے...... جس کا معنیٰ ہے وہ ذات جس کا وجود! ذاتی و ضروری ہو اور وہ تمام صفات کمالیہ کی جامع ہو۔

اَلْوَدُوْدُ: یہ اللہ کی صفت ہے...... یہ وُدٌّ (واو پر تینوں حرکتیں آسکتی ہیں) سے ماخوذ ہے...... اور وُدٌّ کا معنیٰ ہے محبت کرنا...... اَلْوَدُوْدُ مبالغہ کا صیغہ ہے...... یہ بمعنیٰ فاعل بھی ہے یعنی وَادٌّ کے معنیٰ میں بھی ہے اور بمعنیٰ مفعول بھی ہے یعنی مَوْدُوْدٌ کے معنیٰ میں بھی ہے...... پہلی صورت میں معنیٰ یہ ہوگا اللہ اپنے بندوں سے بہت محبت کرنے والا ہے چنانچہ سیدنا داؤد علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ میرے بندے داؤد! اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ان کا رب ان سے کسقدر محبت کرتا ہے تو لوگ اپنے گھربار چھوڑ کر جنگلوں میں چلے جائیں...... اور دوسری صورت میں معنیٰ ہوگا کہ اللہ سے اللہ کے بندے بے پناہ محبت کرتے ہیں۔

﴿سوال﴾: مصنف علیہ الرحمۃ نے مقام دعا میں اللہ کی صفت الودود کیوں ذکر کی؟

﴿جواب﴾:1 چونکہ ودود کا معنیٰ ہے محبّ یا دوست اور حقیقی محبّ یا حقیقی دوست اپنے محبوب یا دوست کی غلطی

معاف کردیا کرتا ہے گویا اس مقام پر الودود کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ کو اس کی شانِ ودودی کا واسطہ دیا جا رہا ہے۔

2: کسی کی توجہ خاص حاصل کرنے کے لئے ...... یا کسی سے کوئی خاص شے حاصل کرنے کے لئے اسے ہمیشہ اچھے الفاظ سے پکارا جاتا ہے تا کہ وہ از رہ محبت وشفقت وہ مطلوبہ چیز عطا فرما دے۔

غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَلِوَالِدَيْهِ: غَفَرَ اَمَغْفِرَةٌ سے فعل ماضی کا صیغہ ہے...... اس مقام پر ماضی کا صیغہ استعال کیا گیا ہے کیونکہ مقام دعا میں ماضی بمعنیٰ مستقبل استعال ہوتی ہے...... اور مستقبل کی جگہ ماضی کو نیک شگونی کے لئے استعال کرتے ہیں اور وہ نیک شگونی یہ ہے کہ ''یہ دعا قبول ہو چکی ہے''۔

ذکر الٰہی کے بعد والدین کے لئے دعا کیوں؟

﴿سوال﴾: مصنف علیہ الرحمۃ نے اللہ کا ذکر کر لینے کے بعد اپنے والدین کے لئے دعا کیوں مانگی؟

﴿جواب﴾: قرآن مجید کی اس آیتِ کریمہ یعنی وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا پر عمل کرنے کے لئے...... کہ اس آیت میں اللہ کی اطاعت اور عبادت کے بعد والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔

﴿اعتراض﴾: مصنف علیہ الرحمۃ نے جب لفظِ غَفَرَ سے دعا کی تو پہلے اپنا ذکر کیا اور بعد میں والدین کا ذکر کیا ...... لیکن جب لفظِ اَحْسَنَ سے دعا کی تو پھر پہلے اپنے والدین کا ذکر اور بعد میں اپنا ذکر کیا ایسا کیوں؟

﴿جواب﴾: مذکورہ ترتیب کی مختلف وجوہ ہیں جن میں سے چند پیش خدمت ہیں۔

1: اس ترتیب کا اہتمام اس لئے کیا کہ اس صورت میں رعایتِ سجع ہو جاتی ہے یعنی آخر میں وَالِدَيْهِ اور اِلَيْهِ کا قافیہ مل جاتا ہے...... جبکہ برعکس کرنے کی صورت میں ایسا نہ ہو سکتا۔

2: مغفرۃ! معاملہ شک ہے ...... اور احسان معاملہ یقین ہے ...... کیونکہ وہ مغفرۃ ہر کسی کی نہیں فرماتا لیکن احسان ہر ایک پر فرما دیتا ہے...... پس اسی لئے مصنف علیہ الرحمۃ نے جو دعا محلِ شک میں تھی اسے پہلے اپنے لئے ذکر کیا...... اور جو دعا! محلِ یقین میں تھی اسے پہلے اپنے والدین کے لئے ذکر کیا......

3: مصنف علیہ الرحمۃ نے مَغْفِرَة کی دعا میں پہلے اپنا ذکر اس لئے کیا تا کہ وہ پہلے گناہوں کی مغفرت کی وجہ سے مستجاب الدعوات ہو جائیں...... اور بعد میں جو بھی دعا کریں وہ قبول ہو۔

4: ابراہیم علیہ السلام کی دعا کی متابعت کی وجہ سے ایسا کیا...... کہ انہوں نے دعا فرمائی رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ یعنی ابراہیم علیہ السلام نے پہلے اپنی مغفرت کی دعا کی اور بعد میں والدین کی مغفرت کی بات کی۔ اور آقائے دو جہاں ﷺ نے بھی اسی ترتیب سے دعا کہ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ۔

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

علم صرف! علوم کی ماں اور علم نحو! علوم کا باپ ہے

﴿عبارت﴾: اِعْلَمْ اَنَّ عِلْمَ الصَّرْفِ اُمُّ الْعُلُوْمِ وَالنَّحْوِ اَبُوْهَا وَيَقْوٰى فِى الدِّرَايَاتِ دَارُوْهَا وَيَطْغٰى فِى الرِّوَايَاتِ عَارُوْهَا فَجَمَعْتُ فِيْهِ كِتَابًا مَوْسُوْمًا بِمَرَاحِ الْاَرْوَاحِ وَهُوَ لِلصَّبِىِّ جَنَاحُ النَّجَاحِ وَرَاحٌ رَحْرَاحٌ وَفِىْ مِعْدَتِهٖ حِيْنَ رَاحَ مِثْلُ تُفَّاحٍ اَوْرَاحٍ وَبِاللّٰهِ اَعْتَصِمُ عَمَّا يَصِمُ وَبِهٖ اَسْتَعِيْنُ وَهُوَ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ الْمُعِيْنُ۔

﴿ترجمہ﴾: جان لیجئے! علم صرف علوم کی ماں اور علم نحو علوم کا باپ ہے اور ان دونوں علوم کو جاننے والے جان پہچان اور سوجھ بوجھ میں قوی استعداد والے بن جاتے ہیں......جبکہ ان علوم سے عار محسوس کرنے والے یعنی اس کو نہ جاننے والے! روایات میں غلو کرنے والے ہوتے ہیں......پس میں نے اس کتاب میں جس کا نام مراح الارواح رکھا گیا ہے ان چیزوں کو جمع کر دیا ہے اور وہ چھوٹے بچے کے لئے کامیابی کا بازو ہے اور (منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے) وسیع وعریض اور آرام دہ راستہ ہے اور بچے کے معدہ میں جب قرار پکڑے گی تو راحت اور سکون پہنچانے میں سیب اور شراب کی طرح ہوگی، اور میں اللہ تعالیٰ کا ہی دامن پکڑتا ہوں اس چیز سے جو عیب دار کرنے والی ہو اور میں اسی سے ہی مدد کا طالب ہوں اور وہ انتہائی اچھا دوست اور مددگار ہے۔

﴿تشریح﴾:

اِعْلَمْ اَنَّ الصَّرْفَ اُمٌّ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ہر سننے اور پڑھنے والے متوجہ اور مخاطب کرنا ہے۔

☆ یادرہے اِعْلَمْ کا استعمال تین چیزوں میں سے کسی چیز کے لئے ہوتا ہے۔

اِعْلَمْ کا استعمال تین چیزوں کے لئے:

1: کسی سوال مقدر کا جواب دینے کے لئے۔

2: کسی مقام پر سوال کرنے کے لئے۔

3: کسی ذیشان امر پر تنبیہ کرنے کے لئے یہاں یہ تیسری صورت ہے، یعنی کہ مخاطبین کو تنبیہ کی جارہی ہے کہ یہ علم کتنا اہم ہے......اور عقلمند متکلم ہوتا ہی وہی ہے جو کلام کرنے سے پہلے اپنے مخاطبین کو خواب غفلت سے بیدار کرلے......تاکہ اس کا

کلام ضائع نہ ہو۔

علم صرف کہا ہے علم تصریف کیوں نہیں کہا؟

﴿سوال﴾: مصنف علیہ الرحمۃ نے اس مقام پر اس علم کو "علم صرف" کہا ہے......علم تصریف نہیں کہا...... حالانکہ جس طرح اس علم کو علم صرف کہا جاتا ہے اسی طرح اس علم کو علم تصریف بھی کہا جاتا ہے۔

﴿جواب﴾:1 "صرف" ثلاثی مجرد ہے اور "تصریف" ثلاثی مزید فیہ ہے......اور ثلاثی مجرد! ثلاثی مزید فیہ کی بنسبت اصل ہے......پس اسی لئے علم صرف کہا ہے علم تصریف نہیں کہا......

﴿جواب﴾:2 اور دوسری بات یہ ہے کہ اس مقام پر لفظِ نحو کا بھی ذکر ہوا ہے تو اس کا مناسب اور ہم وزن کلمہ "صرف" ہے......تصریف نہیں ہے۔ پس اسی لئے علم صرف کہا ہے علم تصریف نہیں کہا ہے۔

﴿اعتراض﴾: مصنف علیہ الرحمۃ کا علمِ صرف کو علوم کی ماں قرار دینا اور علم نحو کو علوم کا باپ قرار دینا درست نہیں ......کیونکہ ماں اور باپ ذی روح ہوتے ہیں جبکہ "علم صرف" اور "علم نحو" غیر ذی روح ہیں۔

﴿جواب﴾: یاد رکھ لیں جب کسی چیز کو کسی چیز کے ساتھ تشبیہ دی جاتی ہے تو وہ تشبیہ من کل الوجوہ نہیں ہوا کرتی یعنی تمام وجوہ سے نہیں ہوا کرتی بلکہ کسی ایک وصف یا صفت کی وجہ سے ہوتی ہے جیسے کہا جاتا ہے زید شیر کی طرح ہے......تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ جیسے شیر کی دُم ہے ویسے زید کی بھی دُم ہے؟......جیسے شیر غیر ذوالعقول ہے ویسے زید بھی غیر ذوالعقول ہے......نہیں! بالکل نہیں...... بلکہ صرف ایک وصف یعنی بہادری میں تشبیہ ہے کہ جیسے شیر بہادر ہے ویسے ہی زید بھی بہادر ہے ۔اسی طرح یہاں بھی ایک وصف یعنی "احتیاجِ تربیت" میں تشبیہ ہے...... کہ جس طرح اولاد اپنی تربیت کے لئے ماں اور باپ کی محتاج ہوتی ہے اسی طرح طالب علم! بھی علوم کی تحصیل میں علمِ صرف اور علمِ نحو کا محتاج ہوتا ہے......اور تربیت میں ابتداءً محتاجی ماں کی طرف ہوتی ہے بعد میں باپ کی طرف ہوتی ہے......اور علوم میں ابتداءً محتاجی علم صرف کی طرف ہوتی ہے اور بعد میں علم نحو کی طرف ہوتی ہے......پس اسی لئے علم صرف کو ماں کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور علمِ نحو کو باپ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے

درایت اور روایت سے مراد:

اَلدِّرَایَاتِ ...... الرِّوَایَاتِ: درایات سے مراد امورِ معقولہ یعنی علل و مناسبات کا ادراک......اور روایات سے مراد مسائلِ نقلیہ کا ادراک۔

دَارُوْھَا......دَارُوْا اصل میں دَارِیُوْنَ صیغہ جمع مذکر اسم فاعل ناقص یائی از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ ہے......تو پھر ناقص کے اس قانون کے تحت کہ "یا کسرہ کے بعد ہو اور اس کے بعد واؤ ہو تو اس یاء کے ماقبل کو ساکن کرکے یاء کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دے دیتے ہیں......تو پھر ایسی صورت میں یاء ساکن غیر مدغم ضمہ کے بعد واؤ ہو جاتی ہے پس دَارُوْوْنَ ہو گیا......پس اجتماع

ساکنین کی وجہ سے پہلی واؤ کو گرا دیا تو ۃ اَرْوُنَ ہو گیا پھر اس کی اضافت ہوئی ھَا ضمیر کی طرف، تو نون جمع مذکر گر گیا۔

یَطْغٰی : طغیان (طاء کے ضمہ کے ساتھ) سے ہے بمعنیٰ حد سے گزرنا، گمراہ ہونا یہ فتح اور سمع دونوں ابواب سے آتا ہے۔

مَرَاحُ الْاَرْوَاحِ : مراح الاروح مرکب اضافی ہے......جس میں سے مراح رَوْحٌ (را کے فتح کے ساتھ) سے ماخوذ ہے ......جس کا معنیٰ ہے آسائش، نرم ہوا، پسندیدہ ہوا......اور ارواح رُوْحٌ (را کے ضمہ کے ساتھ) کی جمع ہے......پس معنیٰ ہوا'' روحوں کے خوش ہونے کا مقام'' اور جگہ۔

وَهُوَ لِلصَّبِيِّ جَنَاحُ النَّجَاحِ : یہ کتاب بچے کے لئے کامیابی کا بازو ہے...... جناح! پرندے کے پروں کو کہا جاتا ہے......اور نجاح کا معنیٰ کامیابی ہے ...... یہاں بھی تشبیہ کی زبان میں بات ہے کہ جس طرح پرندہ اڑنے کے لئے پروں کا محتاج ہوتا ہے......اسی طرح مبتدی اعلم صرف میں کامیابی کے لئے اس کتاب کا محتاج ہوگا۔

وَرَاحٌ رَحْرَاحٌ: اور یہ کتاب مبتدی کے لئے کشادہ راستہ ہے......رَاحٌ بمعنیٰ راستہ......اور رَحْــــرَاحٌ (را کے فتح کے ساتھ) بمعنیٰ کشادہ......یعنی جس طرح کشادہ راستہ چلنے والے کو منزل مقصود تک پہنچا تا ہے......اسی طرح یہ کتاب بھی مبتدی کو مقاصد تک پہنچائے گی۔

وَفِي مِعْدَتِهٖ حِيْنَ رَاحَ : اور بچے کے معدے میں جب قرار پکڑے تو سیب اور شراب کی طرح ہے......رَاحَ! فعل ماضی کا صیغہ ہے بمعنیٰ قرار پکڑے......تُفَّاحٌ بمعنیٰ سیب......رَاحٌ بمعنیٰ شراب......یعنی جس طرح سیب اور شراب انسان کے بدن کو تقویت دیتے ہیں اسی طرح اس کتاب کے مسائل بھی مبتدی کو علم کے حصول میں تقویت دینگے۔

☆ یاد رہے یہاں رَاحٌ کا معنیٰ مطلقاً شراب کی بجائے ''نبیذ تمر'' لینا زیادہ مناسب ہے کیونکہ نبیذ تمر جب نشہ آور نہ ہو تو اسے پینا جائز ہے۔

وَبِاللّٰهِ اَعْتَصِمُ عَمَّا يَصِمُ: یہاں ظرف کو مقدم کیا گیا ہے حصر کے لئے کیونکہ قاعدہ ہے تَقْدِيْمُ مَاحَقُّهُ التَّاخِيْرُ يُفِيْدُ الْحَصْرَ وَالْاِخْتِصَاصَ کہ جس کا مقام مؤخر ہو اسے مقدم کر دینے سے حصر اور اختصاص کا فائدہ حاصل ہوتا ہے......پس معنیٰ ہوا کہ میں اللہ سے ہی پناہ پکڑتا ہوں......يَصِمُ اوَصْمٌ سے مشتق ہے جو ضَرَبَ يَضْرِبُ سے ہے بمعنیٰ عیب ناک کرنا ......مُعِيْن اِعَانَةٌ سے بنا ہے بمعنیٰ مددگار۔

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

ہفت اقسام کا بیان

﴿عبارت﴾: اِعْلَمْ اَسْعَدَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَّ الصَّرَّافَ يَحْتَاجُ فِيْ مَعْرِفَةِ الْاَوْزَانِ اِلٰى سَبْعَةِ اَبْوَابِ اَلصَّحِيْحِ وَالْمُضَاعَفِ وَالْمَهْمُوْزِ وَالْمِثَالِ وَالْاَجْوَفِ وَالنَّاقِصِ وَاللَّفِيْفِ وَاشْتِقَاقُ تِسْعَةِ اَشْيَاءَ مِنْ كُلِّ مَصْدَرٍ وَهِيَ الْمَاضِيْ وَالْمُضَارِعُ وَالْاَمْرُ وَالنَّهْيُ وَاسْمِ الْفَاعِلِ وَالْمَفْعُوْلِ وَالْمَكَانِ وَالزَّمَانِ وَالْاٰلَةِ فَكَسَّرْتُهُ عَلٰى سَبْعَةِ اَبْوَابٍ

﴿ترجمہ﴾: جان لیجئے! اللہ تعالیٰ تجھے نیک بخت بنائے کہ علم صرف میں مہارت حاصل کرنے والا اوزان کی پہچان کرنے کے معاملے میں سات ابواب یعنی صحیح، مضاعف، مہموز، مثال، اجوف، ناقص، لفیف، اور ہر مصدر سے نو چیزوں کے اشتقاق کی طرف محتاج ہوتا ہے اور وہ نو چیزیں یہ ہیں ماضی، مضارع، امر، نہی اسم فاعل، اسم مفعول، ظرف مکان، ظرف زمان اور اسم آلہ، پس میں نے علم صرف کو سات اقسام کی طرف تقسیم کیا ہے۔

﴿تشریح﴾:

مصنف علیہ الرحمۃ مخاطبین کے ذہن کو حاضر کرنے کے لئے اور مابعد بات کو توجہ سے سننے کی ترغیب دینے کے لئے دوبارہ پھر لفظ اِعْلَمْ لائے ہیں......

﴿سوال﴾: مصنف علیہ الرحمۃ نے اس مقام پر صَرَّاف یعنی اسم مبالغہ کا صیغہ استعمال کیا ہے صرفی کہہ لیتے ؟

﴿جواب﴾: مصنف علیہ الرحمۃ نے یہاں صرفی کو صراف کے صیغے سے اس لئے تعبیر کیا ہے تا کہ اس امر پر تنبیہ ہو سکے کہ اگر صرف کا بہت زیادہ ماہر ہی کیوں نہ ہو اس کے باوجود بھی وہ سات ابواب اور ہر مصدر سے اشتقاق کے اوزان کی پہچان کا محتاج ہوتا ہے۔

ہفت اقسام کی وجہ حصر:

سَبْعَةِ اَبْوَابٍ: سات اقسام کے اوزان کی پہچان ایک وجہ حصر میں منحصر ہے جو کہ یہ ہے۔

ہر کلمہ دو حال سے خالی نہیں کہ اس کے حروف اصلیہ کے مقابلے میں کوئی حرف، علت ہوگا یا نہیں ہوگا......اگر کوئی حرف علت ہو تو پھر وہ حال سے خالی نہیں کہ وہ حرف علت ایک ہوگا یا دو ہونگے ......پس اگر حرف علت ایک ہو تو اس کی تین

صورتیں ہیں یا تو وہ فاء کلمہ کے مقابلے میں ہوگا...... یا عین کلمہ کے مقابلے میں ہوگا...... یا لام کلمہ کے مقابلے میں ہوگا......اگر وہ فاء کلمہ کے مقابلے میں ہوتو وہ مثال ہے......اور اگر وہ عین کلمہ کے مقابلے میں ہوتو اجوف ہے......اور اگر وہ لام کلمہ کے مقابلے میں ہوتو وہ ناقص ہے......اور اگر دو حروفِ علت ہوں تو پھر وہ دو حال سے خالی نہیں......ان دو حرفوں کے درمیان کوئی حرف صحیح متخلل یعنی داخل ہوگا یا نہیں......اگر کوئی حرف صحیح متخلل ہوتو وہ لفیفِ مفروق ہے اور اگر کوئی حرفِ صحیح متخلل نہ ہوتو پھر وہ لفیفِ مقرون ہے۔اور اگر اس کلمہ میں کوئی حرفِ علت ہی نہ ہوتو پھر وہ دو حال سے خالی نہیں کیونکہ اس میں موجود کوئی سا ایک حرف! حرفِ علت کے حکم میں ہوگا یا نہیں ......پس اگر کوئی بھی حرف حرفِ علت کے حکم نہ ہوتو وہ صحیح ہے......اور اگر کوئی حرف! حرفِ علت کے حکم میں ہوتو پھر وہ دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ دو حرف ایک جنس کے ہونگے ......یا ہمزہ ہوگا......اگر کلمہ میں دو حرف ایک جنس کے ہوں تو وہ مضاعف ہے......اور اگر کلمہ میں ہمزہ ہوتو وہ مہموز ہے۔

ہفت اقسام کی مذکورہ ترتیب کیوں؟

﴿سوال﴾: مصنف علیہ الرحمۃ نے اقسامِ سبعہ (صحیح، مثال، اجوف وغیرہ) کو مذکورہ ترتیب پر کیوں بیان کیا؟

﴿جواب﴾: صحیح میں چونکہ کوئی تغیر نہیں ہوتا اور وہ ہمیشہ اپنی اصل پر برقرار رہتا ہے اس لئے اسے مقدم کر دیا......اور مثال کو اجوف پر مقدم کیا ہے اس لئے کہ مثال میں حرفِ علت اجوف کے حرف علت کی بنسبت مقدم ہوتا ہے......اور اجوف کو ناقص پر مقدم کیا ہے اس لئے کہ اجوف کا حرفِ علت ناقص کے حرف علت کی بنسبت مقدم ہوتا ہے......اور لفیف میں لفیفِ مفروق کو مقدم اس لئے کیا ہے کہ اس میں ایک حرف علت پہلے ہے اور لفیفِ مقرون مؤخر اس لئے کیا ہے کہ اس میں دو حرفِ علت آخر میں ہیں۔

﴿سوال﴾: اشتقاق تسعہ کا جاننا صرفی کے لئے کیوں ضروری ہے؟

﴿جواب﴾: اشتقاق تسعہ کا جاننا ہر صرفی مبتدی کے لئے ضروری ہے......کیونکہ جو مذکورہ نو چیزوں کے مصدر سے اشتقاق کے بعد اوزان کو نہیں پہچانتا تو اسے بھی علم صرف میں مہارتِ تامہ نہیں ہوتی ......کیونکہ جو شخص اَلضَّرْبُ مصدر سے ضَارِبٌ کا اشتقاق نہیں پہچانتا تو وہ یہ بات کبھی نہیں جان سکتا کہ اس میں موجود الف زائد ہے یا نہیں......اور یہ بات بھی نہیں پہچان سکے گا کہ اس کا وزن فَاعِل ہے یا فَاعَل ہے......اسی طرح جو شخص یہ نہیں جانتا کہ مَضْرُوْبًا! اَلضَّرْبُ سے کس طرح مشتق ہے تو وہ یہ بات کبھی نہیں جان سکے گا کہ میم اور واوٗ دونوں اصلیہ ہیں یا زائدہ ہیں اور یہ بھی نہیں جان سکے گا کہ اس کا وزن فَعْلُوْل ہے یا مَفْعُوْل ہے الیٰ ھٰذَا الْقِیَاس۔مزید تفصیل آگے مذکور ہوگی۔

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

پہلا باب:

صحیح کا بیان

﴿عبارت﴾: اَلْبَابُ الْاَوَّلُ فِی الصَّحِیْحِ اَلصَّحِیْحُ هُوَالَّذِیْ لَیْسَ فِیْ مُقَابَلَةِالْفَاءِ وَالْعَیْنِ وَاللَّامِ حَرْفُ عِلَّةٍوَتَضْعِیْفٌ وَهَمْزَةٌنَحْوُالضَّرْبِ فَاِنْ قِیْلَ لِمَ اخْتُصَّ الْفَاءُ وَالْعَیْنُ وَاللَّامُ لِلْوَزْنِ قُلْنَاحَتّٰی یَکُوْنَ فِیْهِ مِنْ حُرُوْفِ الشَّفَةِوَالْوَسْطِ وَالْحَلْقِ شَیْءٌ فَقُلْنَاالضَّرْبُ مَصْدَرٌیَتَوَلَّدُمِنْهُ الْاَشْیَاءُ التِّسْعَةُوَهُوَاَصْلٌ فِی الْاِشْتِقَاقِ عِنْدَالْبَصْرِیِّیْنَ

﴿ترجمہ﴾: پہلا باب صحیح کے بیان میں ...... صحیح وہ لفظ ہے جس کے فاء، عین اور لام کلمہ کے مقابلے میں کوئی حرف علت، تضعیف (دوحرف ہم جنس) اور ہمزہ نہ ہو جیسے اَلضَّرْبُ مارنا...... پس اگر کہا جائے کہ فا، عین اور لام کو وزن کے لئے مختص کیوں کیا گیا؟ تو اس کے جواب میں ہم کہیں گے تاکہ اس وزن میں حروف شفوی، وسطی اور حلقی میں سے ہر ایک سے کچھ نہ کچھ شامل ہو جائے...... پس ہم کہتے ہیں کہ اَلضَّرْبُ ایسا مصدر ہے کہ جس سے نو چیزیں جنم لیتی ہیں اور بصریوں کے نزدیک اشتقاق میں مصدر ہی اصل ہے۔

﴿تشریح﴾:

اَلْبَابُ الْاَوَّلُ فِی الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ہفت اقسام میں سے پہلی قسم ''صحیح'' کی اصطلاحی تعریف کر کے اس کی مثال پیش کرنی ہے۔

صحیح کی تعریف:

صرفیوں کی اصطلاح میں صحیح وہ لفظ ہے خواہ اسم ہو یا فعل ہو...... اس کے فاء، عین اور لام کلمہ کے مقابلے میں حرف علت، دوحرف ہم جنس اور ہمزہ نہ ہو۔ جیسے اَلضَّرْبُ یہ اسم کی مثال ہے اور فعل کی مثال جیسے ضَرَبَ، یَضْرِبُ۔

وَتَضْعِیْفٌ: تَضْعِیْفٌ کا عطف حَرْفٌ پر ہے اس لئے وہ مرفوع ہے...... عِلَّةٍ پر نہیں ہے کیونکہ تضعیف ایک حرف نہیں بلکہ دوحرف ایک جنس کے ہیں...... البتہ ہمزہ میں دونوں احتمال پائے جاسکتے ہیں کہ خواہ عطف حَرْفٌ پر ہو یا عِلَّةٍ پر ہو۔

﴿اعتراض﴾: تعریف صحیح میں حرف علت کے نہ ہونے کی بات تو درست ہے لیکن ہمزہ اور دوحرف ایک جنس کے نہ ہونے بات درست نہیں...... یہ کیوں کی گئی ہے۔

﴿جواب﴾: ہمزہ اور دو حرف ہم جنس نہ ہونے کا ذکر تعریف صحیح میں اس لئے کیا ہے کہ ان پر بعض احکام حرف علت کے جاری ہوتے ہیں مثلاً حذف ہونا، دوسرے حرف سے تبدیل کرنا۔ جن کا ذکر آگے کیا جائے گا۔

☆ ماقبل صحیح کی تعریف میں...... چونکہ فا، عین اور لام کا ذکر ہو......ا جس سے یہ معلوم ہوا...... کہ یہ حروف میزان کے لئے مختص کیے گئے ہیں۔

میزان کے لیئے فاء، عین اور لام کا انتخاب کیوں؟

فَاِنْ قِيْلَ لِمَ اخْتُصَ الخ: سے غرض مصنف ایک اعتراض کا ذکر کر کے اس کا جواب نقل کرنا ہے۔

﴿اعتراض﴾: وزن کے لئے فاء، عین اور لام کا انتخاب کیوں کیا گیا؟

﴿جواب﴾: قبل از جواب تمہیداً جان لیں کہ حروف کی باعتبار مخارج تین قسمیں ہیں۔

(۱) شفوی جو ہونٹوں سے نکلیں۔ (۲) وسطی جو منہ کے درمیان سے نکلیں۔ (۳) حلقی جو حلق سے نکلیں۔

پس فاء کو شفویہ سے لیا، اور لام کو وسطیہ سے لیا اور عین کو حلقیہ سے لیا تا کہ میزان میں حروف کی تینوں قسمیں پائی جائیں۔

فَقُلْنَا اَلضَّرْب الخ: ماقبل میں یہ بتادیا گیا کہ ہے اَلضَّرْبُ مصدر ہے......اور مصدر سے نو چیزیں مشتق ہوتی ہیں جن کا ماقبل میں بیان ہوا......اب یہاں پر بصریوں اور کوفیوں کا اختلاف بیان جاتا ہے...... جسے ہم سوال و جواب کی صورت میں بیان کرتے ہیں۔

﴿سوال﴾: اشتقاق میں مصدر اصل ہے یا فعل اصل ہے؟

﴿جواب﴾: بصریوں کے نزدیک اشتقاق میں مصدر اصل ہے......اور کوفیوں کے نزدیک فعل اصل ہے۔

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

بصریوں کے دلائل ثلاثہ اور اقسام اشتقاق

﴿عبارت﴾: لِاَنَّ مَفْهُوْمَهٗ وَاحِدٌ وَمَفْهُوْمَ الْفِعْلِ مُتَعَدِّدٌ لِدَلَالَتِهٖ عَلَى الْحَدَثِ وَالزَّمَانِ وَالْوَاحِدُ قَبْلَ الْمُتَعَدِّدِ وَاِذَا كَانَ اَصْلًا لِلْاَفْعَالِ يَكُوْنُ اَصْلًا لِمُتَعَلَّقَاتِهَا اَيْضًا اَوْ لِاَنَّهٗ اِسْمٌ وَالْاِسْمُ مُسْتَغْنٍ عَنِ الْفِعْلِ وَيُقَالُ لَهٗ مَصْدَرٌ لِاَنَّ هٰذِهِ الْاَشْيَاءَ تَصْدُرُ عَنْهُ وَالْاِشْتِقَاقُ اَنْ تَجِدَ بَيْنَ اللَّفْظَيْنِ تَنَاسُبًا فِي اللَّفْظِ وَالْمَعْنٰى وَهُوَ عَلٰى ثَلٰثَةِ اَنْوَاعٍ صَغِيْرٌ وَهُوَ اَنْ يَكُوْنَ بَيْنَهُمَا تَنَاسُبٌ فِي الْحُرُوْفِ وَالتَّرْتِيْبِ نَحْوُ ضَرَبَ مِنَ الضَّرْبِ وَكَبِيْرٌ وَهُوَ اَنْ يَكُوْنَ بَيْنَهُمَا تَنَاسُبٌ فِي اللَّفْظِ دُوْنَ التَّرْتِيْبِ نَحْوُ جَبَذَ مِنَ الْجَذْبِ وَاَكْبَرُ وَهُوَ اَنْ يَكُوْنَ بَيْنَهُمَا تَنَاسُبٌ فِي الْمَخْرَجِ دُوْنَ الْحُرُوْفِ وَالتَّرْتِيْبِ نَحْوُ نَعَقَ مِنَ النَّهْقِ وَالْمُرَادُ مِنَ

اَلْاِشْتِقَاقِ الْمَذْكُوْرِ اِشْتِقَاقٌ صَغِيْرٌ

﴿ترجمہ﴾: کیونکہ اس کا مفہوم ایک ہی ہے اور فعل کے مفاہیم متعدد ہیں اس کے حدوث اور زمان پر دلالت کرنے کی وجہ سے، اور واحد ہمیشہ متعدد سے پہلے ہوتا ہے، اور جب یہ مصدر افعال کے لئے اصل ہوا تو یہ اس کے متعلقات کے لئے بھی اصل ہوگا، اور اسی وجہ سے وہ یقیناً اسم ہے اور اسم ہمیشہ فعل سے مستغنی ہوتا ہے اور اس کو مصدر بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ چیزیں اس سے صادر ہوتی ہیں، اور اشتقاق یہ ہے کہ مشتق اور مشتق منہ کے درمیان لفظ اور معنیٰ میں تناسب پایا جائے اور اشتقاق تین قسم پر ہے، اشتقاق صغیر وہ اشتقاق ہے کہ مشتق اور مشتق منہ کے درمیان حروف اور ترتیب میں تناسب پایا جائے جیسے ضَرَبَ اَلضَّرْبُ سے مشتق ہے، اشتقاق کبیر یہ ہے کہ ان دونوں کے درمیان صرف لفظ میں تناسب ہو ترتیب میں نہ ہو جیسے جَبَذَ (کھینچا) اَلْجَذْبُ (چوس لینا) سے مشتق ہے (ان میں لفظاً تو تناسب ہے لیکن ترتیب میں تناسب نہیں) اور اشتقاق اکبر یہ ہے کہ ان دونوں کے مخرج میں تناسب ہو حروف اور ترتیب میں تناسب نہ ہو جیسے نَعِقَ (چرواہے کا آواز لگانا) اَلنَّهْقُ (گدھے کی آواز) سے مشتق ہے (ان میں عین اور ہا دونوں کے مخرج میں تناسب ہے) یہاں اشتقاق مذکور سے مراد اشتقاق صغیر ہے۔

﴿تشریح﴾:

1: لِاَنَّ مَفْهُوْمَهٗ وَاحِدٌ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ بصریوں کے مذہب پر پہلی دلیل بیان کرنی ہے۔ کہ مصدر اشتقاق میں اصل ہے کیونکہ مصدر کا مفہوم ایک ہے (یعنی اس میں حدث پایا جاتا ہے اور حدث کہتے ہیں کہ جو خود قائم نہ ہو بلکہ غیر کے ساتھ قائم ہو جیسے ضَرب قائم ہے ضَارِب کے ساتھ) اور فعل کے مفہوم میں تعدد پایا جاتا ہے (کیونکہ اس میں حدث کا اعتبار بھی ہوتا ہے اور زمان کا اعتبار بھی ہوتا ہے) اور ایک چونکہ متعدد سے پہلے ہوتا ہے اس لئے مصدر بھی فعل سے مقدم ہوگا اور فعل کے لئے اصل ہوگا۔ پس جب مصدر فعل کے لئے اصل ہوگا تو فعل کے تمام متعلقات (اسم فاعل، اسم مفعول، اسم مکان، اسم زمان اور اسم آلہ) کے لئے بھی اصل ہوگا، کیونکہ یہ سب فعل سے مشتق ہوتے ہیں۔

اَوْ لِاَنَّهٗ اِسْمٌ وَالْاِسْمُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ بصریوں کے مذہب پر دوسری دلیل بیان کرنی ہے۔

2: کہ مصدر اسم ہے اور اسم فعل سے مستغنی ہوتا ہے، لیکن فعل اسم کا محتاج ہوتا ہے (یعنی فعل میں اسم کے معنیٰ حدثی کا اعتبار ہوتا ہے لیکن اسم میں زمانہ کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا) اور جو محتاج الیہ ہو وہ محتاج کے لئے اصل ہوتا ہے پس مصدر ! فعل کے لئے اصل ہوا۔

وَيُقَالُ لَهٗ مَصْدَرٌ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ بصریون کے مذہب پر تیسری دلیل بیان کرنی ہے۔

3: کہ مصدر کا معنیٰ ہی اس کے اصل ہونے پر دلیل ہے کیونکہ مصدر نکلنے کی جگہ کو کہتے ہیں اور اس کو مصدر اس لئے کہتے ہیں کہ اس سے نو چیزیں نکلتی ہیں...... تو جب مصدر کا معنیٰ ہی مشتقات کے نکلنے کی جگہ ہے تو بحیثیتِ اشتقاق مصدر اصل ہوا۔

اشتقاق کی تعریف وتقسیم:

وَالْاِشْتِقَاقُ اَنْ تَجِدَ بَيْنَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ اشتقاق کی تعریف کرنی ہے۔

اشتقاق کالغوی معنیٰ پھاڑنا اور نکالنا ہے۔ یعنی کلمہ کوکلمہ سے اور بات کو بات سے نکالنا۔ اور صرفیوں کی اصطلاح میں اشتقاق کہتے ہیں کہ دولفظوں میں یعنی مشتق منہ اور مشتق کے درمیان لفظاً اور معنیً مناسبت پائی جائے۔

وَهُوَ عَلٰی ثَلٰثَةِ اَنْوَاعٍ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ اشتقاق کی تقسیم کرنی ہے۔ کہ اشتقاق کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) اشتقاق صغیر۔ (۲) اشتقاق کبیر۔ (۳) اشتقاق اکبر۔

اشتقاق صغیر: اشتقاق صغیر یہ ہے کہ مشتق اور مشتق منہ کے درمیان حروف اور ترتیب میں مناسبت پائی جائے۔ جیسے ضَرَبَ مشتق ہے ضَرْبٌ سے دونوں کے حروف ایک ہی ہیں، اور ترتیب بھی ایک ہی ہے کہ ضاد پہلے، را بعد میں اور باء بالکل آخر میں ہے۔

اشتقاق کبیر: اشتقاق کبیر یہ ہے کہ مشتق اور مشتق منہ کے لفظوں میں مناسبت پائی جائے لیکن ترتیب میں مناسبت نہ پائی جائے۔ جیسے جَبَذَ مشتق ہے جَذْبٌ سے دونوں کا معنیٰ ایک ہے اور حروف ایک ہیں لیکن حروف کی ترتیب ایک نہیں۔

اشتقاق اکبر: اشتقاق اکبر یہ ہے مشتق اور مشتق منہ کے حروف کے مخارج میں مناسبت ہو لیکن حروف اور ترتیب میں مناسبت نہ ہو جیسے نَعِقَ ! نَهْقٌ سے مشتق ہے کہ حروف اور ترتیب میں مناسبت نہیں ہے لیکن مخارج میں مناسبت ہے کہ عین اور ہا کا مخرج ایک ہے۔

﴿ضروری بات﴾: معنیٰ ایک ہو لیکن لفظ ایک نہ ہو تو اشتقاق درست نہیں جیسے قَعَدَ اور جَلَسَ ...... اسی طرح لفظ ایک ہو لیکن معنیٰ ایک نہ ہو تو پھر بھی اشتقاق درست نہیں جیسے ضَرْب کا معنیٰ مارنا بھی ہے اور ضَرْب بمعنیٰ جانا بھی ہے پس ضرب بمعنیٰ مارنا اس ضرب سے مشتق ہوگا جس کا معنیٰ مارنا ہوگا اور ضرب بمعنیٰ جانا اس ضرب سے مشتق ہوگا جس کا معنیٰ جانا ہوگا۔

﴿اعتراض﴾: اشتقاق کی تعریف اشتقاق اکبر پر صادق نہیں آتی کیونکہ اس کے حروف میں مناسبت نہیں پائی جاتی

﴿جواب﴾: حروف میں مناسبت عام ہے خواہ حروف میں مناسبت ہو یا حروف کے مخارج میں مناسبت ہو۔

وَالْمُرَادُ مِنَ الْاِشْتِقَاقِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ یہ بیان کرنا ہے کہ اگرچہ اشتقاق کی تمام اقسام یہاں بیان کردی گئیں ہیں تاکہ پڑھنے والے کو ان کا علم ہو جائے لیکن معتبر اور مراد قسم صرف ''اشتقاق صغیر'' ہے، بحث میں اسی کو ہی لایا جاتا ہے کیونکہ اس میں معانی کا سمجھنا آسان ہوتا ہے اور کسی قسم کا کوئی تردد نہیں ہوتا۔

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

کوفیوں کے دلائل اور ان کا رد

﴿عبارت﴾: وَقَالَ الْكُوْفِيُّوْنَ يَنْبَغِيْ اَنْ يَّكُوْنَ الْفِعْلُ اَصْلًا لِاَنَّ اِعْلَالَهٗ مَدَارٌ لِاِعْلَالِ الْمَصْدَرِ وُجُوْدًا وَّعَدَمًا اَمَّا وُجُوْدًا فَفِيْ يَعِدُ عِدَةً وَّقَامَ قِيَامًا وَاَمَّا عَدَمًا فَفِيْ يَوْجَلُ وَجْلًا وَقَاوَمَ قِوَامًا وَمَدَارِيَّتُهٗ تَدُلُّ عَلٰى اِصَالَتِهٖ وَاَيْضًا يُؤَكَّدُ الْفِعْلُ بِهٖ نَحْوُ ضَرَبْتُ ضَرْبًا وَهُوَ بِمَنْزِلَةِ ضَرَبْتُ ضَرَبْتُ وَالْمُؤَكَّدُ اَصْلٌ مِنَ الْمُؤَكِّدِ وَيُقَالُ لَهٗ مَصْدَرٌ لِكَوْنِهٖ مَصْدُوْرًا عَنِ الْفِعْلِ كَمَا قَالُوْا مَشْرَبٌ عَذْبٌ وَمَرْكَبٌ فَارِهٌ اَيْ مَشْرُوْبٌ وَمَرْكُوْبٌ قُلْنَا فِيْ جَوَابِهِمْ اِعْلَالُ الْمَصْدَرِ لِلْمُشَاكَلَةِ لَا لِلْمَدَارِيَّةِ كَحَذْفِ الْوَاوِ فِيْ تَعِدُ وَالْهَمْزَةِ فِيْ تُكْرِمُ وَالْمُؤَكَّدِيَّةُ لَا تَدُلُّ عَلَى الْاِصَالَةِ فِي الْاِشْتِقَاقِ كَمَا فِيْ جَاءَنِيْ زَيْدٌ زَيْدٌ وَقَوْلُهُمْ مَشْرَبٌ عَذْبٌ وَمَرْكَبٌ فَارِهٌ مِنْ بَابِ جَرَى النَّهْرُ وَسَالَ الْمِيْزَابُ

﴿ترجمہ﴾: کوفیوں نے کہا کہ مناسب یہ ہے کہ فعل اصل ہو اس لئے کہ فعل کی تعلیل کا مدار وجود اور عدم کے اعتبار سے مصدر کے اعلال کی وجہ سے ہے...... بہر حال اعلال وجوداً کی مثال یَعِدُ عِدَةً اور قَامَ قِیَامًا میں موجود اور جبکہ اعلال عدماً کی مثال یَوْجَلُ وَجْلًا اور قَاوَمَ قِوَامًا میں موجود ہے اور فعل کے اعلال کا مدار فعل کے اصل ہو نے پر دلالت کرتا ہے اور فعل بھی مؤکد لایا جاتا ہے۔

مصدر کے ساتھ جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبًا بجائے ضَرَبْتُ ضَرَبْتُ کے اور مُؤَکَّد اصل ہوتا ہے مُؤَکِّد سے، اس کو مصدر اس وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ فعل سے ہی صادر ہو چکا ہوتا ہے جیسا کہ لوگوں نے کہ مَشْرَبٌ، عَذْبٌ، مَرْکَبٌ اور فَارِہٌ یعنی مَشْرُوْبٌ اور مَرْکُوْبٌ، جبکہ ہم بصریین کہتے ہیں ان کے جواب میں مصدر کا اعلال مشاکلۃ کی وجہ سے ہے نہ کہ مداریۃ کی وجہ سے...... جیسا کہ واؤ کا حذف ہونا تَعِدُ میں اور ہمزہ کا حذف ہونا تُکْرِمُ میں اور مؤکدیت اشتقاق میں اصل ہونے پر دلالت نہیں کرتی جیسا کہ اس مثال میں ہے جَاءَنِیْ زَیْدٌ زَیْدٌ اور ان کا قول مَشْرَبٌ، عَذْبٌ (میٹھا مشروب) اور مَرْکَبٌ فَارِہٌ (تیز سواری) یہ جَرَی النَّھْرُ اور سَالَ الْمِیْزَابُ کے باب سے تعلق رکھتے ہیں۔

﴿تشریح﴾:

وَقَالَ الْكُوْفِيُّوْنَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ کوفیوں کا مذہب اوران کے دلائل بیان کرنے ہیں۔

☆ کوفیوں کا مذہب یہ ہے کہ اشتقاق میں فعل اصل ہے اور مصدر فرع ہے۔اور لفظ **يَنْبَغِي** (مناسب ہوگا) سے مصنف علیہ الرحمۃ اس مذہب کے کمزور ہونے کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں کہ ان کے دلائل ثلاثہ تکلفات پر مشتمل ہیں۔

لِاَنَّ اِعْلَالَهٗ مَدَارٌ لِاِعْلَالِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ کوفیوں کے مذہب پر پہلی دلیل پیش کرنی ہے۔

کہ مصدر میں تعلیل اور عدمِ تعلیل کا مدار فعل میں تعلیل اور عدمِ تعلیل پر ہے......مثلاً پہلے فعل میں تعلیل کے ذریعے **يَوْعِدُ** کو **يَعِدُ** بنایا پھر اس کی مناسبت سے مصدر **وِعْدٌ** سے **عِدَةٌ** بنایا گیا،اسی طرح **قَامَ** اصل میں **قَوَمَ** تھا پھر اس میں اعلال ہوا،واؤ کو الف سے بدلا،تو مصدر جو کہ اصل میں **قِوَامًا** تھا اس میں بھی اعلال کیا گیا واؤ کو یاء سے بدل دیا تو **قِيَامًا** ہوگیا......لیکن **يَوْجَلُ** میں واؤ حذف نہیں ہوتی لہٰذا **وَجْلًا** (مصدر) میں بھی حذف نہیں ہوئی،اسی طرح **قَاوَمَ** فعل میں اعلال نہیں ہوا تو **قِوَامًا** مصدر میں بھی اعلال نہیں ہوا......پس تعلیل وعدمِ تعلیل میں فعل کا مدار ہونا ہی اس کے اصل ہونے کی دلیل ہے۔

وَاَيْضًا يُؤَكَّدُ الْفِعْلُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ کوفیوں کی دوسری دلیل بیان کرنی ہے۔

کہ فعل کی تاکید کے لئے مصدر لایا جاتا ہے......مثلاً **ضَرَبْتُ ضَرْبًا** میں **ضَرْبًا** اِضَرَبْتُ کے قائمقام ہے......اور **مُؤَكَّد** (جس کی تاکید لائی گئی ہو) **مُؤَكِّد** (تاکید کرنے والے) کا اصل ہوتا ہے......لہٰذا فعل اصل ہوا۔

تاکید کی اقسام:

وَهُوَ بِمَنْزِلَةِ ضَرَبْتُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: **ضَرَبْتُ ضَرْبًا** میں **ضَرْبًا** تاکید نہیں کیونکہ تاکید کی دو ہی قسمیں ہیں (۱) تاکیدِ لفظی۔(۲) تاکیدِ معنوی۔تاکیدِ لفظی تکرارِ لفظ سے آتی ہے......اور تاکیدِ معنوی کے لئے خاص لفظ ہیں جیسے **كِلَا، كِلْتَا، كُلٌّ اَجْمَعُ اَكْتَعُ اَبْتَعُ اَبْصَعُ نَفْسٌ، عَيْنٌ** لیکن **ضَرْبًا** ان دونوں قسموں میں سے کوئی ایک بھی نہیں۔

﴿جواب﴾: **ضَرَبْتُ ضَرْبًا** کا معنیٰ **ضَرَبْتُ ضَرَبْتُ** ہے پس تکرار لفظ پایا گیا پس یہ حکماً تاکیدِ لفظی ہی ہے۔

وَيُقَالُ لَهٗ مَصْدَرٌ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ کوفیوں کی طرف مصدر کی وجہ تسمیہ بیان کرنی ہے اور کوفیوں کی طرف بصریوں کی بیان کردہ وجہ تسمیہ کا رد کرنا ہے......اور ضمناً فعل کے اصل ہونے پر کوفیوں کی تیسری دلیل بیان کرنی ہے۔

کہ لفظِ مصدر اظرف نہیں بلکہ مصدرِ میمی ہے اور مبنی للمفعول ہے......اور مصدر کو مصدر اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ فعل سے صادر کیا جاتا ہے جس طرح **مَشْرَبٌ عَذْبٌ** (میٹھا مشروب) میں **مَشْرَبٌ مَشْرُوْبٌ** کے معنیٰ میں ہے اور **مَرْكَبٌ فَارِهٌ** (تیز سواری) میں **مَرْكَبٌ مَرْكُوْبٌ** کے معنیٰ میں ہے۔

مصنف علیہ الرحمۃ کا ماھوالمختار مذہب:

قُلْنَافِیْ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ کوفیوں کے دلائل کورد کرتے ہوئے اپنا ماھوالمختار مذہب بیان کرنا ہے۔

مصنف علیہ الرحمۃ کے نزدیک بصریوں کا مذہب درست اور صحیح ہے......یہی وجہ ہے کہ وہ ان کی طرف سے کوفیوں کے دلائل کا رد کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مصدر سے کسی حرف کو اس لئے حذف نہیں کیا جاتا کہ وہ فعل میں حذف ہوا ہے بلکہ ہم شکل ہونے کی وجہ سے حذف کیا جاتا ہے مثلاً یَعِدُ کی واؤ اس لئے حذف کی گئی ہے کہ وہ یَعِدُ میں حذف ہوتی ہے اور تُکْرِمُ کا ہمزہ اس لئے حذف کیا گیا ہے کہ اُکْرِمُ میں ہمزہ حذف کیا جاتا ہے......حالانکہ یہ دونوں فعل ہیں ان میں سے کسی ایک کا بھی دوسرے پر کوئی مدار نہیں ہے۔

✿ اور رہی بات تاکید کی......تو اس سے اشتقاق میں فعل کا اصل ہونا ثابت نہیں ہوتا مثلاً جَاءَ زَیْدٌ زَیْدٌ میں ایک لفظ زَیْد مُؤَکَّد ہے اور دوسرا لفظ زَیْد مُؤَکِّد ہے لیکن ان میں سے کوئی بھی دوسرے کا اصل نہیں۔

مجاز عقلی اور اس کی امثلہ:

وَقَوْلُھُمْ مَشْرَبٌ عَذْبٌ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ کوفیوں کی تیسری دلیل رد کرنی ہے۔

کوفیوں نے مصدر کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے کہا تھا کہ مَصْدَر بمعنیٰ مَصْدُوْر ہے جیسے مَشْرَب بمعنیٰ مَشْرُوْب ہے اور مَرْکَب بمعنیٰ مَرْکُوْب ہے، مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ کہنا ہی غلط ہے کہ مَشْرَب بمعنیٰ مَشْرُوْب ہے اور مَرْکَب بمعنیٰ مَرْکُوْب ہے بلکہ یہاں ''مجازِ عقلی'' پایا جارہا ہے کہ ایک چیز کی صفت کا اسناد اس کے مجاور کی طرف ہے جس طرح جَرَی النَّھْرُ میں ذکر نہر کا ہے اور مراد ماء ہے یعنی اصل میں جَرَی الْمَاءُ فِی النَّھْرِ ہے......اسی طرح سَالَ الْمِیْزَابُ میں ذکر میزاب کا ہے اور مراد ماء ہے، یہ اصل میں سَالَ الْمَاءُ فِی الْمِیْزَابِ ہے اسی طرح مَشْرَبٌ عَذْبٌ کا مطلب مَاءُ الْمَشْرَبِ عَذْبٌ ہے اور مَرْکَبٌ فَارِہٌ کا مطلب فَرَسُ الْمَرْکَبِ فَارِہٌ ہے......مَرْکَب سے مراد زین یا مکان رکوبیۃ ہے لہٰذا مَصْدَر کو مَصْدُوْر کے معنیٰ میں ماننا درست نہیں۔

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

ثلاثی مجرد اور غیر ثلاثی مجرد کے مصادر کا بیان

وَمَصْدَرُ الثُّلَاثِیْ کَثِیْرٌ وَھُوَ عِنْدَ سِیْبَوَیْہِ یَرْتَقِیْ اِلَی اثْنَیْنِ وَثَلٰثِیْنَ بِنَاءً نَحْوُ قَتْلٍ وَّفِسْقٍ وَّشُغْلٍ وَّرَحْمَۃٍ وَّنِشْدَۃٍ وَّکُدْرَۃٍ وَّدَعْوٰی وَذِکْرٰی وَبُشْرٰی وَلَیَّانٍ وَّحِرْمَانٍ وَغُفْرَانٍ وَّنَزْوَانٍ وَّطَلَبٍ وَّخَنِقٍ وَّصِغَرٍ وَّھُدًی وَّغَلَبَۃٍ وسَرِقَۃٍ وَّذَھَابٍ وَّصِرَافٍ وَّمَدْخَلٍ وَّمَرْجِعٍ وَّمِسْعَاۃٍ وَّمَحْمِدَۃٍ وَّسُؤَالٍ وَّزَھَادَۃٍ وَّدِرَایَۃٍ وَّدُخُوْلٍ وَّقَبُوْلٍ وَّوَجِیْفٍ وَصُھُوْبَۃٍ وَّیَجِیْءُ عَلٰی وَزْنِ اِسْمَیِ الْفَاعِلِ وَالْمَفْعُوْلِ نَحْوُ قُمْتُ قَائِمًا وَنَحْوُ قَوْلِہٖ تَعَالٰی بِاَیِّکُمُ الْمَفْتُوْنَ وَیَجِیْءُ لِلْمُبَالَغَۃِ نَحْوُ التَّھْدَارِ وَالتِّلْعَابِ وَالْحِثِّیْثٰی وَالدِّلِّیْلٰی وَمَصْدَرُ غَیْرِ الثُّلَاثِیْ یَجِیْءُ عَلٰی سُنَنٍ وَّاحِدٍ اِلَّا فِیْ کَلَّمَ کِلَّامًا وَفِیْ قَاتَلَ قِتَالًا وَّقِیْتَالًا وَّفِیْ تَحَمَّلَ تِحِمَّالًا وَّفِیْ زَلْزَلَ زِلْزَالًا

﴿ترجمہ﴾: اور ثلاثی کے مصادر کثیر ہیں، اور وہ سیبویہ کے نزدیک بناء کے اعتبار سے دو اور تین تک پہنچ جاتے ہیں جیسے قَتْلٌ، فِسْقٌ، شُغْلٌ، رَحْمَۃٌ، نِشْدَۃٌ، وَکُدْرَۃٌ، دَعْوٰی، ذِکْرٰی، بُشْرٰی، لَیَّانٌ، حِرْمَانٌ، غُفْرَانٌ نَزْوَانٌ، طَلَبٌ، خَنِقٌ، صِغَرٌ، ھُدًی، غَلَبَۃٌ، سَرِقَۃٌ، ذَھَابٌ، صِرَافٌ، مَدْخَلٌ، مَرْجِعٌ، مِسْعَاۃٌ، مَحْمِدَۃٌ، سُؤَالٌ، زَھَادَۃٌ، دِرَایَۃٌ، دُخُوْلٌ، قَبُوْلٌ، وَجِیْفٌ، صُھُوْبَۃٌ، اور ثلاثی کا مصدر اسم فاعل اور اسم مفعول دونوں کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے قُمْتُ قَائِمًا اور جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان بِاَیِّکُمُ الْمَفْتُوْنَ اور یہ مصدر مبالغہ کے لئے بھی آتا ہے جیسے اَلتَّھْدَارُ، اَلتِّلْعَابُ، اَلْحِثِّیْثٰی وَالدِّلِّیْلٰی جبکہ غیر ثلاثی مجرد سے مصدر ایک ہی وزن پر آتا ہے مگر کَلَّمَ کِلَّامًا میں اور قَاتَلَ قِتَالًا اور قِیْتَالًا میں اور تَحَمَّلَ تَحَمَّالًا اور زَلْزَلَ زِلْزَالًا میں نہیں آتا۔

﴿تشریح﴾:

وَمَصْدَرُ الثُّلَاثِیْ کَثِیْرٌ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ یہ بیان کرنا ہے ثلاثی مجرد کے مصادر کے اوزان کے لئے کوئی قانون اور ضابطہ نہیں بلکہ ان کے اوزان سماعی ہیں......صاحب علم الصیغہ نے ان کی تعداد 44 بیان کی ہے......اور بعض کے نزدیک اس سے بھی زائد ہیں......جبکہ امام سیبویہ کے نزدیک وہ اوزان 32 ہیں۔ جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

ثلاثی مجرد کے مصادر کے اوزان

وزن	مثال	معنیٰ	وزن	مثال	معنیٰ
فَعْلٌ	قَتْلٌ	قتل کرنا	فُعَلٌ	هُدًى(هُدَيٌ)	راہنمائی کرنا
فِعْلٌ	فِسْقٌ	نافرمانی کرنا	فَعَلَةٌ	غَلَبَةٌ	غالب آنا
فُعْلٌ	شُغْلٌ	مصروف ہونا	فَعِلَةٌ	سَرِقَةٌ	چوری کرنا
فَعْلَةٌ	رَحْمَةٌ	مہربانی کرنا	فَعَالٌ	ذَهَابٌ	جانا
فِعْلَةٌ	نِشْدَةٌ	گمشدہ کو تلاش کرنا	فِعَالٌ	صِرَافٌ	پھیرنا
فُعْلَةٌ	كُدْرَةٌ	گدلا ہونا	مَفْعَلٌ	مَدْخَلٌ	اندر آنا
فَعْلٰى	دَعْوٰى	بلانا	مَفْعِلٌ	مَرْجِعٌ	واپس آنا
فِعْلٰى	ذِكْرٰى	یاد کرنا	مِفْعَلَةٌ	مِسْعَاةٌ(مِسْعَيَةٌ)	کوشش کرنا
فُعْلٰى	بُشْرٰى	خوشخبری دینا	مَفْعِلَةٌ	مَحْمِدَةٌ	تعریف کرنا
فَعْلَانٌ	لَيَّانٌ(لَوْيَانٌ)	نرم ہونا	فُعَالٌ	سُوَالٌ	مانگنا
فِعْلَانٌ	حِرْمَانٌ	محروم ہونا	فَعَالَةٌ	زَهَادَةٌ	پرہیزگار ہونا
فُعْلَانٌ	غُفْرَانٌ	بخشا	فِعَالَةٌ	دِرَايَةٌ	جاننا
فَعَلَانٌ	نَزَوَانٌ	نر کا مادہ سے جفتی کرنا	فُعُوْلٌ	دُخُوْلٌ	اندر آنا
فَعَلٌ	طَلَبٌ	ڈھونڈنا	فَعُوْلٌ	قَبُوْلٌ	قبول کرنا
فَعِلٌ	خَنِقٌ	گلا گھونٹنا	فَعِيْلٌ	وَجِيْفٌ	دل کا دہل جانا
فِعَلٌ	صِغَرٌ	چھوٹا ہونا	فُعُوْلَةٌ	صُهُوْبَةٌ	بالوں کا سرخ ہونا

نیز ثلاثی مجرد کا مصدر اسم فاعل اور اسم مفعول کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے قُمْتُ قَائِمًا اور جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنَ یہاں پر قَائِمٌ اِقِيَامٌ کے معنیٰ میں ہے اور مَفْتُوْنٌ اِفِتْنَةٌ کے معنیٰ میں ہے۔

وَيَجِيْءُ لِلْمُبَالَغَةِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: کیا ثلاثی مجرد کے مصادر میں کچھ اوزان مبالغہ کے لئے بھی آتے ہیں؟

ثلاثی مجرد سے اوزان مبالغہ:

﴿جواب﴾: جی ہاں! ثلاثی مجرد کے مصادر میں سے کچھ اوزان مبالغہ کے لئے بھی آتے ہیں۔

جیسے۔ (۱) تَفْعَالٌ: جیسے تَهْدَارٌ (شراب میں زیادہ ابال آنا) تَلْعَابٌ (بہت زیادہ کھیلنا)۔

(۲) فِعِّيْلٰى جیسے حِثِّيْثٰى (بہت ابھارنا) دِلِّيْلٰى (بہت راہنمائی کرنا)۔

وَمَصْدَرُ غَيْرِ الثُّلَاثِيْ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: کیا غیر ثلاثی مجرد یعنی ثلاثی مزید فیہ اور رباعی مجرد اور رباعی مزید فیہ کے مصادر بھی زیادہ اوزان پر آتے ہیں؟

﴿جواب﴾: نہیں! غیر ثلاثی مجرد کے مصادر میں ہر باب کے لئے ایک وزن مختص ہے جیسا کہ عنقریب بیان کیا جائیگا البتہ بعض ابواب کے مصادر ایک سے زائد اوزان پر آتے ہیں۔ جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

☆ مثلاً باب تَفْعِيْل کا وزن فِعَّالٌ بھی آتا ہے جیسے كَلَّمَ كِلَّامًا

☆ باب مُفَاعَلَة کا وزن فِعَّالٌ اور فِيْعَالٌ بھی آتا ہے جیسے قَاتَلَ سے قِتَّالٌ اور قِيْتَالٌ۔

☆ باب تَفَعُّل کا مصدر تِفِعَّالٌ کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے تَحَمَّلَ سے تِحِمَّالٌ

☆ باب فَعْلَلَة کا مصدر فِعْلَالٌ کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے زَلْزَلَ سے زِلْزَالٌ

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

ابواب کا بیان

﴿عبارت﴾: وَالْاَفْعَالُ الَّتِیْ تَشْتَقُّ مِنَ الْمَصْدَرِ وَهِیَ خَمْسَةٌ وَّثَلٰثُوْنَ بَابًا سِتَّةٌ لِّلثُّلَاثِیْ نَحْوُ ضَرَبَ يَضْرِبُ وَقَتَلَ يَقْتُلُ وَعَلِمَ يَعْلَمُ وَفَتَحَ يَفْتَحُ وَكَرُمَ يَكْرُمُ وَحَسِبَ يَحْسِبُ وَيُسَمَّى الثَّلٰثَةُ الْاُوَلُ دَعَائِمَ الْاَبْوَابِ لِاخْتِلَافِ حَرَكَاتِهِنَّ فِی الْمَاضِیْ وَالْمُسْتَقْبِلِ وَكَثْرَتِهِنَّ وَفَتَحَ يَفْتَحُ لَايَدْخُلُ فِی الدَّعَائِمِ لِانْعِدَامِ اخْتِلَافِ الْحَرَكَاتِ وَانْعِدَامِ مَجِيْئِهٖ بِغَيْرِ حَرْفِ الْحَلْقِ وَاَمَّا رَكَنَ يَرْكَنُ وَاَبٰى يَاْبٰى فَمِنَ اللُّغَاتِ الْمُتَدَاخِلَةِ شَاذٌّ وَاَمَّا بَقٰى يَبْقٰى وَفَنٰى يَفْنٰى وَقَلٰى يَقْلٰى فَلُغَاتُ بَنِیْ طَیٍّ قَدْفَرُّوْا مِنَ الْكَسْرَةِ اِلَى الْفَتْحَةِ وَكَرُمَ يَكْرُمُ لَايَدْخُلُ فِی الدَّعَائِمِ لِاَنَّهٗ لَايَجِیْءُ اِلَّا مِنَ الطَّبَائِعِ وَالنُّعُوْتِ وَحَسِبَ يَحْسِبُ لَايَدْخُلُ فِی الدَّعَائِمِ لِقِلَّتِهٖ وَقَدْجَاءَ فَعُلَ يَفْعُلُ عَلٰى لُغَةِ مَنْ قَالَ كُدْتَّ تَكَادُ وَهِیَ شَاذَّةٌ كَفَضِلَ يَفْضُلُ وَدِمْتَ تَدُوْمُ وَاثْنَاعَشَرَ لِمُنْشَعِبَةِ الثُّلَاثِیْ نَحْوُ اَكْرَمَ وَقَطَّعَ وَقَاتَلَ وَتَفَضَّلَ وَتَضَارَبَ وَانْصَرَفَ وَاحْتَقَرَ وَاسْتَخْرَجَ وَاخْشَوْشَنَ وَاجْلَوَّذَ وَاحْمَارَّ وَاحْمَرَّ اَصْلُهُمَا اِحْمَارَرَ وَاحْمَرَرَ فَاُدْغِمَا لِلْجِنْسِيَّةِ وَيَدُلُّ عَلَيْهِ اِرْعَوٰى وَهُوَ مِنْ بَابِ اِفْعَلَّ وَلَايُدْغَمُ لِانْعِدَامِ الْجِنْسِيَّةِ وَوَاحِدٌ لِلرُّبَاعِیْ نَحْوُ دَحْرَجَ وَثَلَاثَةٌ لِمُنْشَعِبَةِ الرُّبَاعِیْ نَحْوُ اِحْرَنْجَمَ وَاقْشَعَرَّ وَتَدَحْرَجَ وَسِتَّةٌ لِمُلْحِقِ دَحْرَجَ نَحْوُ شَمْلَلَ وَحَوْقَلَ وَبَيْطَرَ وَجَهْوَرَ وَقَلْنَسَ وَقَلْسٰى وَخَمْسَةٌ لِمُلْحِقِ تَدَحْرَجَ نَحْوُ تَجَلْبَبَ وَتَجَوْرَبَ وَتَشَيْطَنَ وَتَرَهْوَكَ وَتَمَسْكَنَ وَاثْنَانِ لِمُلْحِقِ اِحْرَنْجَمَ نَحْوُ اِقْعَنْسَسَ وَاسْلَنْقٰى وَمِصْدَاقُ الْاِلْحَاقِ اتِّحَادُ الْمَصْدَرَيْنِ۔

﴿ترجمہ﴾: وہ افعال (خواہ ثلاثی ہو یا غیر ہوں) جو مصدر سے مشتق ہوتے ہیں وہ کل 35 ابواب ہیں، ان میں سے چھ ثلاثی کے ہیں جیسے ضَرَبَ يَضْرِبُ، قَتَلَ يَقْتُلُ، عَلِمَ يَعْلَمُ، فَتَحَ يَفْتَحُ، كَرُمَ يَكْرُمُ اور حَسِبَ يَحْسِبُ پہلے تین ابواب کو اُمُّ الْاَبْوَاب یعنی ابواب کی اصل رکھا جاتا ہے، ماضی اور مضارع میں ان کی حرکات کے مختلف ہونے کی وجہ سے، اور کثرتِ استعمال کی وجہ سے اور فَتَحَ يَفْتَحُ ام الابواب میں داخل نہیں حرکات کے

مختلف نہ ہونے کی وجہ سے اور حرف حلقی کے بغیر نہ آنے کی وجہ سے جبکہ رَکَنَ یَرْکَنُ اور اَبٰی یَاْبٰی یہ لغات متداخلہ میں سے ہونے کی وجہ سے شاذ ہیں جبکہ بَقٰی یَبْقٰی، فَنٰی یَفْنٰی اور قَلٰی یَقْلٰی یہ لغات بنی طے میں سے ہیں...... یقیناً وہ کسرہ سے فتحہ کی طرف گئے ہیں......اور کَرُمَ یَکْرُمُ اُم الابواب میں داخل نہیں اس لئے کہ سوائے طبائع اور صفات کے نہیں آتا اور حَسِبَ یَحْسِبُ ام الابواب میں سے نہیں قلت استعمال کی وجہ سے، اور فَعُلَ یَفْعُلُ اس شخص کی لغت پر آیا ہے کہ جس نے کہا کُدْتُّ تَکَادُ اور وہ شاذ ہے جیسے فَضِلَ یَفْضُلُ اور دِمْتَ تَدُوْمُ ......اور 12 ابواب ثلاثی مزید فیہ کے ہیں جیسے اَکْرَمَ، قَطَّعَ، قَاتَلَ، تَفَضَّلَ، تَضَارَبَ، اِنْصَرَفَ، اِحْتَقَرَ، اِسْتَخْرَجَ، اِخْشَوْشَنَ، اِجْلَوَّذَ، اِحْمَارَّ......اِحْمَارَّ اور اِحْمَرَّ ان دونوں کی اصل اِحْمَارَرَ اور اِحْمَرَرَ ہے ہم جنس ہونے کی وجہ سے دونوں حروف کا ادغام کر دیا اور اس ادغام پر اِدَّعٰی دلالت کرتا ہے حالانکہ وہ باب اِفْتَعَلَ سے ہے اور اس میں ادغام حروف کے ہم جنس نہ ہونے کی وجہ سے نہیں کیا گیا، اور ایک باب رباعی مجرد کا ہے جیسے دَحْرَجَ اور تین ابواب رباعی مزید فیہ کے ہیں، جیسے اِحْرَنْجَمَ اور اِقْشَعَرَّ اور تَدَحْرَجَ اور چھ ابواب ملحق برباعی مجرد (دَحْرَجَ) کے ہیں جیسے شَمْلَلَ، حَوْقَلَ، بَیْطَرَ، جَهْوَرَ اور قَلْنَسَ اور پانچ ابواب ملحق برباعی مزید فیہ (تَدَحْرَجَ) کے ہیں، جیسے تَجَلْبَبَ، تَجَوْرَبَ، تَشَیْطَنَ، تَرَهْوَكَ، تَمَسْكَنَ اور دو ابواب اِحْرَنْجَمَ کے ساتھ ملحق ہیں، جیسے اِقْعَنْسَسَ اور اِسْلَنْقٰی، اور الحاق کا مصداق دو مصدروں کا متحد ہونا ہے۔

﴿تشریح﴾:

وَالْاَفْعَالُ الَّتِیْ تَشْتَقّ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ مصدر سے مشتق ہونے والے افعال کے ابواب کی تعداد اور تفصیل بیان کرنی ہے۔

❁ پس مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جو افعال مصدر سے مشتق ہوتے ہیں وہ کل 35 ابواب پر مشتمل ہیں......جن کا اجمالی خاکہ یہ ہے کہ ثلاثی مجرد کے 6 ابواب ہیں...... ثلاثی مزید فیہ کے 12 ابواب ہیں......رباعی مجرد کا 1 ایک باب ہے......رباعی مزید فیہ کے 3 ابواب ہیں......ملحق بتَفَعْلُل کے 5 ابواب ہیں......ملحق بفَعْلَلَة کے 6 ابواب ہیں، ملحق بِافْعِنْلَال کے 2 ابواب ہیں۔

❁ یاد رہے! یہاں (وَالْاَفْعَالُ الَّتِیْ تَشْتَقّ الخ:) الافعال پر الف ولام استغراقی ہے یعنی افعال سے مراد وہ تمام افعال ہیں جو کسی بھی مصدر سے مشتق ہوتے ہیں......خواہ وہ قلیل الاستعمال ہوں......یا کثیر الاستعمال ہوں......خواہ وہ ثلاثی ہوں یا غیر ثلاثی ہوں......خواہ وہ مجردہ ہوں یا مزید فیہ......خواہ وہ ملحقات سے ہوں یا غیر ملحقات سے ہوں۔

نقشہ ابواب

نمبر شمار	انواع	ابواب	امثلہ
1	ثلاثی مجرد	فَعَلَ يَفْعِلُ	ضَرَبَ يَضْرِبُ
2	=	فَعَلَ يَفْعُلُ	نَصَرَيَنْصُرُ
3	=	فَعِلَ يَفْعَلُ	سَمِعَ يَسْمَعُ
4	=	فَعَلَ يَفْعَلُ	فَتَحَ يَفْتَحُ
5	=	فَعُلَ يَفْعُلُ	كَرُمَ يَكْرُمُ
6	=	فَعِلَ يَفْعِلُ	حَسِبَ يَحْسِبُ
۞	☆☆	☆☆☆	☆☆☆
1	ثلاثی مزید فیہ	اِفْعَالٌ	اِكْرَامٌ
2	=	تَفْعِيْلٌ	تَقْطِيْعٌ
3	=	مُفَاعَلَةٌ	مُقَاتَلَةٌ
4	=	تَفَعُّلٌ	تَفَضُّلٌ
5	=	تَفَاعُلٌ	تَضَارُبٌ
6	=	اِفْتِعَالٌ	اِحْتِقَارٌ
7	=	اِسْتِفْعَالٌ	اِسْتِخْرَاجٌ
8	=	اِنْفِعَالٌ	اِنْصِرَافٌ
9	=	اِفْعِلَالٌ	اِحْمِرَارٌ
10	=	اِفْعِيْعَالٌ	اِخْشِيْشَانٌ
11	=	اِفْعِيْلَالٌ	اِحْمِيْرَارٌ

12	=	اِفْعِوَّالٌ	اِجْلِوَّاذٌ
۞	☆☆☆	☆☆☆	☆☆☆
1	رباعی مجرد	فَعْلَلَةٌ	دَحْرَجَةٌ
۞	☆☆☆	☆☆☆	☆☆☆
1	رباعی مزید فیہ	تَفَعْلُلٌ	تَدَحْرُجٌ
2	=	اِفْعِلَّالٌ	اِقْشِعْرَارٌ
3	=	اِفْعِنْلَالٌ	اِحْرِنْجَامٌ
۞	☆☆☆	☆☆☆	☆☆☆
1	ملحق برباعی مجرد (ملحق بدحرج)	فَعْلَلَةٌ	شَمْلَلَةٌ
2	=	فَعْنَلَةٌ	قَلْنَسَةٌ
3	=	فَوْعَلَةٌ	حَوْقَلَةٌ
4	=	فَيْعَلَةٌ	بَيْطَرَةٌ
5	=	فَعْوَلَةٌ	جَهْوَرَةٌ
6	☆☆☆	فَعْلَاةٌ(فَعْلَوَةٌ)	قَلْسَاةٌ(قَلْسَوَةٌ)
۞	☆☆☆	☆☆☆	☆☆☆
1	ملحق برباعی مزید فیہ (ملحق بتفعلل)	تَفَعْلُلٌ	تَجَلْبُبٌ
2	=	تَفَوْعُلٌ	تَجَوْرُبٌ
3	=	تَفَيْعُلٌ	تَشَيْطُنٌ
4	=	تَفَعْوُلٌ	تَرَهْوُكٌ

5	=	تَمَفْعُلْ	تَمَسْكُنْ
۞	☆☆☆	☆☆☆	☆☆☆
1	ملحق برباعی مزید فیہ (ملحق بافعنلال)	اِفْعِنْلَالْ	اِقْعِنْسَاسْ
2	=	اِفْعِنْلَاءْ	اِسْلِنْقَاءْ

﴿سوال﴾: ثلاثی مجرد کے چھ ابواب کیوں ہیں؟

﴿جواب﴾: کیونکہ ماضی کا فاکلمہ ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے......ساکن نہیں ہوسکتا......کیونکہ ابتداء بالساکن محال ہے......مضموم یا مکسور نہیں ہوسکتا......کیونکہ ماضی معروف کثیر الاستعمال ہے......اور وہ خفت کی مقتضی ہے......اس لئے فتح آنا ہی مناسب ہے......ماضی مجہول چونکہ قلیل الاستعمال ہے اس لئے اس پر ضمہ آسکتا ہے......اور اجوف میں تعلیل کے عارضے کی وجہ سے کسرہ آجاتا ہے جیسے قِیْلَ ،بِیْعَ ......عین کلمہ پر تینوں حرکتیں آسکتی ہیں......لیکن وہ ساکن نہیں ہوسکتا، کیونکہ ضمیر کے ملنے کی وجہ سے اجتماع ساکنین لازم آئیگا جیسے ضَـرَبْـتُ اور لام کلمہ ہمیشہ مفتوح ہی رہیگا تاکہ کلمہ کے آخر میں بھی خفت رہے......اس طرح ماضی کے وزن فَعَلَ ،فَعِلَ ،فَعُلَ تین ہوگئے......مضارع کے عین کلمہ پر بھی تینوں آتی ہیں......پس عقلی طور پر کل 9 باب ہونے چاہییں......لیکن تین باب (فَعِلَ يَفْعُلُ ،فَعُلَ يَفْعِلُ،فَعُلَ يَفْعَلُ) استعمال نہیں ہوتے......پس ان تین ابواب کے خارج ہونے سے بقیہ چھ ابواب رہ گئے۔

ام الابواب کتنے اور کونسے؟

وَيُسَمَّى الثَّلٰثَةُ الْاُوَل الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: وہ کون سے ابواب ہیں جنہیں اصول الابواب یا ام الابواب کہتے ہیں؟

﴿جواب﴾: وہ ثلاثی مجرد کے تین ابواب (ضَرَبَ يَضْرِبُ ،نَصَرَ يَنْصُرُ،سَمِعَ يَسْمَعُ) ہیں۔

لِاخْتِلَافِ حَرَكَاتِهِنَّ فِي الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ان ابواب کو اصول الابواب کیوں کہا جاتا ہے؟

﴿جواب﴾: چونکہ ان کی ماضی میں عین کلمہ کی حرکت مضارع کے عین کلمہ کی حرکت کے مخالف ہوتی ہے،اور ماضی کا معنیٰ مضارع کے معنیٰ کے مخالف ہوتا ہے......اور دوسری وجہ یہ ہے یہ تینوں ابواب دیگر ابواب کی بنسبت کثیر الاستعمال ہیں اور کم استعمال وہی ابواب ہوتے ہیں جو غیر اصل ہوں۔

وَفَتَحَ يَفْتَحُ لَايَدْخُلُ فِي الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: فَتَحَ يَفْتَحُ کواصول الابواب میں شامل کیوں نہیں کیا گیا؟

﴿جواب﴾: چونکہ اس کی ماضی اور مضارع کے عین کلمہ کی حرکت میں اختلاف نہیں، اور نیز یہ باب حرف حلقی کے بغیر نہیں پایا جاتا، یعنی اس کے عین یالام کلمہ میں حرف حلقی کا پایا جانا ضروری ہوتا ہے۔

اَمَّا رَكَنَ يَرْكَنُ وَاَبٰى الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک اعتراض کا جواب دینا ہے۔

﴿اعتراض﴾: آپ نے کہا کہ باب فَتَحَ يَفْتَحُ میں حرف حلقی کا آنا ضروری ہے، یہ بات درست نہیں کیونکہ رَكَنَ يَرْكَنُ، اَبٰى يَأْبٰى، بَقٰى يَبْقٰى، فَنٰى يَفْنٰى اور قَلٰى يَقْلٰى یہ تمام کے تمام مادے فَتَحَ يَفْتَحُ سے ہیں حالانکہ ان کے عین یالام کلمہ میں حرف حلقی نہیں۔

﴿جواب﴾: پہلے دوابواب (رَكَنَ يَرْكَنُ، اَبٰى يَأْبٰى) لغات متداخلہ میں سے ہیں...... لہٰذا شاذ ہیں، اور بقیہ تین ابواب (بَقٰى يَبْقٰى، فَنٰى يَفْنٰى اور قَلٰى يَقْلٰى) قبیلہ بنی طے کی لغت ہے، وہ ماضی میں یاء سے پہلے کسرہ کی جگہ فتح پڑھتے ہیں......تو جب یہ عام فصیح لغات میں فتح پر استعمال ہی نہیں ہوئے تو اعتراض بھی درست نہیں۔

تداخل حقیقی وتقدیری:

﴿سوال﴾: لغات متداخلہ سے کیا مراد ہے؟

﴿جواب﴾: متداخلہ! تداخل سے بنا ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ دو بابوں میں سے ایک کی ماضی دوسرے کا مضارع لیکر ایک باب بنا دیا جائے جیسے ایک لغت کے اعتبار سے رَكَنَ يَرْكُنُ ہے اور دوسری لغت رَكِنَ يَرْكَنُ ہے اب پہلی لغت سے ماضی اور دوسری لغت سے مضارع لے کر رَكَنَ يَرْكَنُ بنا دیا گیا اسے تداخل حقیقی کہتے ہیں جبکہ اَبٰى يَأْبٰى میں تداخل تقدیری ہے کیونکہ اس میں دوسری لغت نہ ملنے کی وجہ سے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ یہاں بھی رَكَنَ يَرْكَنُ کی طرح تداخل ہوا ہے۔

وَكَرُمَ يَكْرُمُ لَايَدْخُلُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: كَرُمَ يَكْرُمُ کواصول الابواب میں شامل کیوں نہیں کیا گیا؟

﴿جواب﴾: ایک وجہ تو وہی ہے کہ اس کی ماضی اور مضارع کے عین کلمہ کی حرکات مختلف نہیں......اور دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ بھی قلیل الاستعمال ہے، کیونکہ یہ صرف طبائع اور نعوت سے آتا ہے......

☆ طبائع! وہ اوصاف ہیں جو موصوف سے بلا اختیار صادر ہوں اور آنکھ سے نظر نہ آئیں جیسے کرامت اور شجاعت۔

☆ نعوت! وہ اوصاف ہیں جو موصوف سے بلا اختیار صادر ہوں لیکن آنکھ سے نظر آئیں جیسے جسامۃ، طول وغیرہ۔

وَحَسِبَ يَحْسِبُ لَايَدْخُلُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: حَسِبَ يَحْسِبُ کواصول الابواب میں شامل کیوں نہیں کیا گیا؟

﴿جواب﴾ ایک وجہ تو وہی ہے کہ اس کی ماضی اور مضارع کے عین کلمہ کی حرکات مختلف نہیں......اور دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ بھی قلیل الاستعمال ہے، اور اس کا قلیل الاستعمال ہونا کسی سبب یا شرط کی وجہ سے نہیں بلکہ ذاتی طور پر ہی اس کا استعمال بہت کم ہے......حتیٰ کہ صحیح میں صرف دو مادے ہی اس وزن پر آتے ہیں یعنی حَسِبَ اور نَعِمَ۔

وَقَدْ جَاءَ فَعُلَ يَفْعُلُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: کیا ثلاثی مجرد مذکورہ چھ ابواب کے علاوہ بھی کسی وزن پر آتا ہے؟

﴿جواب﴾: جی ہاں! کبھی کبھی ثلاثی مجرد مذکورہ چھ ابواب کے علاوہ فَعُلَ يَفْعَلُ (بضم عین الماضی وفتح عین المضارع) کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے ایک لغت میں كُدْتَّ تَكَادُ آیا ہوا ہے جو کہ اصل میں كَوُدْتَ تَكْوَدُ ہے......پس واؤ کا ضمہ بوجہ ثقل ماقبل کو دیا اور واؤ کو حذف کیا، اور دال کو تاء کے مخرج کے قریب ہونے کی وجہ سے تاء کیا اور پھر تاء کا تاء میں ادغام کر دیا، تو كُدتَّ ہو گیا، اور مضارع میں واؤ کی حرکت ماقبل کو دی اور واؤ کو ماقبل کے مفتوح ہونے کی وجہ سے الف سے بدل دیا تو تَكَادُ ہو گیا......یاد رہے کہ یہ لغتِ شاذہ ہے، فصیح لغت میں یہ سَمِعَ کے باب پر استعمال ہوتا ہے۔ پس اس اعتبار سے كِدتَّ تَكَادُ ہو گا جو کہ اصل میں كَوِدْتَ تَكْوَدُ ہو گا......پس واؤ کا کسرہ ماقبل کو دیا، اور واؤ کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا اور پھر دال کو تاء کیا اور تاء کا تاء میں ادغام کر دیا تو كِدتَّ ہو گیا......اور تَكَادُ میں ماقبل والا ہی ضابطہ جاری ہوا......قرآن پاک میں یہ سَمِعَ يَسْمَعُ کے وزن پر استعمال ہوا۔ پس اللہ پاک نے فرمایا لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ ...... يَكَادُ الْبَرْقُ......۔

وَهِيَ شَاذَّةٌ كَفَضِلَ يَفْضُلُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: کیا ثلاثی مجرد میں كَادَ يَكَادُ (فَعُلَ يَفْعَلُ) کے علاوہ بھی کوئی وزن شاذ استعمال ہوتا ہے؟

﴿جواب﴾: جی ہاں اس سلسلے میں ایک وزن فَعِلَ يَفْعُلُ آتا ہے جیسے فَضِلَ يَفْضُلُ اور دَوِمَ يَدُوْمُ......یہ شاذ ہے اور فصیح لغت کے خلاف ہے......فصیح لغت میں فَضِلَ نَصَرَ اور سَمِعَ سے ہے اور دَامَ نَصَرَ سے ہے۔

وَيَدُلُّ عَلَيْهِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ یہ بیان کرنا ہے کہ اِحْمَرَّ وغیرہ میں ادغام اس لئے ہوا ہے کہ دو حرف ایک جنس کے واقع ہوئے ہیں......اس لئے نہیں کہ یہ باب اِفْعِلَال کی ماضی ہے......اگر باب افعلال کی ماضی کی وجہ سے ادغام ہوتا تو اِدْعَوىٰ میں بھی ہوتا کیونکہ وہ بھی باب اِفْعِلال کی ماضی ہے حالانکہ اس میں ادغام نہیں ہوا ہے۔

وَلَا يُدْغَمُ لِانْعِدَامِ الْجِنْسِيَّةِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اِدْعَوىٰ میں ادغام نہ ہونے کی وجہ کیا ہے؟

﴿جواب﴾: اِدْعَوىٰ اصل میں اِدْعَوَوَ تھا......اور قاعدہ یہ ہے کہ ہر وہ واؤ جو اصل میں تیسری جگہ ہو جب چوتھی جگہ یا اس سے آگے تجاوز کر جائے اور اس کا ماقبل مضموم نہ ہو تو اسے یاء سے بدلنا واجب ہوتا ہے پس اِدْعَوَوَ سے اِدْعَوَيَ

ہو گیا...... پھر چونکہ یا متحرک اور ماقبل مفتوح ہے پس یاء کو الف سے بدل دیا تو اِدْعَـوىٰ ہو گیا...... چونکہ دو حرف ایک جنس کے نہیں پائے گئے اس لئے ادغام نہیں کیا گیا۔

﴿اعتراض﴾: جب اعلال سے پہلے اِدْعَوَ تھا تو اس وقت ادغام کر دیا جاتا؟

﴿جواب﴾: قاعدہ ہے کہ جب ایک کلمہ میں ادغام اور اعلال دونوں ہو سکیں تو اعلال کو ترجیح ہوتی ہے۔

﴿فائدہ﴾: ہمزہ کی تبدیلی کی تخفیف کہتے ہیں، حرفِ علت کی تبدیلی کو اعلال کہتے ہیں، ایک حرف کو دوسرے حرف میں داخل کر کے مشدد بنانا ادغام کہلاتا ہے۔

الحاق کا مدار:

وَمِصْدَاقُ الْاِلْحَاقِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ یہ بیان کرنا ہے کہ ملحق کا مدار اس بات پر ہے کہ ملحق اور ملحق بہ کے مصدر متحد ہوں کیونکہ مصدر اصل ہے، پس اس کے ساتھ ساتھ جب تمام گردانوں میں بھی اتحاد پایا جائے تو وہ یقیناً اس کے ساتھ ملحق ہوگا جیسے بَیْطَرَ یُبَیْطِرُ بَیْطَرَةً تمام گردانوں میں دَحْرَجَ یُدَحْرِجُ دَحْرَجَةً کے ساتھ متحد ہے...... لیکن اگر گردانوں میں مطابقت ہو لیکن مصدر میں مطابقت نہ ہو تو باب اس کے ساتھ ملحق نہیں ہوگا۔ جیسے اَکْرَمَ یُکْرِمُ اصل میں اَکْرَمَ یُئَکْرِمُ ہے، اس باب کی تمام گردانیں بَیْطَرَ یُبَیْطِرُ کے وزن پر ہیں لیکن بَیْطَرَ! اَکْرَمَ سے ملحق نہیں کیونکہ اَکْرَمَ کا مصدر اِکْرَامًا اور بَیْطَرَ کا مصدر بَیْطَرَةً آتا ہے، جبکہ الحاق کا مدار مصادر کے ہم وزن ہونے پر ہے۔

﴿فائدہ﴾: الحاق کا لغوی معنیٰ پہنچنا...... پہنچانا...... اصطلاح میں ثلاثی مجرد پر حروف زیادہ کر کے رباعی کا وزن دے دیا جائے...... یعنی ملحق اصل میں ثلاثی مزید فیہ ملحق بر باعی ہوتا ہے۔

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

فعل ماضی کا بیان

﴿عبارت﴾: فَصْلٌ فِی الْمَاضِیْ وَھُوَ یَجِیْءُ عَلٰی اَرْبَعَۃَ عَشَرَ وَجْھًا نَحْوُ ضَرَبَ اِلٰی ضَرَبْنَا اِنَّمَا بُنِیَ الْمَاضِیْ لِفَوَاتِ مُوْجِبِ الْاِعْرَابِ وَعَلَی الْحَرْکَۃِ لِمُشَابَھَتِہِ الْاِسْمَ فِیْ وُقُوْعِہٖ صِفَۃً لِلنَّکِرَۃِ نَحْوُ مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَرَبَ وَضَارِبٍ وَعَلَی الْفَتْحِ لِاَنَّہٗ اَخُ السُّکُوْنِ لِاَنَّ الْفَتْحَۃَ جُزْءُ الْاَلِفِ وَلَمْ یُعْرَبْ لِاَنَّ اِسْمَ الْفَاعِلِ لَمْ یَاْخُذْ مِنْہُ الْعَمَلُ بِخِلَافِ الْمُضَارِعِ لِاَنَّ اِسْمَ الْفَاعِلِ اَخَذَ مِنْہُ الْعَمَلَ فَاُعْطِیَ الْاِعْرَابُ لَہٗ عِوَضًا عَنْہُ اَوْ لِکَثْرَۃِ مُشَابَھَتِہٖ یَعْنِیْ یُعْرَبُ الْمُضَارِعُ لِکَثْرَۃِ مُشَابَھَتِہٖ لَہٗ وَبُنِیَ الْمَاضِیْ عَلَی الْحَرْکَۃِ لِقِلَّۃِ مُشَابَھَتِہٖ لَہٗ وَبُنِیَ الْاَمْرُ عَلَی السُّکُوْنِ لِعَدَمِ مُشَابَھَتِہٖ وَزِیْدَتِ الْاَلِفُ وَالْوَاوُ وَالنُّوْنُ فِیْ اٰخِرِہٖ حَتّٰی یَدْلُلْنَ عَلٰی ھُمَا وَھُمْ وَھُنَّ وَضُمَّ الْبَاءُ فِیْ ضَرَبُوْا لِاَجْلِ الْوَاوِ وَبِخِلَافِ رَمَوْا لِاَنَّ الْمِیْمَ لَیْسَتْ بِمَا قَبْلَھَا وَضُمَّ فِیْ رَضُوْا اِنْ لَّمْ یَکُنِ الضَّادُ بِمَا قَبْلَھَا حَتّٰی لَا یَلْزَمَ الْخُرُوْجُ مِنَ الْکَسْرَۃِ اِلَی الضَّمَّۃِ وَکُتِبَ الْاَلِفُ فِیْ ضَرَبُوْا لِلْفَرْقِ بَیْنَ وَاوِ الْعَطْفِ وَوَاوِ الْجَمْعِ فِیْ مِثْلِ حَضَرَ وَقَتَلَ وَقِیْلَ لِلْفَرْقِ بَیْنَ وَاوِ الْجَمْعِ وَوَاوِ الْوَاحِدِ فِیْ مِثْلِ لَمْ یَدْعُوْ وَلَمْ یَدْعُوْا

﴿ترجمہ﴾: یہ فصل ماضی کے بیان میں، اور وہ ماضی چودہ صورتوں پر آتی ہے۔ جیسے ضَرَبَ سے ضَرَبْنَا تک یعنی کل چودہ صیغے ہیں، ماضی کو مبنی صرف اس لئے کیا گیا ہے کہ معرب بنانے والی چیز (اسم سے کاملاً مشابہت) نہیں پائی جارہی، ماضی کو حرکت پر مبنی اس لئے کیا گیا ہے کہ اس کو اسم کے ساتھ مشابہت ہے نکرہ کے لیے صفت واقع ہونے میں جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَرَبَ وَضَارِبٍ یعنی میں گذرا!ایسے آدمی کے پاس سے کہ جس نے مار اور مارنے والا ہے۔اور اس ماضی کو مبنی بر فتحہ بنایا گیا ہے، اس لیے کہ فتحہ سکون کا بھائی ہے اس لیے کہ فتحہ الف کا جز ہے اور اس کو معرب نہیں بنایا گیا، اس لیے کہ اسم فاعل اس سے عمل کو نہیں پکڑتا۔ بخلاف مضارع کے اس لیے اسم فاعل نے اس سے عمل لے لیا ہے پس اس کو اس کا ہی اعراب دے دیا گیا عوض میں اس عمل کی وجہ سے یا مضارع کے ساتھ زیادہ مشابہہ ہونے کی وجہ سے یعنی مضارع کو معرب بنایا گیا ہے اسم فاعل کے ساتھ مشابہت کی کثرت

کی وجہ سے اور ماضی کو مبنی بر فتحہ بنایا گیا ہے اس لیے کہ اس کی مشابہت کی قلت کی وجہ سے اسم فاعل کے ساتھ کہ جو اس اسم فاعل کو فعل مضارع کے ساتھ ہے، اور امر مخاطب کو مبنی بر سکون کیا گیا اس کی مشابہت کے نہ ہونے کی وجہ سے اور الف واؤ اور نون کو اس کے آخر میں زیادہ کیا گیا یہاں تک تا کہ وہ دلالت کریں ھُمَا ھُمْوْا اور ھُنَّ اور ضَرَبُوْا میں باء کو واؤ کی وجہ سے ضمہ دے دیا گیا بخلاف رَمَوْا کے اس لئے کہ یہاں پر میم اس واؤ کا ماقبل نہیں ہے کہ اور رَضُوْا میں ضاد کو ضمہ دیا گیا ہے۔ اگر چہ یہاں ضاد بھی اس واؤ کا ماقبل نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ تا کہ کسرہ سے ضمہ کی طرف خروج لازم نہ آئے اور ضَرَبُوْا کے آخر میں الف لکھی گئی واؤ عاطفہ اور واؤ جمع کے مابین فرق کرنے کے لیے جیسے کہ حَضَرَوَ قَتَلَ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ واؤ جمع اور واؤ واحد کے مابین فرق کرنے کے لیے آخر میں الف کو لایا گیا ہے جیسے لَمْ یَدْعُوْ اور لَمْ یَدْعُوْ ان میں سے پہلا لَمْ یَدْعُوْ واحد کا اور دوسرا لَمْ یَدْعُوْ اجمع کا صیغہ ہے۔

﴿تشریح﴾:

فَصْلٌ فِی الْمَاضِیْ وَھُوَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ فعل ماضی کا بیان کرنا ہے کہ فعل ماضی کے 14 صیغے ہو تے ہیں ضَرَبَ سے لیکر ضَرَبْنَا تک ...... اگر چہ عقلی طور پر 18 صیغے ہونے چاہییں تھے کیونکہ فاعل واحد ہوگا، یا تثنیہ یا جمع ہوگا ...... پھر ہر ایک مذکر ہوگا یا مؤنث ہوگا ...... پھر ہر ایک غائب ہوگا یا مخاطب ہوگا یا متکلم ہوگا ...... اس طرح تین صیغے مذکر غائب کے ہوئے، یعنی واحد تثنیہ اور جمع ...... اور یہی تین مؤنث غائب کے ہوئے ...... اور یہی تین صیغے مذکر حاضر کے ہوئے ...... اور یہی تین مؤنث حاضر کے ہوئے ...... اور یہی تین مذکر متکلم کے ہوئے ...... اور یہی تین مؤنث متکلم کے ہوئے ...... لیکن واحد متکلم مذکر اور مؤنث میں مشترک ہوتا ہے اور جمع متکلم! تثنیہ مذکر، تثنیہ مؤنث اور جمع مذکر اور جمع مؤنث میں مشترک ہوتا ہے۔

ماضی مبنی کیوں ہوتی ہے؟

اِنَّمَا بُنِیَ الْمَاضِیْ لِفَوَاتِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ماضی مبنی کیوں ہوتی ہے؟

﴿جواب﴾: افعال میں اصل مبنی ہونا ہے ...... اور اسماء میں اصل معرب ہونا ہے ...... پس جس اسم کو مبنی سے مشابہت ہو وہ مبنی ہوتا ہے اور جس فعل کو اسم سے کامل مشابہت ہو وہ معرب ہوتا ہے ...... اور جسے بالکل مشابہت نہ ہو وہ مبنی علیٰ السکون ہوتا ہے اور جسے کچھ مشابہت ہو وہ مبنی علیٰ الحرکۃ ہوتا ہے اور مشابہت سے مراد فاعلیت، مفعولیت اور اضافت میں مشابہت ہے۔ چونکہ ماضی کو اسم کے ساتھ مشابہت تو ہے لیکن کاملاً مشابہت نہیں یعنی ماضی کو اسم سے اس اعتبار سے مشابہت ہے کہ اسم بھی نکرہ کی صفت بن سکتا ہے اور ماضی بھی نکرہ کی صفت بن سکتی ہے جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَرَبَ۔
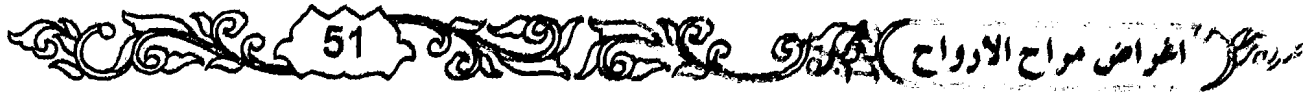
☆ اسی بات کو مصنف علیہ الرحمۃ نے یوں کہا کہ ماضی بنی اس لئے ہے کہ اس کو معرب بنانے والی چیز (اسم سے کاملاً مشابہت) نہیں پائی جارہی۔

وَعَلَى الْحَرَكَةِ لِلْمُشَابَهَةِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ماضی حرکت پر مبنی کیوں ہے؟

﴿جواب﴾: ماضی کو اسم سے کچھ مشابہت حاصل ہوتی ہے جس طرح اسم نکرہ کی صفت بنتا ہے اسی طرح ماضی بھی نکرہ کی صفت بنتی ہے جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَرَبَ اور ابھی ماقبل میں قاعدہ بیان کیا گیا ہے کہ جس فعل کو اسم سے کامل مشابہت ہو وہ معرب ہوتا ہے......اور جسے بالکل مشابہت نہ ہو وہ مبنی علی السکون ہوتا ہے اور جسے کچھ مشابہت ہو وہ مبنی علی الحرکۃ ہوتا ہے چونکہ فعل ماضی کو بھی اسم سے کچھ مشابہت ہے اس لئے یہ مبنی علی الحرکۃ ہے۔

وَعَلَى الْفَتْحِ لِأَنَّهُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ماضی فتح پر مبنی کیوں؟

﴿جواب﴾: ماضی کو فتحہ اس لئے دیا گیا کہ فتح اور سکون میں مناسبت ہے......کیونکہ فتح الف کی جزء ہے یعنی الف دو فتح کے برابر ہوتا ہے اور الف ہوتا ہی وہ ہے جو جو ساکن ہو کیونکہ متحرک کو ہمزہ کہتے ہیں......پس ماضی کو اصلاً مبنی علی السکون ہونا چاہیے تھا لیکن اسم سے اس کی کچھ مشابہت کی وجہ سے اسے مبنی علی الحرکۃ بنادیا گیا اور پھر اس کے لئے وہ حرکت اختیار کی جو سکون کے ساتھ مناسبت رکھتی ہے اور وہ فتح کی حرکت ہے۔

ماضی معرب کیوں نہیں؟

وَلَمْ يُعْرَبْ لِأَنَّ اِسْمَ الْفَاعِلِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: جب ماضی اسم کے مشابہہ ہے تو اسے معرب کیوں نہیں بنایا حالانکہ مضارع کا معرب ہونا اسی مشابہت کی وجہ سے ہے؟

﴿جواب﴾: ماضی کو اگر اسم کے ساتھ مشابہت ہے لیکن یہ مشابہت اس کے معرب ہونے کے لئے کافی نہیں بلکہ اس کے لئے کچھ اور شرائط ہیں جو مضارع میں پائی جاتی ہیں لیکن ماضی میں نہیں پائی جاتیں......ان میں سے ایک یہ ہے کہ فعل! جس اسم معرب کے مشابہہ ہو اس اسم نے اس فعل سے عمل حاصل کیا ہو......پس اس کے عوض میں اسے اعراب دیا جاتا ہے یا اسے اسم کے ساتھ بہت زیادہ مشابہت ہو اور یہ باتیں مضارع میں پائی جاتی ہیں ماضی میں نہیں......یہی وجہ ہے کہ مضارع کو اسم کے ساتھ زیادہ مشابہت حاصل ہونے کی وجہ سے معرب رکھا گیا ہے، لیکن ماضی کو کم مشابہت حاصل ہے لہٰذا وہ فتحہ پر مبنی ہے اور امر کو بالکل مشابہت ہی نہیں وہ مبنی بر سکون ہے۔

﴿سوال﴾: اسم کے ساتھ مشابہت کی کیا کیا صورتیں ہیں؟

﴿جواب﴾: اسم کے ساتھ مشابہت کی صورتوں میں سے چند صورتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

1: حرکات وسکنات کا ایک جیسا ہونا۔ 2: نکرہ کی صفت واقع ہونا۔

3: مبتدا کی خبر واقع ہونا۔ 4: شروع میں لام ابتدا کا آنا۔

☆ یہ تمام چیزیں فعل مضارع میں پائی جاتی ہیں......جبکہ ماضی میں ان میں سے کچھ چیزیں پائی جاتی ہیں......لہٰذا فعل مضارع کو اسم سے مشابہت تامہ حاصل ہے......اور فعل ماضی کو مشابہت ناقصہ حاصل ہے۔

وَزِيْدَتِ الْاَلِفُ وَالْوَاوُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: فعل ماضی کے آخر میں الف، واؤ اور نون کا اضافہ کیوں کیا جاتا ہے؟

﴿جواب﴾: تا کہ ان حروف سے فاعل کی ضمیروں (هُمَا، هُمُوْا، هُنَّ) پر دلالت پائی جائے۔

وَضُمَّ الْبَاءُ فِيْ ضَرَبُوْا الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ماضی تو مبنی بر فتح ہوتی ہے تو ضَرَبُوْا میں باء پر ضمہ کیوں دیا گیا ہے؟

﴿جواب﴾: چونکہ ضَرَبُوْا میں باء کے بعد واؤ آتی ہے پس واؤ کی مناسبت سے باء کو ضمہ دے دیا گیا۔

بِخِلَافِ رَمَوْا لِاَنَّ الْمِيْمَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: رَمَــوْا میں بھی واؤ سے پہلے میم کو ضمہ دینا چاہیے تھا کیونکہ وہ بھی واؤ کا ماقبل ہے......لیکن آپ نے اسے فتحہ دے دیا ہے......ایسا کیوں؟

﴿جواب﴾: رَمَوْا میں میم واؤ کا ماقبل نہیں بلکہ یہاں واؤ کا ماقبل یاء ہے جو کہ محذوف ہے اصل میں رَمَيُوْا تھا۔

وَضُمَّ فِيْ رَضُوْا الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: رَضُوْا میں بھی واؤ کا ماقبل ضاد نہیں لیکن آپ نے اسے تو واؤ کی وجہ سے ضمہ دے دیا ہے ایسا کیوں؟

﴿جواب﴾: رَضُــوْا اصل میں رَضِيُــوْا تھا......جس میں کسرہ تحقیقیہ سے ضمہ تقدیریہ کی طرف خروج ہو رہا تھا......پس اس خروج سے بچنے کے لئے ضاد کو ضمہ دے دیا......رہی یہ بات کہ ایسی صورت میں فتحہ بھی تو دیا جا سکتا تھا تو جواباً عرض یہ ہے کہ فتحہ کی بہ نسبت ضمہ واؤ کے زیادہ مناسب تھا۔

واؤ عطف اور واؤ جمع میں فرق

وَكُتِبَ الْاَلِفُ فِيْ ضَرَبُوْا الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: جمع کے صیغے مثلاً ضَرَبُوْا کے آخر میں الف بڑھانے کی کیا وجہ ہے؟

﴿جواب﴾: اس کی دو وجہیں ہیں۔(ا) واؤ عطف اور واؤ جمع میں فرق کرنے کے لئے مثلاً حَضَرَ وَقَتَلَ میں واؤ عطف ہے اور اگر جمع کے صیغے کے آخر میں الف نہ ہوتا تو یہاں واؤ جمع کا شبہ ہو سکتا تھا۔

(۲) جمع کے صیغہ کے آخر میں الف اس لئے جاتا ہے تاکہ جمع اور واحد کی واؤ میں فرق ہو سکے...... مثلاً جن لوگوں کے ہاں حرفِ جازم کی وجہ سے فعل کے آخر سے حرفِ علت نہیں گرتا تو وہ لَمْ یَدْعُوْ پڑھتے ہیں...... تو ان کے نزدیک واحد اور جمع کے صیغہ میں اسی الف کے ذریعے ہی تمییز ہو سکتی ہے۔

﴿اعتراض﴾: قرآن پاک کے پارہ اول میں یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ آیَاتِكَ اور پارہ نمبر چھ میں یَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍ میں یَتْلُوْا اور یَعْفُوْا واحد کے صیغے ہیں لیکن ان کے بعد الف مذکور ہے...... جبکہ آپ کے بیان کردہ قاعدہ کے تحت تو نہیں ہونا چاہیے تھا۔

﴿جواب﴾: یہ رسم الخط کی غلطی ہے اور عدم توجہ ہے...... سعودیہ کے چھپوائے قرآن کے نسخوں میں ان مقامات پر الف پر دائرہ ڈال کر ان کے اس مقام پر نہ ہونے کی نشاندہی کی گئی ہے۔

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

﴿عبارت﴾: وَجُعِلَتِ التَّاءُ عَلَامَةً لِّلْمُؤَنَّثِ فِیْ ضَرَبَتْ لِاَنَّ التَّاءَ مِنَ الْمَخْرَجِ الثَّانِیْ وَالْمُؤَنَّثُ اَیْضًا ثَانٍ فِی التَّخْلِیْقِ وَهٰذِهِ التَّاءُ لَیْسَتْ بِضَمِیْرٍ کَمَا یَجِیْءُ وَاُسْکِنَتِ الْبَاءُ فِیْ مِثْلِ ضَرَبْنَ وَضَرَبْتَ حَتّٰی لَا یَجْتَمِعَ اَرْبَعُ حَرَكَاتٍ مُتَوَالِیَاتٍ فِیْمَا هُوَ كَالْكَلِمَةِ الْوَاحِدَةِ وَمِنْ ثَمَّ لَا یَجُوْزُ الْعَطْفُ عَلٰی ضَمِیْرِهٖ بِغَیْرِ التَّاكِیْدِ فَلَا یُقَالُ ضَرَبْتَ وَزَیْدٌ بَلْ یُقَالُ ضَرَبْتَ اَنْتَ وَزَیْدٌ بِخِلَافِ ضَرَبَتَا لِاَنَّ حَرَكَةَ التَّاءِ فِیْهِ فِیْ حُكْمِ السُّكُوْنِ وَمِنْ ثَمَّ یَسْقُطُ الْاَلِفُ فِیْ رَمَتَا لِكَوْنِ التَّحْرِیْكِ عَارِضًا اِلَّا فِیْ لُغَةٍ رَدِیَّةٍ یَقُوْلُ اَهْلُهَا رَمَاتَا وَبِخِلَافِ مِثْلِ ضَرَبَكَ لِاَنَّهٗ لَیْسَ كَالْكَلِمَةِ الْوَاحِدَةِ لِاَنَّ ضَمِیْرَهٗ ضَمِیْرٌ مَنْصُوْبٌ وَبِخِلَافِ هُدَبِدٍ لِاَنَّ اَصْلَهٗ هُدَابِدٌ ثُمَّ قُصِّرَ كَمَا فِیْ مِخْیَطٍ اَصْلُهٗ مِخْیَاطٌ وَحُذِفَتِ التَّاءُ فِیْ ضَرَبْنَ حَتّٰی لَا یَجْتَمِعَ عَلَامَتَا التَّانِیْثِ كَمَا فِیْ مُسْلِمَاتٍ وَاِنْ لَّمْ تَكُوْنَا مِنْ جِنْسٍ وَّاحِدٍ لِثِقَلِ الْفِعْلِ بِخِلَافِ حُبْلَیَاتٍ لِعَدَمِ الْجِنْسِیَّةِ وَسُوِّیَ بَیْنَ تَثْنِیَتَیِ الْمُخَاطَبِ وَالْمُخَاطَبَةِ وَبَیْنَ الْاَخْبَارَاتِ لِقِلَّةِ الْاِسْتِعْمَالِ فِی التَّثْنِیَةِ وَوُضِعَ الضَّمَائِرُ لِلْاِعْجَازِ وَعَدَمِ الْاِلْتِبَاسِ فِی الْاَخْبَارَاتِ وَزِیْدَتِ الْمِیْمُ فِیْ ضَرَبْتُمَا حَتّٰی لَا یَلْتَبِسَ بِاَلِفِ الْاِشْبَاعِ فِیْ مِثْلِ قَوْلِ الشَّاعِرِ

اَخُوْكَ اَخُوْ مُكَاثَرَةٍ وَّضِحْكٍ وَحَیَّاكَ الْاِلٰهُ فَكَیْفَ اَنْتَا

فَاِنَّكَ ضَامِنٌ بِالرِّزْقِ حَتّٰی تُوُفِّیَ كُلُّ نَفْسٍ مَّا ضَمِنْتَا

﴿ترجمہ﴾: اور ضَرَبَتْ میں تاء کو مؤنث کی علامت بنایا گیا اس لیے اس لیے تاء دوسرے مخرج سے ہے اور

مؤنث کا بھی تخلیق میں دوسرا درجہ ہے اور یہ تاء ایسی ضمیر نہیں ہے کہ جس طرح کہ آخر میں ضمائر کی بحث میں آئے گا اور ضَرَبْنَ ضَرَبْتَ جیسے صیغوں میں باء کو ساکن کر دیا گیا تا کہ چار حرکات لگا تار جمع نہ ہوں اس جگہ میں کہ جو ایک ہی کلمہ کے حکم میں ہوا اسی وجہ سے بغیر تاکید کے اس کی ضمیر پر عطف ڈالنا جائز نہیں ہے تو پس ضَرَبْتَ وَزَیْدٌ نہیں کہا جائے گا۔ ضَرَبْتَ اَنْتَ وَزَیْدٌ کہا جائے گا۔ بخلاف ضَرَبَتَا کے کہ اس میں تاء کی حرکت سکون کے حکم میں ہے اسی وجہ سے رَمَتَا میں الف گر جاتی ہے حرکت کے عارضی ہونے کی وجہ سے مگر ضعیف لغت میں نہیں گرتی۔ جیسا کہ لغت ضعیفہ میں ہے کہ اس لغت کو اختیار کرنے والے رَمَاتَا کہتے ہیں اور بخلاف مثل ضَرَبَكَ کے، اس لیے کہ وہ ایک کلمہ کی طرح نہیں ہے اس لیے کہ اس کی ضمیر ضمیر منصوب ہے اور بخلاف هُدَبِدٍ کے کہ اس کی اصل هُدَابِدٌ ہے پھر قصر (کمی کی گئی) کیا گیا جیسا کہ مِخْیَطٌ میں کہ اس کی اصل مِخْیَاطٌ ہے اور ضَرَبْنَ میں تاء کو حذف کر دیا گیا تا کہ تانیث کی دو علامات اکٹھی نہ ہوں جیسا کہ مُسْلِمَات میں ہے اگرچہ وہ دونوں ایک ہی جنس سے نہیں ہیں فعل کے ثقل کی وجہ سے بخلاف حُبْلَیَات کے جنسیات کے نہ پائے جانے کی وجہ سے اور برابری کی گئی مذکر مخاطب اور مؤنث مخاطب (دونوں صیغوں) میں اور اخبارات میں تثنیہ میں قلت استعمال کی وجہ سے۔ اور ضمیروں کا رکھنا اختصار کی وجہ سے اور التباس نہ ہونے کی غرض سے ہے، اخبارات میں اور ضَرَبْتُمَا میں میم کو زیادہ کیا گیا تا کہ الف کے ساتھ اشباع کا التباس نہ ہو۔ شاعر کے قول کی مثل میں، تیرا بھائی تو ہنس مکھ اور خوش باش تھا، اللہ تعالیٰ تجھے زندہ رکھے تو کیسا ہے، کیا تو رزق کا ضامن ہے کہ جس کا تو ضامن نہیں ہوگا وہ بھوکا مر جائیگا۔

﴿تشریح﴾:

وَجُعِلَتِ التَّاءُ عَلَامَةً الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: حرف تاء کی مؤنث کی علامت کے طور پر تخصیص کیوں کی گئی ہے؟

﴿جواب﴾: چونکہ تاء دوسرے مخرج یعنی منہ کے درمیان سے نکلتی ہے اور مؤنث یعنی عورت تخلیق میں دوسرے نمبر پر ہے۔ کہ آدم علیہ السلام کی تخلیق پہلے ہوئی پھر سیدہ حوا کی تخلیق ہوئی، تو اس طرح ثانی درجہ پر تخلیق ہونے والی کو ثانی مخرج والا لفظ دے دیا۔

ضَرَبَتْ میں تاء صرف علامتِ تانیث ہے:

وَهٰذِهِ التَّاءُ لَيْسَتْ بِضَمِيْرٍ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ یہ بیان کرنا ہے کہ واحد مؤنث غائب کی ضمیر تاء نہیں ہوتی، بلکہ یہ (تاء) فقط علامتِ تانیث ہے، کیونکہ اگر یہ ضمیر ہوتی تو اس کے ساتھ فاعل اسم ظاہر نہ آ سکتا، حالانکہ اس کا فاعل اسم ظاہر آتا رہتا ہے، جیسے کہا جائے ضَرَبَتْ هِنْدٌ۔

﴿سوال﴾: یہ تاء ساکن کیوں لائی جاتی ہے؟

﴿جواب﴾: ایک تو اس لئے تا کہ ایک کلمہ میں پے درپے چار حرکات نہ آجائیں، اور دوسرا اس لئے تا کہ واحد مذکر حاضر، واحد مؤنث حاضر اور واحد متکلم سے التباس نہ لازم آئے۔

وَاُسْكِنَتِ الْبَاءُ فِیْ مِثْلِ ضَرَبْنَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ضَرَبْنَ سے لے کر آخر تک کے صیغوں میں باء کو ساکن کیوں کیا گیا ہے؟

﴿جواب﴾: ضمیر مرفوع متصل کو شدت اتصال حاصل ہوتا ہے......اور اس شدت اتصال کی وجہ سے وہ بمنزل کلمہ واحدہ کے ہوتی ہے اور ایک کلمہ میں پے درپے چار حرکتوں کا جمع ہونا منع ہوتا ہے اس لئے ان تمام صیغوں میں باء کو ساکن کیا جاتا ہے۔

وَمِنْ ثَمَّ لَایَجُوْزُ الْعَطْفُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک اعتراض کا جواب دینا ہے۔

﴿اعتراض﴾: ضَرَبْنَ وغیرہ میں دو کلمے ہیں یعنی ایک فعل اور دوسرا فاعل لیکن آپ اسے ایک کلمہ کی طرح قرار دے رہے ہیں، اس کے ایک کلمہ ہونے پر کیا دلیل ہے۔

﴿جواب﴾: ان دو کلموں کے درمیان شدت اتصال ہے اس لئے یہ دو کلمے ہو کر بھی ایک کلمہ کی طرح ہیں، یہی وجہ ہے کہ اس کی ضمیر پر تاکید کے بغیر عطف جائز نہیں مثلاً ضَرَبْتَ وَزَیْدٌ نہیں کہہ سکتے بلکہ ضَرَبْتَ اَنْتَ وَزَیْدٌ کہیں گے۔

بِخِلَافِ ضَرَبَتَا لِاَنَّ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک اعتراض کا جواب دینا ہے۔

﴿اعتراض﴾: آپ نے کہا کہ ایک کلمہ میں پے درپے چار حرکتوں کا جمع ہونا منع ہوتا ہے، پس اسی وجہ سے ضَرَبْنَ سے لیکر آخر تک با کلمہ کو ساکن کر دیا......تو اسی قاعدے کے تحت ضَرَبَتَا میں باء کو ساکن کیوں نہیں کیا گیا؟

﴿جواب﴾: ضَرَبَتَا میں تاء پر حرکت عارضی ہے، اصل میں سکون ہے کیونکہ یہ ضَرَبَتْ سے بنا ہے، الف تثنیہ کا اس کے آخر میں زیادہ کیا گیا ہے اور الف ماقبل فتحہ چاہتا ہے، اس لئے ماقبل کو فتحہ دے دیا گیا، اور عارضی حرکت سکون کے حکم میں ہوتی ہے، اس لئے ایک کلمہ میں پے درپے چار حرکتوں کا جمع ہونا لازم نہیں آیا۔

وَمِنْ ثَمَّ یَسْقُطُ الْاَلِفُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ اس امر پر دلیل دینا ہے کہ ضَرَبَتَا میں تاء پر حرکت سکون کے حکم میں ہے......مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اسی وجہ سے رَمَتَا میں الف گر گیا یعنی اصل میں یہ رَمَیَتَا تھا، چونکہ یاء متحرک اور اس کا ماقبل مفتوح ہے لہٰذا یاء کو الف سے بدل دیا اور تاء اصل میں ساکن ہے، لہٰذا اجتماع ساکنین ہوا، جس کی وجہ سے الف کو گرا دیا اور رَمَتَا ہو گیا......البتہ ایک ضعیف لغت میں اسے رَمَاتَا پڑھا جاتا ہے۔

وَبِخِلَافِ مِثْلِ ضَرَبَكَ لِاَنَّ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک اعتراض کا جواب دینا ہے۔

﴿اعتراض﴾: ضَرَبَكَ میں بھی چار حرکات مسلسل آرہی ہیں لہٰذا یہاں باء کو ساکن کیوں نہیں کیا گیا؟

﴿جواب﴾: ضَرَبَكَ میں چار حرکات دو کلموں میں ہیں اور یہ دونوں ایک کلمہ کی طرح بھی نہیں، کیونکہ یہاں ضمیر مخاطب! مفعول کی ضمیر ہے۔

وَبِخِلَافِ هُدَبِدٍ لِاَنَّ اَصْلَهُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک اعتراض کا جواب دینا ہے۔

﴿اعتراض﴾: هُدَبِدٍ میں بھی چار حرکتوں کا پے درپے اجتماع ہے تو یہاں کسی حرف کو ساکن کیوں نہیں کیا گیا؟

﴿جواب﴾: هُدَبِدٍ (رات کو نظر نہ آنا، درخت سے نکلنے والی گوند) اصل میں هُدَابِدٌ ہے پھر الف کو تخفیف کے ارادے سے گرا دیا...... لہٰذا یہاں چار حرکات پے درپے نہیں۔ جیسے مِخْيَطٌ (سوئی، سینے کا آلہ) اصل میں مِخْيَاطٌ تھا پھر تخفیف کی غرض سے الف کو گرا دیا۔

وَحُذِفَتِ التَّاءُ فِيْ ضَرَبْنَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ضَرَبْنَ جمع مؤنث کا صیغہ ہے اس سے تاء تانیث کو گرایا کیوں گیا ہے؟

﴿جواب﴾: تا کہ تانیث کی دو علامتیں (تاء اور نون) ایک مقام پر جمع نہ ہو جائیں، جیسے مُسْلِمَةٌ میں تائے وحدۃ کو حذف کر دیا گیا اور الف اور تاء جمع مؤنث سالم کی علامت کو ساتھ ملایا تو مُسْلِمَاتٌ ہو گیا، اس میں بھی ایک علامت کو حذف کر دیا گیا تا کہ ایک کلمہ میں تانیث کی دو علامتیں اکٹھی نہ ہو جائیں۔

وَاِنْ لَّمْ تَكُوْنَا مِنْ جِنْسٍ وَّاحِدٍ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک اعتراض کا جواب دینا ہے۔

﴿اعتراض﴾: یہ دونوں علامتیں ایک جنس کی نہیں کیونکہ ایک واحد کی ہے اور ایک جمع کی ہے، لہٰذا ان کے اکٹھا ہونے سے کوئی خرابی لازم نہیں آتی...... تو پھر کیوں گرا دیا گیا؟

﴿جواب﴾: ان کے اجتماع سے ثقل لازم آتا تھا اس لئے ایک علامت کو حذف کر دیا گیا۔

بِخِلَافِ حُبْلَيَاتٍ لِعَدَمِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک اعتراض کا جواب دینا ہے۔

﴿اعتراض﴾: حُبْلَيَاتٌ میں تانیث کی دونوں علامتیں...... یعنی الف مقصورہ اور تاء جمع ہیں...... یہاں ایک علامت کو کیوں نہیں گرایا گیا؟۔

﴿جواب﴾: چونکہ یہ دونوں علامتیں ایک جنس کی نہیں ہیں اور ان سے ثقل بھی پیدا نہیں ہو رہا۔

﴿سوال﴾: آپ نے مُسْلِمَاتٌ میں دونوں علامتوں کے ہم جنس نہ ہونے کے باوجود ایک کو حذف کیا تو یہاں ایسا کیوں نہیں کیا گیا؟

﴿جواب﴾: اصل میں حُبْلٰی کا الف کلمہ کا حصہ ہے جو حُبْلَيَاتٌ میں یاء سے بدل گیا، جبکہ مُسْلِمَاتٌ کے واحد مُسْلِمَةٌ میں تاء کلمے کا حصہ نہیں، بلکہ زائد ہے لہٰذا اسے حذف کر دیا گیا۔

سُوِّيَ بَيْنَ تَثْنِيَتَيِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

تثنیہ مخاطب کے دوصیغوں کوایک جیسا کیوں رکھا؟

﴿سوال﴾: تثنیہ مخاطب کے دوصیغوں کوایک جیسا رکھا گیا ہے، مثلاً ضَرَبْتُمَا اور متکلم میں واحد کے لئے دو کی بجائے ایک صیغہ ضَرَبْتُ اور تثنیہ وجمع کے لئے چار کی بجائے ایک صیغہ ضَرَبْنَا کیوں رکھا گیا ہے؟

﴿جواب﴾: چونکہ مخاطب کے صیغے کم استعمال ہوتے ہیں، نیز ضمیر کی وضع ہی اختصار کے لئے ہوئی ہے، لہٰذا مخاطب کے لئے دو کی بجائے ایک صیغہ بطورِ اختصار استعمال کیا، نیز متکلم کے صیغوں میں مذکر ومؤنث اور تثنیہ وجمع کا شبہ نہیں پڑتا، کیونکہ متکلم سامنے نظر آرہا ہوتا ہے، یا اس کی آواز سے پہچان ہوجاتی ہے، لہٰذا اختصار سے کام لیا گیا۔

وَزِيْدَتِ الْمِيْمُ فِيْ ضَرَبْتُمَا الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: تثنیہ مذکر حاضر اور تثنیہ مؤنث حاضر میں میم کا اضافہ کرکے ضَرَبْتُمَا کیوں پڑھا جاتا ہے؟ ضَرَبْتَ اور ضَرَبْتِ کے آخر میں صرف الف تثنیہ کا اضافہ کرکے ضَرَبْتَا پڑھ لیا جاتا؟

﴿جواب﴾: تاکہ الف اشباع کے ساتھ التباس لازم نہ آئے، اشباع کا معنیٰ ہے سیر کرانا اور اصطلاحاً فتحہ کو لمبا کرکے پڑھنا تاکہ الف پیدا ہو اشباع کہلاتا ہے......اشعار میں اشباع کی ضرورت پڑتی رہتی ہے جیسا کہ ان اشعار میں ہوا ہے۔

أَخُوْكَ أَخُوْ مُكَاثَرَةٍ وَّضِحْكٍ   وَحَيَّاكَ الْإِلٰهُ فَكَيْفَ اَنْتَا

فَإِنَّكَ ضَامِنٌ بِالرِّزْقِ حَتّٰى   تُوُفِّيَ كُلُّ نَفْسٍ مَّاضَمِنْتَا

تیرا بھائی تو ہنس مکھ اور خوش باش تھا، اللہ تعالیٰ تجھے زندہ رکھے تو کیسا ہے، کیا تو رزق کا ضامن ہے کہ جس کا تو ضامن نہیں ہوگا وہ بھوکا مرجائیگا۔ یہاں اَنْتَا اور ضَمِنْتَا اصل میں اَنْتَ اور ضَمِنْتَ ہیں، الف اشباع کا ہے......اگر تثنیہ کے صیغوں میں میم نہ ہوتی تو یہاں اشتباہ ہوجاتا کہ آیا کہ یہ تثنیہ کا صیغہ ہے یا واحد کا ہے۔

﴿فائدہ﴾: مندرجہ بالا اشعار کا پس منظر یہ ہے کہ یہ اشعار ایک عورت نے کہے، جس کا خاوند ہنس مکھ اور خوش مزاج تھا لیکن اس کے انتقال کے بعد اس کی شادی اس کے بھائی سے کردی گئی جس کی طبعیت اپنے بھائی کی طبعیت کے برعکس تھی، یعنی وہ سڑیل طبعیت کا مالک تھا ہر وقت اس کے چہرے پر تیوری چڑھی رہتی تھی۔

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

﴿عبارت﴾: وَخُصَّتِ الْمِيْمُ فِيْ ضَرَبْتُمَا لِاَنَّ تَحْتَهٗ اَنْتُمَا مُضْمَرَةٌ وَّاُدْخِلَتْ فِيْ اَنْتُمَا لِقُرْبِ الْمِيْمِ اِلَى التَّاءِ فِي الْمَخْرَجِ وَقِيْلَ تَبَعًا لَهُمَا كَمَا يَجِيْءُ وَضُمَّتِ التَّاءُ فِيْ ضَرَبْتُمَا وَضَرَبْتُمْ وَضَرَبْتُنَّ لِاَنَّهَا ضَمِيْرُ الْفَاعِلِ وَفُتِحَتْ فِي الْوَاحِدِ خَوْفًا مِّنَ الْاِلْتِبَاسِ بِالْمُتَكَلِّمِ وَلَا الْتِبَاسَ فِي التَّثْنِيَةِ وَقِيْلَ اِتْبَاعًا لِلْمِيْمِ لِاَنَّ الْمِيْمَ شَفَوِيَّةٌ فَجَعَلُوْا حَرَكَةَ التَّاءِ مِنْ جِنْسِهَا وَهُوَ الضَّمُّ الشَّفَوِيُّ وَزِيْدَتِ الْمِيْمُ فِيْ ضَرَبْتُمْ حَتّٰى يَطَّرِدَ بِتَثْنِيَتِهٖ وَضَمِيْرُ الْجَمْعِ

فِيْهِ مَحْذُوْفٌ وَهُوَ الْوَاوُ لِاَنَّ اَصْلَهُ ضَرَبْتُمُوْا فَحُذِفَتِ الْوَاوُ لِاَنَّ الْمِيْمَ بِمَنْزِلَةِ الْاِسْمِ
وَلَا يُوْجَدُ فِيْ اٰخِرِ الْاِسْمِ وَاوٌ قَبْلَهَا مَضْمُوْمٌ اِلَّا فِيْ هُوَ وَمِنْ ثَمَّ يُقَالُ فِيْ جَمْعِ دَلْوٍ اَدْلٍ
بِخِلَافِ ضَرَبُوْا لِاَنَّ بَائَهُ لَيْسَ بِمَنْزِلَةِ الْاِسْمِ وَبِخِلَافِ ضَرَبْتُمُوْهُ لِاَنَّ الْوَاوَ قَدْ خَرَجَ مِنَ
الطَّرْفِ بِسَبَبِ الضَّمِيْرِ كَمَا فِيْ عَظَايَةٍ وَشُدِّدَ النُّوْنُ فِيْ ضَرَبْتُنَّ دُوْنَ ضَرَبْنَ لِاَنَّ اَصْلَهُ
ضَرَبْتُمْنَ فَاُدْغِمَ الْمِيْمُ فِي النُّوْنِ لِقُرْبِ الْمِيْمِ مِنَ النُّوْنِ وَمِنْ ثَمَّ تُبُدِّلَ الْمِيْمُ مِنَ النُّوْنِ
كَمَا فِيْ عَمْبَرٍ اَصْلُهُ عَنْبَرٌ وَقِيْلَ اَصْلُهُ ضَرَبْتُنَ فَاُرِيْدَ اَنْ يَّكُوْنَ مَا قَبْلَ النُّوْنِ
سَاكِنًا لِيَطَّرِدَ بِجَمِيْعِ نُوْنَاتِ النِّسَاءِ وَلَا يُمْكِنُ اِسْكَانُ تَاءِ الْخِطَابِ لِاجْتِمَاعِ السَّاكِنَيْنِ
وَلَا يُمْكِنُ حَذْفُهَا لِاَنَّهَا عَلَامَةٌ وَالْعَلَامَةُ لَا تُحْذَفُ فَاُدْخِلَ النُّوْنُ لِقُرْبِ النُّوْنِ مِنَ النُّوْنِ ثُمَّ
اُدْغِمَ فَصَارَ ضَرَبْتُنَّ فَاِنْ قِيْلَ لِمَ زِيْدَتِ التَّاءُ فِيْ ضَرَبْتُ قُلْنَا لِاَنَّ تَحْتَهُ اَنَا مُضْمَرٌ وَلَا يُمْكِنُ
الزِّيَادَةُ مِنْ حُرُوْفِهٖ لِلْاِلْتِبَاسِ فَاخْتِيْرَتِ التَّاءُ لِوُجُوْدِهٖ فِيْ اِخْوَتِهٖ وَزِيْدَتِ النُّوْنُ فِيْ
ضَرَبْنَا لِاَنَّ تَحْتَهُ نَحْنُ مُضْمَرٌ ثُمَّ زِيْدَتِ الْاَلِفُ حَتّٰى لَا يَلْتَبِسَ بِضَرَبْنَ فَصَارَ ضَرَبْنَا

﴿ترجمہ﴾: اور میم کو ضَرَبْتُمَا کے درمیان میں رکھنے کے لیے چن لیا گیا اس لیے کہ اس کے نیچے اَنْتُمَا پوشیدہ ہے۔ اور اَنْتُمَا میں میم کو تاء کے مخرج میں قریب ہونے کی وجہ سے داخل کیا گیا اور بعض لوگوں کی طرف سے یہ بھی کہا گیا ہے یہ ان دونوں کے لیے تبعاً کیا گیا ہے جیسا کہ عنقریب آگے آئے گا اور ضَرَبْتُمَا ضَرَبْتُمْ اور ضَرَبْتُنَّ میں تاء کو ضمہ دے دیا گیا اس لیے کہ وہ فاعل کی ضمیر ہے اور واحد میں فتحہ دیا گیا متکلم کے صیغے کے ساتھ التباس کے خوف کی وجہ سے اور تثنیہ کے صیغہ میں کوئی التباس نہیں ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ضَرَبْتُمَا ضَرَبْتُمْ اور ضَرَبْتُنَّ میں تاء کو ضمہ میم کی اتباع کے لیے دیا گیا اس لیے کہ میم حروف شفویہ میں سے ہے تو پس انہوں نے تاء کی حرکت کو بھی اسی کی جنس سے بنا دیا اور وہ ضمہ شفوی ہے اور میم کو ضَرَبْتُمْ میں زائد کیا گیا تا کہ تثنیہ کے موافق ہو جائے اور جمع کی ضمیر اس میں محذوف ہے اور وہ واؤ ہے اس لیے کہ اس کی اصل ضَرَبْتُمُوْا ہے پس واؤ کو حذف کر دیا گیا اس لیے کہ میم اس کے قائم مقام ہے اور اس کے آخر میں کوئی ایسی واؤ نہیں پائی جاتی کہ اس کا ماقبل مضموم ہو سوائے ھُوَ کے، اور اسی وجہ سے دَلْوٌ کی جمع میں اَدْلٍ میں کہا گیا بخلاف ضَرَبُوْا کے کیونکہ اس کی باء اسم کے قائم مقام نہیں ہے، اور بخلاف ضَرَبْتُمُوْهُ کے، اس لیے اس کی واؤ ضمیر کے سبب سے آخر میں نکلی ہوئی ہے جیسا عَظَایَۃٌ میں ہے اور نون کو ضَرَبْتُنَّ میں مشدد کیا گیا ہے ضَرَبْنَ میں نہیں اس لیے ضَرَبْتُنَّ کی اصل ضَرَبْتُمْنَ ہے اس لیے کہ میم کو نون سے بدلا گیا ہے میم اور نون کے قریب المخرج ہونے کی وجہ سے، جیسا کہ عَمْبَر میں نون کو میم سے بدلا گیا کیونکہ اس کی اصل عَنْبَر ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کی اصل ضَرَبْتُنَ ہے پس اس سے ارادہ کیا گیا

کہ نون کا ماقبل مؤنث کے تمام نونات کے ساتھ موافقت کی وجہ سے ساکن ہونا چاہیے اور تائے مخاطبہ کا اجتماع ساکنین کی وجہ سے ساکن کرنا ممکن نہیں اور نہ ہی اس کا حذف کرنا ممکن ہے اس لئے کہ تاء علامت ہے اور علامت حذف نہیں کی جاسکتی تو پس نون کو نون کے قرب کی وجہ سے داخل کر دیا گیا، پھر اس کا ادغام کر دیا تو وہ ضَرَبْتُنَّ ہو گیا۔ پس اگر یوں کہا جائے کہ ضَرَبْتُ میں تاء کو داخل کیوں کیا گیا؟ تو اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ اَنَا ضمیر اس کے نیچے پوشیدہ ہے اور اَنَا کے حروف میں سے اس (ضَرَبْتُ) میں زیادتی ممکن نہیں تھی التباس کی وجہ سے تو پس تاء کو اس اخوات میں پائے جانے کی وجہ سے اختیار کر لیا گیا۔ اور نون کو ضَرَبْنَا میں زائد کیا گیا اس لیے کہ اس کے نیچے نَحْنُ ضمیر پوشیدہ ہے پھر الف کو آخر میں زائد کر دیا گیا تا کہ ضَرَبْنَ کے ساتھ التباس لازم نہ آئے تو پس ضَرَبْنَا ہو گیا۔

﴿تشریح﴾:

وَخُصَّتِ الْمِيْمُ فِيْ ضَرَبْتُمَا الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: الف اشباع اور الف تثنیہ میں فرق کرنے کے لئے تثنیہ کے صیغہ میں میم کی بجائے کوئی اور حرف کیوں نہیں لایا گیا؟

﴿جواب﴾: کیونکہ تثنیہ کی ضمیر ''اَنْتُمَا'' میں بھی میم ہے پس اسی مناسبت سے یہاں بھی میم لائی گئی۔

وَاُدْخِلَتْ فِيْ اَنْتُمَا الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اَنْتُمَا میں میم کو کیوں لایا گیا ہے؟

﴿جواب﴾: اس لئے کہ تاء اور میم قریب المخرج ہیں، اور بعض نے کہا کہ چونکہ غائب کی ضمیر هُمَا میں میم ہے لہٰذا اس کی اتباع میں یہاں میم لائی گئی ہے۔

وَضُمَّتِ التَّاءُ فِيْ ضَرَبْتُمَا الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ضَرَبْتُمَا، ضَرَبْتُمْ اور ضَرَبْتُنَّ میں تاء کو ضمہ کیوں کیا گیا ہے؟

﴿جواب﴾: چونکہ یہ ضمیر فاعل ہے اور فاعل مرفوع ہوتا ہے...... بعض لوگ کہتے ہیں کہ میم کی اتباع کی وجہ سے ضمہ دیا گیا کیونکہ میم شفوی ہے یعنی ہونٹوں سے نکلنے والی ہے...... پس تاء کو میم کی ہم جنس حرکت دی گئی...... اور وہ ضمہ ہے کیونکہ یہ بھی شفوی ہے۔

وَفُتِحَتْ فِي الْوَاحِدِ خَوْفًا الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ضَرَبْتَ واحد مذکر حاضر میں بھی تاء! ضمیر فاعل ہے لیکن وہ مرفوع نہیں؟

﴿جواب﴾: یہاں (واحد مذکر حاضر میں) فتحہ اس لئے دیا گیا ہے تا کہ واحد متکلم کے صیغے کے ساتھ التباس

لازم نہ آئے جبکہ تثنیہ میں یہ خطرہ نہیں ہے۔

ضَرَبْتُمْ میں میم کوزائد کیوں کیا گیا؟

وَزِيْدَتِ الْمِيْمُ فِيْ ضَرَبْتُمْ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ضَرَبْتُمْ میں میم کوزائد کیوں کیا گیا؟

﴿جواب﴾: ضَرَبْتُمْ میں میم کا اضافہ اس لئے کیا گیا کہ وہ تثنیہ کے صیغہ کے موافق ہو جائے، کیونکہ تثنیہ میں بھی میم کا اضافہ ہے۔

وَضَمِيْرُ الْجَمْعِ فِيْهِ مَحْذُوْفٌ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: جمع مذکر حاضر کے صیغے ضَرَبْتُمْ میں ضمیر فاعل کونسی ہے؟

﴿جواب﴾: اس کی ضمیر فاعل حرف واؤ ہے جو کہ محذوف ہے کیونکہ یہ اصل میں ضَرَبْتُمُوْا تھا، پھر واؤ کو حذف کیا کیونکہ یہاں میم اسم کے قائمقام ہے......اور ھُوَ کے علاوہ کوئی اسم نہیں جس کے آخر میں واؤ ہو اور ماقبل مضموم ہو۔

﴿سوال﴾: میم اسم کے قائم مقام کیوں ہوتی ہے؟

﴿جواب﴾: ثلاثی مجرد میں میم اسم مفعول، اسم ظرف، اسم آلہ اور مصدر میمی وغیرہ کی علامت ہے، اور غیر ثلاثی مجرد میں اسم فاعل اور اسم مفعول کی علامت ہے، اس لئے اسے اسم کے قائم مقام کر دیا گیا۔

وَمِنْ ثَمَّ يُقَالُ فِيْ جَمْعِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اسم کے آخر میں واؤ اور اس سے پہلے ضمہ نہیں آتا، اس پر دلیل دیں۔

﴿جواب﴾: دَلْوٌ کی جمع اَدْلُوٌ ہے لیکن اسے اَدْلٍ پڑھتے ہیں، کیونکہ اَدْلُوٌ میں واؤ آخر میں ماقبل مضموم ہے، اور یہ جائز نہیں، لہٰذا لام کے ضمہ کو کسرہ سے بدل کر واؤ کو یاء سے بدلا پھر یاء پر ضمہ ثقیل تھا تو گرا دیا...... یوں یاء اور تنوین میں اجتماع ساکنین ہو گیا لہٰذا یاء کو گرا دیا تو اَدْلٍ ہو گیا۔

بِخِلَافِ ضَرَبُوْا لِاَنَّ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: آپ کا بیان کردہ ضابطہ (اسم کے آخر میں واؤ اور اس سے پہلے ضمہ نہیں آتا) ضَرَبُوْا اور ضَرَبْتُمُوْهُ پر تو منطبق نہیں ہو رہا؟

﴿جواب﴾: ضَرَبُوْا کی باء اسم کے قائم مقام نہیں، لہٰذا اس پر اعتراض نہیں ہو سکتا، اور ضَرَبْتُمُوْهُ میں ضمیر منصوب آنے کی وجہ سے واؤ آخر میں نہیں رہی، جیسے عَظَايَةٌ کی یاء آخر میں تاء آنے کی وجہ سے کلمہ کا آخری حرف نہیں رہی، لہٰذا اسے ہمزہ سے نہیں بدلا گیا۔

وَشُدِّدَ النُّوْنُ فِيْ ضَرَبْتُنَّ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ضَرَبْتُنَّ میں نون کو مشدد کیوں کیا گیا ہے حالانکہ ضَرَبْنَ میں مشدد نہیں کیا گیا ہے؟

﴿جواب﴾: ضَرَبْتُنَّ اصل میں ضَرَبْتُمْنَ تھا، کیونکہ تثنیہ کی موافقت میں یہاں بھی نون کا اضافہ کیا گیا، پس نون اور میم کے قریب المخرج ہونے کی وجہ سے میم کو نون سے بدل کر ادغام کر دیا، جبکہ بعض حضرات کے نزدیک یہ ضَرَبْتُنَ تھا چونکہ مؤنث کے بقیہ صیغوں میں نون کا ماقبل ساکن ہے، پس ان صیغوں کی موافقت کے لئے اس کے ماقبل کو ساکن کرنا مقصود تھا ،تائے خطاب کو ساکن کرتے تو اجتماع ساکنین لازم آتا، اوراس کو علامت ہونے کی وجہ سے حذف کرنا بھی ممکن نہ تھا، لہٰذا ایک اورنون کا اضافہ کر کے ادغام کر دیا گیا تو اس طرح یہ ضَرَبْتُنَّ ہو گیا۔

﴿سوال﴾: نون اور میم کو قریب المخرج ہونے کی بناء پر میم کو نون سے بدلنے پر کوئی مثال دیں۔

﴿جواب﴾: جیسے عَمْبَر ......اس کی اصل عَنْبَر تھی چونکہ نون میم کا قَرِیْبُ الْمَخْرِجْ ہے پس اس بناء پر یہاں نون کو میم سے بدل دیا گیا۔

ضَرَبْتُ میں تاء کا اضافہ کیوں کیا گیا ہے؟

فَاِنْ قِیْلَ لِمَ زِیْدَتِ التَّاءُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال ذکر کر کے اس کا جواب دینا ہے

﴿سوال﴾: صیغہ واحد متکلم یعنی ضَرَبْتُ میں تاء کا اضافہ کیوں کیا گیا ہے؟

﴿جواب﴾: واحد متکلم کی ضمیر اَنَا ہے اگر اس میں سے کوئی حرف زیادہ کرتے تو ضَرَبَا، ضَرَبْنَ بن کر تثنیہ مذکر غائب، یا جمع مؤنث غائب کے صیغوں سے التباس لازم آتا، لہٰذا اضافہ کے لئے تاء کا انتخاب کیا گیا، کیونکہ دوسرے صیغوں مثلاً واحد مؤنث غائب، واحد مذکر حاضر اور واحد مؤنث حاضر میں بھی تاء کا اضافہ کیا گیا ہے۔

وَزِیْدَتِ النُّوْنُ فِیْ ضَرَبْنَا الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: جمع متکلم کے صیغے یعنی ضَرَبْنَا میں ''نَا'' کا اضافہ کیوں کیا گیا؟

﴿جواب﴾: جمع متکلم کی ضمیر نَحْنُ ہے......لہٰذا اس کے کسی ایسے حرف کا اضافہ ضروری تھا جو اس ضمیر پر دلالت کرے، لہٰذا نون کا اضافہ کیا گیا......البتہ جمع مؤنث غائب کے صیغے سے التباس سے بچنے کے لئے نون کے ساتھ الف کا بھی اضافہ کر دیا تو ضَرَبْنَا ہو گیا۔

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

مضمرات کا بیان

﴿عبارت﴾: وَتَدْخُلُ الْمُضْمَرَاتُ فِي الْمَاضِيْ وَاَخَوَاتِهٖ وَهِيَ تَرْتَقِيْ اِلٰى سِتِّيْنَ نَوْعًا لِاَنَّهَا فِي الْاَصْلِ ثَلٰثَةٌ مَرْفُوْعٌ وَّمَنْصُوْبٌ وَّمَجْرُوْرٌ ثُمَّ يَصِيْرُ كُلٌّ وَاحِدٍ اِثْنَيْنِ نَظْرًا اِلٰى اتِّصَالِهٖ وَانْفِصَالِهٖ فَاضْرِبِ الْاِثْنَيْنِ فِي الثَّلٰثَةِ حَتّٰى يَصِيْرَ سِتَّةً ثُمَّ اَخْرِجِ الْمَجْرُوْرَ الْمُنْفَصِلَ حَتّٰى لَا يَلْزَمَ تَقْدِيْمُ الْمَجْرُوْرِ عَلَى الْجَارِ فَلَا يُقَالُ مَرَرْتُ زَيْدٍ بِ بَلْ يُقَالُ مَرَرْتُ بِزَيْدٍ فَبَقِيَ لَكَ خَمْسَةٌ مَرْفُوْعٌ مُتَّصِلٌ وَمُنْفَصِلٌ وَمَنْصُوْبٌ مُتَّصِلٌ وَمُنْفَصِلٌ وَمَجْرُوْرٌ مُتَّصِلٌ ثُمَّ انْظُرْ اِلَى الْمَرْفُوْعِ الْمُتَّصِلِ وَهُوَ يَحْتَمِلُ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ نَوْعًا فِي الْعَقْلِ سِتًّا فِي الْغَيْبَةِ وَسِتًّا فِي الْمُخَاطَبَةِ وَسِتًّا فِي الْحِكَايَةِ وَاكْتُفِيَ بِخَمْسَةٍ فِي الْغَيْبَةِ بِاشْتِرَاكِ التَّثْنِيَةِ لِقِلَّةِ اسْتِعْمَالِهَا وَكَذٰلِكَ فِي الْمُخَاطَبِ وَالْمُخَاطَبَةِ وَفِي الْحِكَايَةِ بِلَفْظَيْنِ لِاَنَّ الْمُتَكَلِّمَ يُرٰى فِيْ اَكْثَرِ الْاَحْوَالِ وَيُعْلَمُ بِالصَّوْتِ اَنَّهٗ مُذَكَّرٌ اَوْ مُؤَنَّثٌ فَبَقِيَ لَكَ اِثْنَا عَشَرَ نَوْعًا فَاِذَا صَارَ قِسْمٌ وَّاحِدٌ مِّنْ تِلْكَ الْاَقْسَامِ الْخَمْسَةِ اِثْنَيْ عَشَرَ نَوْعًا فَيَصِيْرُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهَا مِثْلُ ذٰلِكَ فَيَحْصُلُ لَكَ بِضَرْبِ الْخَمْسَةِ فِي اثْنَيْ عَشَرَ سِتُّوْنَ نَوْعًا اِثْنَيْ عَشَرَ لِلْمَرْفُوْعِ الْمُتَّصِلِ نَحْوُ ضَرَبَ اِلٰى ضَرَبْنَا وَاثْنَيْ عَشَرَ لِلْمَرْفُوْعِ الْمُنْفَصِلِ نَحْوُ هُوَ ضَرَبَ اِلٰى نَحْنُ ضَرَبْنَا

﴿ترجمہ﴾: مضمرات! ماضی اوراس کے اخوات (مضارع، اسم فاعل، اسم مفعول وغیرہ) میں داخل ہوتی ہیں اور وہ ساٹھ قسموں تک پہنچتی ہیں، اس لئے کہ وہ اصل وضع کے اعتبار سے تین ہیں، مرفوع، منصوب اور مجرور، پھر ان تینوں میں سے ہر ایک اپنے متصل ہونے اور منفصل ہونے کے لحاظ سے دو قسم پر ہے پس آپ دو کو تین سے ضرب دیں تو وہ چھ ہو جاتی ہیں پھر ان میں آپ مجرور منفصل کو نکال دیں تا کہ مجرور کو جار پر مقدم کرنا لازم نہ آئے تو پس اس طرح نہیں کہا جائے گا مَرَرْتُ زَيْدٍ بِ بلکہ مَرَرْتُ بِزَيْدٍ کہا جائے گا، تو پس باقی آپ کے پاس پانچ بچ گئیں، یعنی مرفوع متصل اور منفصل منصوب متصل اور منفصل اور مجرور متصل پھر آپ مرفوع متصل کی طرف غور وفکر کریں تو یہ عقلاً اٹھارہ قسموں کا احتمال رکھتی ہے وہ اس طرح کہ چھ غائب میں اور چھ مخاطب میں اور چھ حکایت متکلم

میں اور غائب کے صیغوں میں سے تثنیہ کے اشتراک کے ساتھ پانچ پر اکتفاء کریں ان کے قلت استعمال کی وجہ سے اور اسی طرح ہی مخاطب اور مخاطبہ میں اور حکایت میں دولفظوں کے ساتھ اس لیے کہ متکلم اکثر احوال میں دیکھ لیا جاتا ہے یا آواز کی وجہ سے جان لیا جاتا ہے کہ وہ مذکر ہے یا مؤنث ہے پس آپ کے پاس باقی بارہ قسمیں بچ گئیں، تو جب ان پانچ قسموں میں سے ایک قسم کی بارہ قسمیں ہوئیں تو پھر ہر ایک کی اسی طرح بارہ قسمیں ہوں گی تو پس آپ کو پانچ کے کو بارہ سے ضرب دینے سے کل ساٹھ قسمیں حاصل ہوں گی ۔ بارہ مرفوع متصل جیسے ضرب سے ضربنا اور بارہ مرفوع منفصل کی جیسے هُوَ ضَرَبَ سے نَحْنُ ضَرَبْنَا تک ۔

﴿تشریح﴾:

وَتَدْخُلُ الْمُضْمَرَاتُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ضمائر کا بیان کرنا ہے...... مضمرات! مضمر کی جمع ہے اور مضمر کا معنیٰ ہے پوشیدہ ہونا اور چونکہ یہ بھی دل میں پوشیدہ ہوتی ہے اس لئے اسے مضمر کہتے ہیں ۔ ضمیر کی دو قسمیں ہیں ۔ (۱) متصل ۔ (۲) منفصل ۔ متصل وہ ضمیر ہے جس کا ابتداء تلفظ ممکن نہ ہو...... اور منفصل وہ ضمیر ہے جس کا ابتداء تلفظ ممکن ہو ۔

ضمائر کی تعداد اور اقسام

وَهِيَ تَرْتَقِيْ اِلٰی سِتِّيْنَ نَوْعًا الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے ۔

﴿سوال﴾: ضمائر کی تعداد اور اقسام بیان کریں؟

﴿جواب﴾: کل ضمیر 60 ہیں، جو کہ پانچ اقسام کے تحت پائی جاتی ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں ۔

(۱) ضمیر مرفوع متصل ۔ (۲) ضمیر مرفوع منفصل ۔ (۳) ضمیر منصوب متصل ۔

(۴) ضمیر منصوب منفصل ۔ (۵) ضمیر مجرور متصل ۔ ان میں سے ہر ایک قسم کے تحت 12...... 12 ضمائر ہیں...... پس 12 کو 5 سے ضرب دی تو 60 ہو گئیں ۔

☆ 12 کی تفصیل یہ ہے کہ پانچ (مذکر و مؤنث) غائب کے لئے...... پانچ (مذکر و مؤنث) حاضر کے لئے...... دو متکلم کے لئے...... پس کل 12 ہو گئیں ۔

ثُمَّ اَخْرِجِ الْمَجْرُوْرَ الْمُنْفَصِلَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے ۔

﴿سوال﴾: ضمیر کی کل اقسام تو 6 ہیں جبکہ آپ نے 5 بیان کی ہیں، اور ضمائر کی کل تعداد تو 108 ہے جبکہ آپ نے صرف 60 بیان کی ہے ایسا کیوں؟

﴿جواب﴾: ضمیر مجرور منفصل کا وجود ہی نہیں ہے...... کیونکہ حرف جر اور ضمیر کے درمیان یا مضاف اور ضمیر کے درمیان اتصال ضروری ہے...... نیز انفصال کے لئے مجرور کو حرف جر سے مقدم کرنا پڑتا مثلاً مَرَرْتُ زَيْدٍ بِ کہنا پڑتا اور یہ

خلاف قاعدہ ہے۔

☆ رہی بات ضمائر کی تعداد کی ا......تو اصولی طور پر ہر نوع سے اٹھارہ ضمیریں ہونی چاہییں کیونکہ غائب و حاضر اور متکلم میں سے ہر ایک کے لئے چھ چھ ضمیریں ہیں......لیکن غائب اور مخاطب میں تثنیہ کا صیغہ کم استعمال ہوتا ہے لہٰذا ان میں سے ایک کو لے لیا گیا یعنی هُمَا اور أَنْتُمَا کو دو بار کی بجائے ایک ایک بار استعمال کیا گیا، اور متکلم کی پہچان اکثر دیکھنے یا آواز کے ذریعے ہو جاتی ہے، لہٰذا واحد مذکر و مؤنث کے لئے ایک ضمیر آنا اور تثنیہ و جمع مذکر و مؤنث کے لئے ایک ضمیر نَحْنُ استعمال کی جاتی ہے، پس اس طرح 18 کی بجائے 12 ضمیر مستعمل ہوئیں۔

اثْنَیْ عَشَرَ لِلْمَرْفُوْعِ الْمُتَّصِلِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ یہ بیان کرنا ہے کہ 60 ضمیروں میں سے 12 ضمائر مرفوع متصل ہیں جیسے ضَرَبَ، ضَرَبَا وغیرہ۔ جن کا بیان نحو میر میں ہو چکا ہے۔ اور 12 ضمائر مرفوع منفصل ہیں جیسے هُوَ، هُمَا، هُمْ وغیرہ۔

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

﴿عبارت﴾: وَالْاَصْلُ فِیْ هُوَا اَنْ یُّقَالَ هُوَ هُوَا هُوُوْا لٰكِنْ جُعِلَ الْوَاوُ الْاُوْلٰى مِیْمًا فِی الْجَمْعِ لِاتِّحَادِ مَخْرَجَیْهِمَا وَاجْتِمَاعِ الْوَاوَیْنِ فَصَارَ هُمُوْا ثُمَّ حُذِفَتِ الْوَاوُ لِمَا مَرَّ فِیْ ضَرَبْتُمُوْا وَحُمِلَتِ التَّثْنِیَّةُ عَلَیْهِ وَقِیْلَ قَدْ فَرُّوْا حَتّٰى یَقَعَ الْفَتْحَةُ عَلَى الْمِیْمِ الْقَوِیِّ وَاُدْخِلَ الْمِیْمُ فِیْ اَنْتُمَا لِمَا ذُكِرَ فِیْ ضَرَبْتُمَا وَحُمِلَ الْجَمْعُ عَلَیْهِ وَقِیْلَ اُدْخِلَ الْمِیْمُ فِیْ ضَرَبْتُمَا لِاَنَّهٗ اُدْخِلَ فِیْ اَنْتُمَا وَاُدْخِلَ اَنْتُمَا لِاَنَّهٗ اُدْخِلَ هُمَا وَاُدْخِلَ فِیْ هُمَا لِاَنَّهٗ اُدْخِلَ فِیْ هُمُوْا وَاُدْخِلَ فِیْ هُمُوْا لِاجْتِمَاعِ الْوَاوَیْنِ هٰهُنَا فِی الطَّرْفِ وَلَا یُحْذَفُ وَاوُ هُوَ لِقِلَّةِ حُرُوْفِهٖ مِنَ الْقَدْرِ الصَّالِحِ وَیُحْذَفُ وَاوُ هُوَ اِذَا تَعَانَقَ بِشَیْءٍ اٰخَرَ لِحُصُوْلِ كَثْرَةِ الْحُرُوْفِ بِالْمُعَانَقَةِ مَعَ وُقُوْعِ الْوَاوِ عَلَى الطَّرْفِ فَبَقِیَ الْهَاءُ مَضْمُوْمًا عَلٰى حَالِهٖ نَحْوُ لَهٗ وَتُكْسَرُ اِذَا كَانَ مَا قَبْلَهٗ مَكْسُوْرًا اَوْ یَاءً سَاكِنَةً حَتّٰى لَا یَلْزَمَ الْخُرُوْجُ مِنَ الْكَسْرَةِ اِلَى الضَّمَّةِ نَحْوُ فِیْ غُلَامِهٖ وَفِیْهِ وَتُجْعَلُ یَاءُ هِیَ اَلِفًا كَمَا تُجْعَلُ فِیْ غُلَامِیَ یَا غُلَامَا وَفِیْ یَا بَادِیَةُ یَا بَادَاهُ وَتُجْعَلُ الْیَاءُ مِیْمًا فِی التَّثْنِیَّةِ حَتّٰى لَا یَقَعَ الْفَتْحَةُ عَلَى الْیَاءِ الضَّعِیْفِ وَشُدِّدَ نُوْنُ هُنَّ لِمَا مَرَّ فِیْ ضَرَبْتُنَّ

﴿ترجمہ﴾: اور ہوا میں اصل یہ ہے کہ هُوَ، هُوَا، هُوُوْا کہا جائے لیکن پہلی واو کو میم بنا دیا گیا جمع کے اندر ان دونوں کے مخارج کے متحد ہونے اور دو واؤں کے جمع ہو جانے کی وجہ سے تو هُمُوْا ہو گیا پھر واو کو حذف کر دیا گیا اس کی وجہ سے کہ جو ضَرَبْتُمُوْا میں بیان ہو چکی ہے اور تثنیہ کو بھی اسی پر محمول کیا گیا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ واو

سے میم کی طرف گئے ہیں تا کہ فتحہ میم پر واقع ہو جو کہ قوی ہے اور اَنْتُمَا میں میم کو اسی وجہ سے داخل کیا گیا کہ جو ضَرَبْتُمَا میں بیان ہوئے ہے اور جمع کو اس پر محمول کیا گیا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ضَرَبْتُمَا میں میم داخل کیا گیا اس لیے کہ وہ اَنْتُمَا میں داخل کیا گیا ہے اور دوسرے اَنْتُمَا میں داخل کیا گیا اسی وجہ سے وہ هُمَا میں داخل کیا گیا اور دوسرے هُمَا میں داخل کیا گیا اس وجہ سے وہ هُمُوْا میں داخل کیا گیا اور هُمُوْا میں دو واؤں کے جمع ہو جانے کی وجہ سے داخل کیا گیا یہاں وہ طرف آخر میں واقع ہے اور هُوَ کی واؤ کو حروف کے کم ہو جانے کی وجہ سے حذف نہیں کیا جاتا، اور هُوَ کی واؤ کو حذف کیا جاتا ہے جب وہ متصل ہو جائے کسی دوسری چیز کا ساتھ حروف کی کثرت کے حاصل ہو جانے کی وجہ سے متصل ہونے کے وقت باوجود واؤ کے طرف میں واقع ہونے کی وجہ سے تو پس باقی ھاء مضموم اپنے حال رہ جائے گی جیسے لَہٗ اور اس کو کسرہ دیا جاتا ہے کہ جب اس کا ماقبل مکسور ہو یا ماقبل یاء ساکنہ موجود ہو تا کہ کسرہ سے ضمہ کی طرف نکلنا لازم نہ آئے جیسے فِیْ غُلَامِہٖ اور فِیْہِ میں ہے، اور ھِیَ کی یاء الف ہو جاتی ہے جیسے کہ یَاغُلَامِیَ میں غُلَامَا اور یَابَادِیَۃُ میں یَابَادَاۃُ اور تثنیہ میں یا میم سے بدل جاتی ہے، تا کہ یاء ضعیف پر فتحہ واقع نہ ہو۔ اور ھُنَّ کے نون کو مشدد کر دیا گیا اسی وجہ سے جو ضَرَبْتُنَّ میں گذری ہے۔

﴿تشریح﴾:

وَالْاَصْلُ فِیْ هُوَاَن الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: قیاس کا تقاضا تو یہ ہے کہ ''هُوَ'' کا تثنیہ هُوَا اور جمع هُوُوْا آئے لیکن آپ ''هُمَا'' اور ''هُمُوْا'' پڑھتے ہیں...... ایسا کیوں؟

﴿جواب﴾: چونکہ جمع کی ضمیر میں دو واو جمع ہو جاتی ہیں، لہٰذا اس اجتماع سے بچنے کیلئے پہلی واو کو میم سے بدل دیا کیونکہ میم اور واو دونوں شفوی ہونے کی وجہ سے قریب المخرج ہیں، پس یہ هُمُوْا بن گیا، پھر واو کو حذف کیا گیا کیونکہ هُوَ کے علاوہ کوئی اسم نہیں جس کے آخر میں واؤ ہو اور ماقبل مضموم ہو...... پس یہ هُمْ ہو گیا پھر میم کو ساکن کر دیا...... تو هُمْ ہو گیا...... اور تثنیہ کی ضمیر جمع کے مطابق بنائی گئی۔ بعض کہتے ہیں کہ چونکہ واو حرف علت ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے لہٰذا اسے میم سے بدلا تا کہ فتح (زبر) میم قوی پر آئے۔

اَنْتُمَا میں ''میم'' لانے کی وجہ:

اُدْخِلَ الْمِیْمُ فِیْ اَنْتُمَا الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اَنْتُمَا میں ''میم'' لانے کی کیا وجہ ہے؟

﴿جواب﴾: چونکہ ضَرَبْتُمَا میں میم لائی گئی، اس کی وجہ گزر چکی ہے، لہٰذا اس سے متعلق ضمیر میں بھی میم لائی گئی

ہے پھر اس کی مناسبت سے جمع مخاطب کی ضمیر ''اَنْتُمْ'' میں بھی میم کا اضافہ کیا گیا ہے۔

☆ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ضَرَبْتُمَا میں میم اس لئے لائی گئی کہ اَنْتُمَا میں لائی گئی تھی اور اَنْتُمَا میں میم لانے کی وجہ یہ ہے کہ هُمَا (ضمیر غائب) میں اسے لایا گیا اور هُمَا میں اس لئے لائے کہ هُمُوْا میں اسے لایا گیا اور هُمُوْا میں لانے کی وجہ یہ ہے کہ ایک کنارے میں دو! واو کا اجتماع ہو رہا تھا۔

وَلَایُحْذَفُ وَاوُ هُوَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: دو واو کے اجتماع سے بچنے کیلئے ایک واو کو حذف کیا جا سکتا تھا ایسا کیوں نہیں کیا؟

﴿جواب﴾: اگر ایک واو کو حذف کر دیا جاتا تو تین سے کم حروف رہ جاتے لیکن جب میم کا اضافہ کیا گیا تو اب واو کو حذف کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

وَیُحْذَفُ وَاوُ هُوَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ''هُوَ'' کی واو کو حذف کرنا جائز ہے...... یا نہیں؟

﴿جواب﴾: جب هُـــوَ کسی دوسرے کلمے سے مل جائے تو اب اس کی واو کو حذف کرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اب حروف کی کثرت بھی پائی گئی اور واو بھی کنارے پر واقع ہے...... اب اس کثرت میں هـا اپنی حالت پر یعنی مضموم ہی رہے گی جیسے ''لَـــهٗ'' البتہ اگر اس کا ماقبل مکسور ہو...... یا...... یائے ساکنہ ہو تو کسرہ دیا جائے گا...... تاکہ کسرہ سے ضمہ کی طرف خروج لازم نہ آئے مثلاً ''فِیْ غُلَامِهٖ'' اور ''فِیْهِ''۔

وَتُجْعَلُ یَاءُ هِیَ اَلِفًا الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: هِیَ کی یاء کو الف سے بدل سکتے ہیں یا نہیں؟

﴿جواب﴾: هِـیَ کی یاء کو الف سے بدلا جا سکتا ہے اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب اس کو کسی کلمہ سے ملایا جائے۔ مثلاً ضَـارِ بُهَـا اور لَهَـا، یہ اصل میں یہ ضَـارِ بُهِـیَ اور لَهِـیَ تھا...... آسانی کیلئے یاء کو ''الف'' سے بدلا اور یہ ایسے ہی ہے جیسے یَـا غُلَامِیَ کو یَاغُلَامَا...... اور یَابَادِیَۃُ کو یَابَادَاۃُ پڑھتے ہیں۔

وَتُجْعَلُ الْیَاءُ مِیْمًا الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: تثنیہ کی ضمیر میں یاء کو میم سے کیوں بدلتے ہیں؟

﴿جواب﴾: چونکہ تثنیہ کی ضمیر کے آخر میں الف ہوتا ہے...... اور اس سے پہلے فتحہ ہونا ضروری ہے...... اور یاء حرف علت ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے...... اس لئے اسے میم سے بدلا...... تاکہ فتحہ یائے ضعیف پر نہ آئے۔

وَشُدِّدَ نُوْنُ هُنَّ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: هُنَّ ضمیر میں نون مشدد کیوں ہے؟

﴿جواب﴾: اسی وجہ سے جو ضَرَبْتُنَّ میں گزر چکی......کہ اس کی اصل ضَرَبْتُمْنَ ہے......اسی طرح ہی ھُنَّ کی اصل بھی ھُمْنَ ہے پس میم کو نون سے بدل کر نون کا نون میں ادغام کر دیا۔

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

ضمائر منصوب متصل کا بیان

﴿عبارت﴾: وَاثْنَا عَشَرَ لِلْمَنْصُوْبِ الْمُتَّصِلِ نَحْوُ ضَرَبَهٗ اِلٰی ضَرَبَنَا وَلَا یَجُوْزُ فِیْهِ اجْتِمَاعُ ضَمِیْرَیِ الْفَاعِلِ وَالْمَفْعُوْلِ فِیْ مِثْلِ ضَرَبْتَكَ وَضَرَبْتُنِیْ حَتّٰی لَا یَصِیْرَ الشَّخْصُ الْوَاحِدُ فَاعِلًا وَمَفْعُوْلًا فِیْ حَالَةٍ وَّاحِدَةٍ اِلَّا فِیْ اَفْعَالِ الْقُلُوْبِ نَحْوُ عَلِمْتُكَ فَاضِلًا وَعَلِمْتُنِیْ فَاضِلًا لِاَنَّ الْمَفْعُوْلَ الْاَوَّلَ لَیْسَ بِمَفْعُوْلٍ فِی الْحَقِیْقَةِ وَلِهٰذَا قِیْلَ فِیْ تَقْدِیْرِهٖ عَلَّمْتُ فَضْلِیْ وَعَلَّمْتَ فَضْلَكَ وَاثْنَا عَشَرَ لِلْمَنْصُوْبِ الْمُنْفَصِلِ نَحْوُ اِیَّاهُ ضَرَبَ اِلٰی اِیَّانَا ضَرَبْنَا وَاثْنَا عَشَرَ لِلْمَجْرُوْرِ الْمُتَّصِلِ نَحْوُ ضَارِبُهٗ اِلٰی ضَارِبُنَا وَفِیْ مِثْلِ ضَارِبِیَّ اَصْلُهٗ ضَارِبُوْیَ جُعِلَ الْوَاوُ یَاءً ثُمَّ اُدْغِمَ کَمَا فِیْ مَهْدِیٍّ اَصْلُهٗ مَهْدُوْیٌ

﴿ترجمہ﴾: اور بارہ قسمیں ان ساٹھ میں منصوب کی ہیں، جیسے ضَرَبَهٗ سے ضَرَبَنَا تک اور اس میں فاعل کی دو ضمیروں کا جمع ہونا جائز نہیں ہے۔ اس مثال کی طرح جیسے ضَرَبْتَكَ اور ضَرَبْتُنِیْ تا کہ ایک ہی شخص کا ایک ہی حالت میں فاعل اور مفعول واقع ہونا جمع نہ ہو جائے مگر افعال قلوب میں جمع ہو سکتے ہیں۔ جیسے عَلِمْتُكَ فَاضِلًا اور عَلِمْتُنِیْ فَاضِلًا اس میں جمع ہو سکتے ہیں اس لیے کہ پہلا مفعول نہیں ہے، اسی لیے اس کی تقدیری عبارت میں کہا جائے گا عَلِمْتُ فَضْلِیْ وَعَلِمْتُ فَضْلَكَ اور بارہ قسمیں منصوب منفصل کی ہیں، جیسے اِیَّاهُ ضَرَبَ سے اِیَّانَا ضَرَبْنَا اور بارہ قسمیں مجرور متصل کی ہیں۔ جیسے ضَارِبُهٗ سے ضَارِبُنَا تک اور ضَارِبِیَّ کی مثل میں کہ اس کی اصل ضَارِبُوْیَ تھی واؤ کو یاء سے بدل دیا تو پھر اس کا ادغام کر دیا جیسا کہ مَهْدِیٌّ میں ہوا کہ اس کی اصل مَهْدُوْیٌ تھی کہ واؤ کو یاء کیا اور واؤ کا کسرہ ماقبل حرف کو دے دیا اس کی حرکت کا چھین لینے کے بعد اب دو حرف ہم جنس اکٹھے ہو گئے تو ان کا آپس میں ادغام کر دیا۔

﴿تشریح﴾:

وَاثْنَا عَشَرَ لِلْمَنْصُوْبِ الْمُتَّصِل الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ضمائر منصوب متصل کا بیان کرنا ہے۔
کہ ضمائر منصوب متصل 12 ہیں...... جیسے ضَرَبَهٗ، ضَرَبَهُمَا، ضَرَبَهُمْ وغیرہ۔

﴿سوال﴾: کیا ایک فعل میں ایک صیغہ کی دو ضمیریں جمع ہو سکتی ہیں یا نہیں اگر نہیں تو کیوں؟

﴿جواب﴾: فعل میں ایک ہی صیغہ کی دو ضمیروں کا جمع ہونا جائز نہیں، یعنی دونوں ضمیریں خطاب کی ہوں...... ایک فاعل بن رہی ہو، اور دوسری مفعول بن رہی ہو۔ مثلاً ضَرَبْتُكَ (تونے اپنے آپ کو مارا) اور ضَرَبْتُنِيْ (میں نے اپنے آپ کو مارا) یہ کہنا درست نہیں کیونکہ اس میں ایک ہی شخص فاعل اور مفعول بن رہا ہے...... البتہ افعال قلوب میں ایسا ہو سکتا ہے کیونکہ اس کا مفعول اول حقیقت میں مفعول ہوتا ہی نہیں۔ مثلاً عَلِمْتُكَ فَاضِلًا اور عَلِمْتُنِيْ فَاضِلًا یہ درحقیقت عَلِمْتَ فَضْلَكَ اور عَلِمْتُ فَضْلِيْ ہے۔

وَفِيْ مِثْلِ ضَارِبِيَّ الخ: یاد رہے مصنفین جہاں بھی فِيْ مِثْلِ کا لفظ ذکر کرتے ہیں اس سے مراد قانون ہوتا ہے صرف وہ مثال ہی مراد نہیں ہوتی۔ پس یہاں یہ قانون بیان کیا جارہا ہے کہ جب اسم فاعل اور اسم مفعول کا جمع مذکر کا صیغہ یائے متکلم کی طرف مضاف ہو تو نون جمع اضافت کی وجہ سے گر جائیگا...... اب واؤ اور یاء ایک کلمہ میں جمع ہو گئیں، پہلا حرف چونکہ ساکن ہے لہٰذا واؤ کو یاء سے بدل کر ادغام کیا...... اور یاء کی مناسبت سے یاء کو کسرہ دیا۔ جیسے ضَارِبِيَّ اور مَهْدِيَّ اصل میں ضَارِبُوْنَ یَ اور مَهْدُوْنَ یَ تھا...... پھر مذکورہ تعلیل کے بعد ضَارِبِيَّ اور مَهْدِيَّ ہو گیا۔

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

ضمائر مرفوع متصل کا بیان

﴿عبارت﴾: وَالْمَرْفُوْعُ الْمُتَّصِلُ يُسْتَتَرُ فِيْ خَمْسَةِ مَوَاضِعَ فِي الْغَائِبِ نَحْوُ ضَرَبَ يَضْرِبُ وَلِيَضْرِبْ وَلَا يَضْرِبْ وَفِي الْغَائِبَةِ نَحْوُ ضَرَبَتْ وَتَضْرِبُ وَلِتَضْرِبْ وَلَا تَضْرِبْ وَفِي الْمُخَاطَبِ الَّذِيْ فِيْ غَيْرِ الْمَاضِيْ نَحْوُ تَضْرِبُ وَاضْرِبْ وَلَا تَضْرِبْ وَالْيَاءُ فِيْ تَضْرِبِيْنَ عَلَامَةُ الْخِطَابِ وَفَاعِلُهٗ مُسْتَتَرٌ عِنْدَ الْاَخْفَشِ وَعِنْدَ الْعَامَّةِ هُوَ ضَمِيْرٌ بَارِزٌ لِلْفَاعِلِ كَوَاوِ تَضْرِبُوْنَ وَعُيِّنَتِ الْيَاءُ لِمَجِيْئِهٖ فِيْ هٰذِيْ لِلتَّانِيْثِ وَلَمْ يُزَدْ مِنْ حُرُوْفِ اَنْتِ شَيْءٌ لِلْاِلْتِبَاسِ بِالتَّثْنِيَةِ فِي الْهَمْزَةِ وَاجْتِمَاعِ النُّوْنَيْنِ فِي النُّوْنِ وَتَكْرَارِ التَّائَيْنِ فِي التَّاءِ وَاُبْرِزَ لِلْفَرْقِ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ جَمْعِهٖ وَلَمْ يُفَرَّقْ بِحَرْكَةِ مَاقَبْلَ النُّوْنِ حَتّٰى لَا يَلْتَبِسَ بِالنُّوْنِ الثَّقِيْلَةِ وَالْخَفِيْفَةِ فِي الصُّوْرَةِ وَلَا بِحَذْفِ النُّوْنِ حَتّٰى لَا يَلْتَبِسَ

بِالْمُذَكَّرِ الْمُخَاطَبِ وَفِي الْمُضَارِعِ الْمُتَكَلِّمِ نَحْوُ اَضْرِبُ وَنَضْرِبُ وَفِي الصِّفَةِ نَحْوُ ضَارِبٌ وَضَارِبَانِ اِلٰى اٰخِرِهٖ وَاسْتُتِرَ فِي الْمَرْفُوْعِ دُوْنَ الْمَنْصُوْبِ وَالْمَجْرُوْرِ لِاَنَّهٗ بِمَنْزِلَةِ جُزْءِ الْفِعْلِ وَاسْتُتِرَ فِي الْمُفْرَدِ الْغَائِبِ وَالْغَائِبَةِ دُوْنَ التَّثْنِيَةِ وَالْجَمْعِ لِاَنَّ الْاِسْتِتَارَ خَفِيْفٌ وَاِعْطَاءُ الْخَفِيْفِ لِلْمُفْرَدِ السَّابِقِ اَوْلٰى دُوْنَ الْمُتَكَلِّمِ وَالْمُخَاطَبِ الَّذِيْنَ فِي الْمَاضِيْ لِاَنَّ الْاِسْتِتَارَ قَرِيْنَةٌ ضَعِيْفَةٌ وَالْاِبْرَازُ قَرِيْنَةٌ قَوِيَّةٌ فَاِعْطَاءُ الْاِبْرَازِ الْقَوِيِّ لِلْمُتَكَلِّمِ الْقَوِيِّ وَالْمُخَاطَبِ الْقَوِيِّ اَوْلٰى وَاسْتُتِرَ فِيْ مُخَاطَبِ الْمُسْتَقْبِلِ وَمُتَكَلِّمِهٖ لِلْفَرْقِ وَقِيْلَ اسْتُتِرَ فِيْ هٰذِهِ الْمَوَاضِعِ دُوْنَ غَيْرِهَا لِوُجُوْدِ الدَّلِيْلِ وَهُوَ عَدَمُ الْاِبْرَازِ فِيْ مِثْلِ ضَرَبَ وَالتَّاءُ فِيْ مِثْلِ ضَرَبَتْ وَالْيَاءُ فِيْ مِثْلِ يَضْرِبُ وَالتَّاءُ فِيْ مِثْلِ تَضْرِبُ وَالْهَمْزَةُ فِيْ مِثْلِ اَضْرِبُ وَالنُّوْنُ فِيْ مِثْلِ نَضْرِبُ وَهِيَ لَيْسَتْ بِاَسْمَاءٍ وَالصِّفَةُ فِيْ مِثْلِ ضَارِبٌ وَضَارِبَانِ اِلٰى اٰخِرِهٖ وَلَا يَجُوْزُ اَنْ يَّكُوْنَ تَاءُ ضَرَبَتْ ضَمِيْرًا كَتَاءِ ضَرَبْتِ لِوُجُوْدِ عَدَمِ حَذْفِهَا بِالْفَاعِلَةِ الظَّاهِرَةِ نَحْوُ ضَرَبَتْ هِنْدٌ وَلَا يَجُوْزُ اَنْ يَّكُوْنَ اَلِفُ ضَارِبَانِ وَوَاوُ ضَارِبُوْنَ ضَمِيْرًا لِاَنَّهٗ يَتَغَيَّرُ فِيْ حَالَةِ النَّصْبِ وَالْجَرِّ وَالضَّمِيْرُ لَا يَتَغَيَّرُ كَالِفِ يَضْرِبَانِ وَالْاِسْتِتَارُ وَاجِبٌ فِيْ مِثْلِ اِفْعَلْ وَتَفْعَلُ وَنَفْعَلُ لِدَلَالَةِ الصِّيْغَةِ عَلَيْهِ وَقُبِحَ اِفْعَلْ زَيْدٌ وَتَفْعَلُ زَيْدٌ وَاَفْعَلُ زَيْدٌ وَنَفْعَلُ زَيْدُوْنَ۔

﴿ترجمہ﴾: اور ضمیر مرفوع متصل پانچ جگہوں پر مذکر غائب میں مستتر ہوتی ہے جیسے ضَرَبَ، یَضْرِبُ، لِیَضْرِبْ اور وَلَا یَضْرِبْ اور مؤنث غائب میں جیسے ضَرَبَتْ، تَضْرِبُ، لِتَضْرِبْ اور لَا تَضْرِبْ اور مخاطب کے وہ صیغے کہ جو ماضی کے علاوہ ہوں جیسے تَضْرِبُ اِضْرِبْ اور وَلَا تَضْرِبْ اور تَضْرِبِیْنَ میں ضمیر بارز ہے جو کہ فاعل کے لیے ہے۔ جیسے کہ واؤ تَضْرِبُوْنَ میں ہے اور یاء خود ہی متعین ہوگئی ہے ھٰذِیْ کے کلمہ میں تانیث کے لیے اور کچھ زیادتی نہیں ہوئی اَنْتِ کے حروف میں سے ہمزہ کی وجہ سے تثنیہ کے ساتھ اور دونوں کا ایک نون میں جمع ہونا اور دو تاؤں کا ایک تاء میں تکرار ہے اور ظاہر کیا گیا اس کے اور اس کی جمع کے درمیان فرق کرنے کے لیے اور نون کے ماقبل کی حرکت کے ساتھ فرق نہیں کیا گیا، تا کہ بظاہر صورت میں نون ثقیلہ اور نون خفیفہ کے ساتھ التباس نہ ہوا اور نہ ہی فرق کیا گیا نون کو حذف کرنے کے ساتھ تا کہ نہ التباس ہو مذکر مخاطب کے ساتھ اور ضمیر مستتر ہوتی ہے مضارع متکلم میں جیسے اَضْرِبُ، نَضْرِبُ اور صفت کے صیغے میں جیسے ضَارِبٌ اور ضَارِبَانِ آخر تک۔
اور یہ ضمیر مرفوع میں مستتر رکھی جاتی ہے نہ کہ منصوب اور مجرور میں۔ یعنی منصوب اور مجرور میں ضمیر مستتر نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ وہ بمنزل فعل کے جز کے ہوتی ہے۔ اور ضمیر مستتر رکھی ہے مفرد مذکر غائب اور غائبہ کے صیغوں میں

سوائے تثنیہ اور جمع کے صیغوں میں اس لیے استتار کرنا خفیف ہے اور خفیف، مفرد کو دینا جو کہ تثنیہ اور جمع میں سابق یعنی ان دونوں سے پہلے ہے یہ اولیٰ ہے متکلم اور مخاطب کی جمع سے اس لیے کہ وہ دونوں ماضی کے اندر ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ استتار قرینہ ضعیفہ ہے۔ یعنی پوشیدہ کرنا ضمیر کو ایک کمزور قرینہ ہے۔ اور جب کہ ابراز ایک قوی قرینہ ہے۔ تو پس ابراز کو کہ قوی ہے اس کا متکلم اور مخاطب جو کہ دونوں قوی ہیں ان کو دینا یہ اولیٰ ہے اور اور مستقبل کے مخاطب میں ضمیر کو مستتر رکھا گیا ہے اور اس کے متکلم کو فرق کرنے کے لیے۔ اور یہ بھی بعض لوگوں نے کہا ہے انہوں نے پانچ مذکورہ مقامات میں ضمیروں کو مستتر رکھا گیا ہے ان کے علاوہ میں نہیں دلیل کے پائے جانے کی وجہ سے اور وہ دلیل ابراز کا نہ ہونا ہے، یعنی ضمیروں کا ظاہر نہ ہونا ہی دلیل ہے کہ ان میں مستتر ہیں۔ ضَـرَبَ کی مثال میں اور تاء ضَرَبَتْ کی مثال میں اور تاء تَضْرِبُ کی مثال میں اور ہمزہ اَضْرِبُ کی مثال میں اور نون نَضْرِبُ کی مثال میں اور حروف مضارعۃ اسماء نہیں ہیں۔ اور صفت کے صیغوں میں سے ضَـارِبٌ اور ضَـارِبَـانِ کی مثال میں اور یہ جائز نہیں ہے کہ تاء ضَرَبَتْ میں ضمیر ہو ضَرَبَتْ کی تاء کی طرح ظاہری طور پر فاعل ہونے کی وجہ سے اس کا حذف ہونا نہ پائے جانے کی وجہ سے جیسے ضَرَبَتْ هِنْدٌ اور یہ بھی جائز نہیں ہے کہ الف ضَارِبَانِ اور واوَ ضَارِبُوْنَ میں ضمیر واقع ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ حالت نصب اور حالت جر میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اور جو ضمیر ہوتی ہے وہ کبھی نہیں بدلتی جیسے کہ یَضْرِبَانِ میں الف اور استناء (ضمیر کو پوشیدہ کرنا) واجب ہے اِفْعَلْ، تَفْعَلُ، اَفْعَلُ اور نَفْعَلُ میں صیغے کی دلالت فاعل معین پر کرنے کے لیے۔ اور یہ بات قبیح ہے کہ یوں کہا جائے اِفْـعَـلْ زَیْـدٌ، نَـفْـعَـلُ وَزَیْدٌ، اَفْعَلُ زَیْدٌ اور نَفْعَلُ زَیْدُوْنَ)

﴿تشریح﴾:

وَالْمَرْفُوْعُ الْمُتَّصِلُ یُسْتَتَرُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ضمیر مرفوع متصل کن صیغوں میں مستتر ہوتی ہے؟

﴿جواب﴾: ضمیر مرفوع متصل پانچ جگہوں میں مستتر ہوتی ہے۔

(۱) واحد مذکر غائب ضَرَبَ (ماضی)......یَضْرِبُ (مضارع)......لِیَضْرِبْ (امر)......لَا یَضْرِبْ (نہی)۔

(۲) واحد مؤنث غائب ضَرَبَتْ (ماضی)......تَضْرِبُ (مضارع)......لِتَضْرِبْ (امر)......لَا تَضْرِبْ (نہی)۔

(۳) واحد مذکر حاضر تَضْرِبُ (مضارع)......اِضْرِبْ (امر)......لَا تَضْرِبْ (نہی)......۔

(۴) واحد متکلم اَضْرِبُ ......جمع متکلم نَضْرِبُ ......(مضارع)۔

(۵) صفت (فاعل وغیرہ) ضَارِبٌ آخر تک۔

وَالْیَاءُ فِیْ تَضْرِبِیْنَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: تَضْرِبِیْنَ واحد مؤنث حاضر میں ضمیر مستتر ہے یا بارز؟

﴿جواب﴾: امام اَخفش کے نزدیک اس کا فاعل ضمیر مستتر ہے اور یاء علامت خطاب ہے ...... جب کہ عام صرفیوں کے نزدیک یاء ضمیر بارز ہے جیسے تَضْرِبُوْنَ کی واؤ ہے۔

وَعُیِّنَتِ الْیَاءُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اس صیغے (تَضْرِبِیْنَ) کیلئے یاء کا انتخاب کیوں کیا گیا؟

﴿جواب﴾: قرآن پاک میں واحد مؤنث حاضر کے صیغے میں یاء لائی گئی ہے جیسے هُــزِّیْ ہے پس اسی مناسبت سے فاعل کیلئے ضمیر کے طور پر یاء کا انتخاب کیا گیا۔

وَلَمْ یَزِدْ مِنْ حُرُوْفِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: واحد مؤنث حاضر کی ضمیر اَنْتِ ہے اس کے حروف میں سے کوئی حرف کیوں نہیں لیا گیا؟

﴿جواب﴾: اگر الف کا اضافہ کیا جاتا تو تثنیہ کے صیغے سے التباس آتا ......نون کے اضافے سے دو نون جمع ہو جاتے ......اور تاء کا اضافہ کرتے تو دو تائیں جمع ہو جاتیں۔

وَاُبْرِزَ لِلْفَرْقِ بَیْنَهٗ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: واحد مؤنث حاضر میں ضمیر کو بارز کیوں لایا گیا؟

﴿جواب﴾: اگر ضمیر بارز نہ ہوتی تو یہ بھی تَضْرِبْنَ ہوتا، تو پھر جمع مؤنث حاضر کے صیغے سے التباس لازم آتا۔

وَلَمْ یُفَرَّقْ بِحَرَکَةِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: التباس سے بچنے کیلئے نون کے ماقبل باء کو حرکت دے دی جاتی یا نون کو حذف کر دیا جاتا؟

﴿جواب﴾: اس صورت میں نون ثقیلہ یا نون خفیفہ کیساتھ التباس ہوتا اس لئے ایسا نہیں کیا گیا، جبکہ نون کو حذف کرنے سے واحد مذکر حاضر سے التباس لازم آتا۔

وَفِی الْمُضَارِعِ الْمُتَکَلِّمِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ یہ بیان کرنا ہے کہ کہ ضمیر مرفوع متصل جن پانچ مقامات میں مستتر ہوتی ہے ان میں سے یہ چوتھا مقام ذکر کیا جا رہا ہے کہ مضارع کے متکلم میں ضمیر مستتر ہوگی خواہ واحد متکلم ہو جیسے اَضْرِبُ یا جمع متکلم ہو جیسے نَضْرِبُ اور یہ مستتر ہونا واجب ہے۔

منصوب اور مجرور ضمیریں مستتر کیوں نہیں؟

وَاسْتُتِرَ فِی الْمَرْفُوْعِ دُوْنَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ضمیر مرفوع کو مستتر رکھا گیا...... منصوب اور مجرور ضمیروں کو مستتر کیوں نہیں کیا گیا ؟

﴿جواب﴾: کیونکہ یہ فعل کو لازم ہونے کی وجہ سے اسکی جزء کی طرح ہے...... فعل کا ذکر اس پر دلیل ہوتا ہے۔

وَاسْتُتِرَ فِی الْمُفْرَدِ الْغَائِبِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: واحد مذکر غائب اور واحد مؤنث غائب کی ضمیروں کو مستتر رکھا گیا تثنیہ اور جمع میں ایسا کیوں نہیں کیا گیا؟

﴿جواب﴾: استتار یعنی ضمیروں کو پوشیدہ کرنا یہ عمل خفیف ہے اور واحد کا صیغہ تثنیہ اور جمع کے صیغوں کی بنسبت پہلے ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ تخفیف کے زیادہ لائق ہے۔

دُوْنَ الْمُتَکَلِّمِ وَالْمُخَاطَبِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ماضی مخاطب اور متکلم کے صیغوں میں ضمیر کو مستتر کیوں نہیں کیا گیا؟

﴿جواب﴾: استتار (ضمیر کو پوشید کرنا) ایک کمزور دلیل ہے اور ابراز (ضمیر لانا) قوی دلیل ہے، چونکہ مخاطب اور متکلم میں قوت ہوتی ہے لہٰذا ان کو قوی دلیل دی گئی، یعنی ان میں ضمیر لائی گئی۔

وَاسْتُتِرَ فِی مُخَاطَبِ الْمُسْتَقْبِلِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: واحد مخاطب اور متکلم مطلق (واحد و جمع) مضارع میں بھی ضمیر بارز ہونی چاہیے تھی، کیونکہ یہ صیغے بھی قوی ہیں، تو ان میں ضمیر مستتر کیوں ہے؟

﴿جواب﴾: ماضی اور مضارع میں فرق کرنے کے لئے ایسا کیا گیا ہے۔

وَقِیْلَ اسْتُتِرَ فِی هٰذِهِ الْمَوَاضِعِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: کیا ان پانچ مقامات پر استتارِ ضمیر کی کوئی دلیل بھی ہے؟

﴿جواب﴾: بعض لوگ کہتے ہیں کہ ضَرَبَ میں عدمِ ابراز استتار کی دلیل ہے..... ضَرَبَتْ میں تاء مؤنث کی علامت ہے لہٰذا ضمیر بارز کی ضرورت نہ تھی، اسی طرح یَضْرِبُ میں یاء تَضْرِبُ میں تاء، اَضْرِبُ میں ہمزہ اور نَضْرِبُ میں نون (علامات مضارع) ان صیغوں کی پہچان کے لئے کافی ہیں، لہٰذا ضمیر بارز کی حاجت نہیں، ضَارِبٌ اور ضَارِبَانِ آخر تک صفات ہیں، اور ان کا فاعل (موصوف) ضروری ہے اور جب یہاں فاعل ظاہر نہیں، تو معلوم ہوا کہ ضمیر فاعل مستتر ہے۔

علاماتِ مضارع اسماء نہیں

وَهِیَ لَیْسَتْ بِاَسْمَاءٍ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: علاماتِ مضارع کو ہی ضمائر بارزہ قرار دے لیتے؟ الگ طور ضمیریں نکالنے کی کیا ضرورت تھی؟

﴿جواب﴾: علاماتِ مضارع اسماء نہیں ...... کہ انہیں ضمائر بارزہ قرار دیا جائے ...... لہٰذا ان صیغوں میں ضمائر مستترہ نکالنی پڑیں گی۔

وَلَا یَجُوْزُ اَنْ یَکُوْنَ تَاءُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: کیا ضَرَبَتْ کی تاء کو فاعل کی ضمیر قرار نہیں دیا جا سکتا؟

﴿جواب﴾: نہیں! کیونکہ جب اس کے بعد فاعل ! ظاہر آتا ہے تو یہ حذف نہیں ہوتی مثلاً ضَرَبَتْ هِنْدٌ اگر یہ فاعل کی ضمیر ہوتی تو فاعل کے ظاہر ہونے کے وقت یہ حذف ہو جاتی۔

ضَارِبَان کا الف اور ضَارِبُوْنَ کی واؤ ضمیر فاعل کیوں نہیں؟

وَلَايَجُوْزُاَنْ يَّكُوْنَ اَلِفُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ضَارِبَانِ کا الف اور ضَارِبُوْنَ کی واؤ کو ضمیر فاعل قرار دے سکتے ہیں یا کہ نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟

﴿جواب﴾: ضَارِبَانِ کا الف اور ضَارِبُوْنَ کی واؤ ضمیر نہیں ہو سکتی، کیونکہ یہ نصبی اور جری حالت میں تبدیل ہو جاتی ہیں اور ضمیر تبدیل نہیں ہوا کرتی، جیسے یَضْرِبَانِ میں الف ہے اور یہ حالتِ رفعی، نصبی اور جزمی میں متغیر نہیں ہوتا۔

ضمیر مستتر کا وجوب کہاں؟

وَالْاِسْتِتَارُوَاجِبٌ فِيْ مِثْلِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: کن کن صیغوں میں ضمیر کا مستتر ہونا واجب ہے؟

﴿جواب﴾: امر حاضر معروف یعنی اِفْعَلْ...... مضارع واحد مذکر حاضر یعنی تَفْعَلُ ...... واحد متکلم جیسے اَفْعَلُ ...... اور جمع متکلم جیسے نَفْعَلُ ...... میں ضمیر کا مستتر ہونا واجب ہے۔ کیونکہ صیغہ متعین فاعل پر دلالت کرتا ہے، اگر ان صیغوں میں فاعل کو اسم ظاہر لایا جائے تو یہ امر قبیح قرار پاتا ہے۔ مثلاً اِفْعَلْ زَيْدٌ وغیرہ صحیح نہیں۔

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

فعل مضارع کا بیان

﴿عبارت﴾: فَصْلٌ فِي الْمُسْتَقْبِلِ وَهُوَيَجِيْءُ اَيْضًاعَلٰى اَرْبَعَةَ عَشَرَ وَجْهًا نَحْوُ يَضْرِبُ اِلٰى اٰخِرِهٖ وَيُقَالُ لَهٗ مُسْتَقْبِلٌ لِوُجُوْدِمَعْنَى الْاِسْتِقْبَالِ فِيْ مَعْنَاهُ وَيُقَالُ لَهٗ مُضَارِعٌ لِاَنَّهٗ مُشَابِهٌ بِضَارِبٍ فِي الْحَرَكَاتِ وَالسَّكَنَاتِ وَعَدَدِالْحُرُوْفِ وَفِيْ وُقُوْعِهٖ صِفَةً لِلنَّكِرَةِفِيْ مِثْلِ مَرَرْتُ بِرَجُلٍ يَضْرِبُ مَقَامَ ضَارِبٍ وَفِيْ دُخُوْلِ لَامِ الْاِبْتِدَاءِ نَحْوُاِنَّ زَيْدًالَقَائِمٌ وَلَيَقُوْمُ وَبِاِسْمِ الْجِنْسِ فِي الْعُمُوْمِ وَالْخُصُوْصِ يَعْنِيْ كَمَااَنَّ اِسْمَ الْجِنْسِ يُخْتَصُّ بِلَامِ الْعَهْدِ كَذٰلِكَ يُخْتَصُّ يَضْرِبُ بِسَوْفَ وَالسِّيْنِ وَبِالْعَيْنِ فِي الْاِشْتِرَاكِ بَيْنَ الْحَالِ وَالْاِسْتِقْبَالِ ثُمَّ زِيْدَتْ عَلَى الْمَاضِيْ حُرُوْفُ اَتَيْنِ حَتّٰى يَصِيْرَمُسْتَقْبِلًالِاَنَّ

بِتَقْدِيْرِ النُّقْصَانِ يَصِيْرُ اَقَلَّ مِنَ الْقَدْرِ الصَّالِحِ وَزِيْدَتْ فِي الْاَوَّلِ دُوْنَ الْاٰخِرِ لِاَنَّ فِي الْاٰخِرِ يَلْتَبِسُ بِالْمَاضِيْ وَاشْتُقَّ مِنَ الْمَاضِيْ لِاَنَّهٗ يَدُلُّ عَلَى الثَّبَاتِ وَزِيْدَتْ فِي الْمُسْتَقْبِلِ دُوْنَ الْمَاضِيْ لِاَنَّ الْمَزِيْدَ عَلَيْهِ بَعْدَ الْمُجَرَّدِ وَزَمَانُ الْمُسْتَقْبِلِ بَعْدَ زَمَانِ الْمَاضِيْ فَاُعْطِيَ السَّابِقُ لِلسَّابِقِ وَاللَّاحِقُ لِلَّاحِقِ

﴿ترجمہ﴾: یہ فصل فعل مضارع کے بیان ہے، اور فعل مضارع بھی چودہ اقسام پر آتا ہے جیسے يَضْرِبُ الخ اس میں استقبال کا معنیٰ پائے جانے کی وجہ سے اس کو مستقبل کہتے ہیں اور اس کو مضارع اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ حرکات وسکنات اور حروف کی تعداد اور نکرہ کی صفت واقع ہونے میں ضَارِبٌ کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے جیسے کہ مثال میں ہے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ يَضْرِبُ مَقَامَ ضَارِبٍ اور مشابہ ہوتا ہے لام ابتدائیہ کے داخل ہونے میں جیسے اِنَّ زَيْدًا لَقَائِمٌ اور لَيَقُوْمُ اور اسم جنس کے ساتھ عموم اور خصوص میں مشابہہ ہوتا ہے۔ یعنی جس طرح اسم جنس عہد کے ساتھ مختص ہوتا ہے اسی طرح يَضْرِبُ بھی سوف سین کے ساتھ مختص ہوتا ہے۔ اور عین کے ساتھ حال اور استقبال کے درمیان اشتراک میں مشابہہ ہونے کی وجہ سے پھر ماضی پر حروف اتین کو زیادہ کیا گیا تاکہ وہ مستقبل بن جائے اس لیے کہ مقدار حروف کو کم کرنے کی وجہ سے کلمہ قابل استعمال مقدار سے بھی کم ہو جاتا (کیونکہ کسی کلمہ کے تلفظ کے لیے کم ازکم تین حروف پر کلمہ کا مستعمل ہونا ضروری ہے اور یہ زیادتی شروع میں کی گئی میں نہیں اس لیے کہ آخر میں زیادتی کی وجہ سے ماضی کے ساتھ التباس لازم آجاتا اور اسے ماضی سے بنایا گیا اس لیے کہ وہ ثبات پر دلالت کرتا ہے اور زیادتی مستقبل میں کی گئی نہ کہ ماضی میں اس لیے کہ جس پر زیادتی کی جائے مجرد کے بعد ہوتا ہے۔ مستقبل کا زمانہ بھی ماضی کے زمانہ کے بعد ہوتا ہے تو پس سابق سابق کو دے دیا گیا (پہلا پہلے کو دے دیا) اور لاحق لاحق (بعد والا بعد والے) کو دے دیا۔

﴿تشریح﴾:

فَصْلٌ فِي الْمُسْتَقْبِلِ وَهُوَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ فعل مضارع کا بیان شروع کرنا ہے کہ فعل مضارع کے بھی فعل ماضی کی طرح 14 صیغے ہیں۔ جن کا بیان صرف بہائی اور میزان وغیرہ میں ہو چکا ہے۔

فعل مضارع کی وجہ تسمیہ:

وَيُقَالُ لَهٗ مُسْتَقْبِل الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: فعل مضارع کو فعل مضارع اور فعل مستقبل کہنے کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

﴿جواب﴾: چونکہ اس فعل میں زمانہ مستقبل پایا جاتا ہے اس لئے اسے فعل مستقبل کہتے ہیں......اور فعل مضارع

کوفعل مضارع اس لئے کہتے ہیں مضارع اضــرع سے بنا ہے اورضرع کا معنیٰ ''تھن''، پس مضارع کا معنیٰ ہوا دو بچوں کا ایک ماں کے تھن سے دودھ پینا......اور وہ دونوں بچے ایک دوسرے کے مشابہہ ہوتے ہیں......تو مضارع کا مرادی معنیٰ ''مشابہہ'' ہوا......تو مضارع کو مضارع اس لئے کہتے ہیں کہ مضارع کا معنیٰ مشابہہ ہے اور یہ بھی اسم فاعل کے مشابہہ ہوتا ہے۔

فِي الْحَرَكَاتِ وَالسَّكَنَاتِ وَعَدَدِالخ :سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: فعل مضارع !اسم فاعل کے ساتھ کن امور میں مشابہت رکھتا ہے؟

﴿جواب﴾: فعل مضارع !اسم فاعل کے ساتھ مندرجہ ذیل امور میں مشابہت رکھتا ہے۔

1: حرکات وسکنات میں...... 2: تعدادِ حروف میں......

3: نکرہ کی صفت واقع ہونے میں مثلاً مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ کی جگہ مَرَرْتُ بِرَجُلٍ يَضْرِبُ بھی کہہ سکتے ہیں۔

4: لامِ ابتداء کا داخل ہونا مثلاً اِنَّ زَيْدًا لَقَائِمٌ ......اِنَّ زَيْدًا لَيَقُوْمُ

5: جس طرح اسم جنس !لام عہد کے ساتھ مخصوص ہوتا ہے......اسی طرح فعل مضارع بھی سِیْــن اور سَــوْفَ کے ساتھ خاص ہوتا ہے۔

6: جس طرح لفظِ عین (جو کہ اسم ہے) مختلف معانی مثلاً سورج ،آنکھ، چشمہ، گھٹنا، سونا اور جاگنا میں مشترک ہے اسی طرح فعل مضارع میں بھی زمانہ حال اور استقبال کا اشتراک ہوتا ہے۔

لِاَنَّ بِتَقْدِيْرِ النُّقْصَانِ يَصِيْرُالخ : سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: فعل ماضی میں کچھ حروف کی زیادتی سے فعل مضارع بنایا جاتا ہے......ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ فعل ماضی میں کچھ حروف کو کم کرنے کے ساتھ فعل مضارع بنایا جائے؟

﴿جواب﴾: فعل ماضی میں کمی کے ساتھ کلمہ تین حروف سے کم ہو جائیگا اور یہ بات جائز نہیں!۔

حروف اتین آخر میں کیوں نہیں؟

وَزِيْدَتْ فِي الْاَوَّلِ دُوْنَ الخ : سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: علاماتِ فعل مضارع کو فعل مضارع کے شروع میں لایا جاتا ہے آخر میں کیوں نہیں لایا جاتا؟

﴿جواب﴾: ماضی کے آخر میں علاماتِ فعل مضارع لاحق کرنے سے فعل ماضی کے ساتھ مشابہت لازم آتی مثلاً علاماتِ مضارع میں سے ہمزہ ماضی کے آخر میں لانے سے ضَرَبَا ہو جائیگا اور یہ ماضی کا ہی صیغہ ہے۔

وَاشْتُقَّ مِنَ الْمَاضِيْ لِاَنَّهٗ الخ : سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: فعل مضارع کو فعل ماضی سے کیوں مشتق کیا گیا ہے؟

﴿جواب﴾: چونکہ ماضی میں ایک بات ثابت ہوتی ہے......جبکہ مضارع آنے والی بات پر دلالت کرتا ہے جو

ابھی تک ثابت نہیں ہوتی پس اسی مناسبت سے فعل مضارع کو فعل ماضی سے مشتق کیا جاتا ہے۔

حروف اتین ماضی میں کیوں نہیں؟

وَزِيْدَتْ فِي الْمُسْتَقْبِلِ دُوْنَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: حروف اتین ماضی میں ہوتے اور مضارع میں نہ ہوتے تو ماضی اور مضارع میں فرق ہو سکتا تھا ......مضارع میں ہی حروف اتین کا اضافہ کیوں، ماضی میں کر لیتے؟

﴿جواب﴾: جس کلمہ میں کچھ حروف کی زیادتی ہو وہ بعد میں ہوتا ہے اور جس میں زیادتی نہ ہو وہ پہلے ہوتا ہے اور مستقبل کا زمانہ بھی ماضی کے بعد ہوتا ہے......اس لئے سابق! سابق کو دیا یعنی ماضی کو مجرد ہی رہنے دیا......اور لاحق! لاحق کو دیا یعنی مستقبل پر زیادتی کرنا ہی بہتر تھا اور اس بہتر طریقہ کو اختیار کیا۔

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

﴿عبارت﴾: عُيِّنَتِ الْاَلِفُ لِلْمُتَكَلِّمِ الْوَاحِدِ لِاَنَّ الْاَلِفَ مِنْ اَقْصَى الْحَلْقِ وَهُوَ مَبْدَءُ الْمَخَارِجِ وَالْمُتَكَلِّمُ هُوَ الَّذِيْ يُبْتَدَءُ الْكَلَامُ مِنْهُ وَقِيْلَ لِلْمُوَافَقَةِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اَنَا وَعُيِّنَتِ الْوَاوُ لِلْمُخَاطَبِ لِكَوْنِهَا مُنْتَهَى الْمَخَارِجِ وَالْمُخَاطَبُ هُوَ الَّذِيْ يَنْتَهِي الْكَلَامُ بِهٖ ثُمَّ قُلِبَتِ الْوَاوُ تَاءً حَتّٰى لَا يَجْتَمِعَ الْوَاوَاتُ فِيْ مِثْلِ وَوُوْجَلُ فِي الْعَطْفِ وَمِنْ ثَمَّ قِيْلَ الْاَوَّلُ مِنْ كُلِّ كَلِمَةٍ لَا يَصْلَحُ لِزِيَادَةِ الْوَاوِ وَحُكِمَ بِاَنَّ وَاوَ وَرَنْتَلٍ اَصْلِيٌّ وَعُيِّنَتِ الْيَاءُ لِلْغَائِبِ لِاَنَّ الْيَاءَ مِنْ وَسْطِ الْفَمِ وَالْغَائِبُ هُوَ الَّذِيْ فِيْ وَسْطِ كَلَامِ الْمُتَكَلِّمِ وَالْمُخَاطَبِ وَعُيِّنَتِ النُّوْنُ لِلْمُتَكَلِّمِ اِذَا كَانَ مَعَهٗ غَيْرُهٗ لِتَعَيُّنِهَا لِذٰلِكَ فِيْ ضَرَبْنَا فَاِنْ قِيْلَ لِمَ زِيْدَتِ النُّوْنُ فِيْ نَضْرِبُ قُلْنَا لِاَنَّهٗ لَمْ يَبْقَ مِنْ حُرُوْفِ الْعِلَّةِ شَيْءٌ وَهُوَ قَرِيْبٌ مِنْ حُرُوْفِ الْعِلَّةِ فِيْ خُرُوْجِهَا عَنْ هَوَاءِ الْخَيْشُوْمِ وَفُتِحَتْ هٰذِهِ الْحُرُوْفُ لِلْخِفَّةِ اِلَّا فِي الرُّبَاعِيْ وَهُوَ فَعْلَلَ وَاَفْعَلَ وَفَعَّلَ وَفَاعَلَ لِاَنَّ هٰذِهِ الْاَرْبَعَةَ رُبَاعِيَّةٌ وَالرُّبَاعِيُّ فَرْعٌ لِلثُّلَاثِيْ وَالضَّمَّةُ اَيْضًا فَرْعٌ لِلْفَتْحِ وَقِيْلَ لِقِلَّةِ اسْتِعْمَالِهِنَّ وَيُفْتَحُ مَاوَرَاءَ هُنَّ لِكَثْرَةِ حُرُوْفِهِنَّ اَمَّا يُهَرِيْقُ اَصْلُهٗ يُرِيْقُ وَهُوَ مِنَ الرُّبَاعِيْ فَزِيْدَتِ الْهَاءُ عَلٰى خِلَافِ الْقِيَاسِ تُكْسَرُ حُرُوْفُ الْمُضَارَعَةِ فِيْ بَعْضِ اللُّغَاتِ اِذَا كَانَ مَاضِيْهِ مَكْسُوْرَ الْعَيْنِ اَوْ مَكْسُوْرَ الْهَمْزَةِ حَتّٰى تَدُلَّ عَلٰى كَسْرَةِ الْمَاضِيْ نَحْوُ يِعْلَمُ وَتِعْلَمُ وَاِعْلَمُ وَنِعْلَمُ وَيِسْتَنْصِرُ وَتِسْتَنْصِرُ وَاِسْتَنْصِرُ وَنِسْتَنْصِرُ وَفِيْ بَعْضِ اللُّغَاتِ لَا تُكْسَرُ الْيَاءُ لِثِقْلِ الْكَسْرَةِ عَلَى الْيَاءِ الضَّعِيْفِ وَعُيِّنَتْ حُرُوْفُ الْمُضَارَعَةِ لِلدَّلَالَةِ عَلٰى كَسْرَةِ الْعَيْنِ فِي الْمَاضِيْ لِاَنَّهَا زَائِدَةٌ وَقِيْلَ لِاَنَّهٗ يَلْزَمُ

بِكَسْرَةِ الْفَاءِ تَوَالِيْ اَرْبَعَةِ حَرَكَاتٍ وَّبِكَسْرَةِ الْعَيْنِ يَلْزَمُ الْاِلْتِبَاسُ بَيْنَ يَفْعِلُ وَيَفْعَلُ وَبِكَسْرَةِ اللَّامِ يَلْزَمُ اِبْطَالُ الْاِعْرَابِ وَتُحْذَفُ التَّاءُ الثَّانِيَةُ فِيْ مِثْلِ تَتَقَلَّدُ وَتَتَبَاعَدُ وَتَتَبَخْتَرُ لِاجْتِمَاعِ الْحَرْفَيْنِ مِنْ جِنْسٍ وَّاحِدٍ وَعَدَمِ اِمْكَانِ الْاِدْغَامِ وَعُيِّنَتِ الثَّانِيَةُ لِاَنَّ الْاُوْلٰى عَلَامَةٌ وَالْعَلَامَةُ لَا تُحْذَفُ

﴿ترجمہ﴾ اورالف کوواحد متکلم کے لیے مقرر کیا گیا اس لیے کہ الف اقصیٰ حلق سے ادا ہوتا ہے۔اور وہ مخارج کا مبدا ہے اور متکلم وہ ہوتا ہے کہ جس سے کلام شروع ہوتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اَفْعَلُ اور اَنَا کے درمیان موافقت کی وجہ سے الف کو مقرر کیا گیا ہے،اور مخاطب کے لیے واؤ کو مقرر کیا گیا ہے،اس لیے کہ وہ مخارج کے منتہی سے ادا ہوتا ہے اور مخاطب وہ ہے کہ جس کے ساتھ کلام ختم کی جاتی ہے۔پھر واؤ کو تاء سے بدل دیا گیا تا کہ واوات اکٹھی نہ ہو جائیں عطف کے اندر وَوَجَلُ کی مثل میں،اور اسی وجہ سے بعض لوگوں کی طرف سے یہ کہا گیا ہے ہر کلمہ کے شروع میں واؤ کو زیادہ کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی اور یہ بھی حکم لگایا گیا ہے یعنی بتایا گیا ہے کہ وَرَنْتَلُ (شدت،شہر کا نام) کی واؤ اصلی ہے۔اور یاء غائب کے لیے مقرر کیا گیا اس لیے کہ یاء منہ کے وسط سے ادا ہوتا ہے۔اور غائب وہ ہے کہ جو متکلم اور مخاطب کی کلام کے درمیان میں ہوتا ہے اور نون کو متکلم کے لیے مقرر کیا گیا جبکہ اس کے ساتھ اس کا غیر بھی شریک ہو تو اس کے تعین کے لیے نون کو مقرر کیا گیا اسی وجہ سے ضَرَبْنَا میں نون کو لایا گیا ہے پس اگر یہ سوال کیا جائے کہ نَضْرِبُ میں نون کو کیوں زائد کیا گیا تو اس کے جواب میں ہم یہ کہیں گے کہ حروف علت میں سے اب کوئی چیز باقی نہیں رہی تھی اور نون اپنے مخرج کے ساتھ حروف علت کے مخارج کے قریب ہے ناک کے بانسہ کی ہوا سے ادا ہونے کی وجہ سے اور ان حروف کو خفیف ہونے کی وجہ سے فتحہ کی حرکت دی گئی ہے سوائے رباعی میں۔اور وہ فَعْلَلَ،اَفْعَلَ،فَعَّلَ اور فَاعَلَ ہیں اس لیے کہ یہ چاروں چار حرفی ہیں اور رباعی ثلاثی کی فرع ہے۔اور ضمہ بھی فتحہ کی فرع ہے ان ابواب کو جو ضمہ دیا گیا ہے۔اس کے بارے میں یہ کہا گیا ہے یہ ان کے قلت استعمال کی وجہ سے ایسا کیا گیا ہے۔اور ان کے علاوہ کو ان کے حروف کے زیادہ ہونے کی وجہ سے فتحہ دیا گیا ہے۔کیونکہ کثرت تخفیف کا تقاضا کرتی ہے،جبکہ یُهَرِيْقُ کی اصل يُرِيْقُ ہے وہ رباعی سے ہے اس میں خلاف قیاس ھاء زیادہ کی گئی ہے۔اور بعض لغات میں یعنی صرفیوں کے نزدیک حروف مضارعہ کو کسرہ دیا جاتا ہے جبکہ اس کی ماضی مکسور العین ہو یا مکسور الہمزہ ہو تا کہ وہ ماضی کے مکسور ہونے پر دلالت کرے جیسے يِعْلَمُ، اِعْلَمُ، تِعْلَمُ، نِعْلَمُ، يِسْتَنْصِرُ، تِسْتَنْصِرُ، اِسْتَنْصِرُ، اور نِسْتَنْصِرُ جبکہ بعض لغات میں یعنی بعض صرفیوں کے نزدیک یاء حرفِ مضارع کو کسرہ نہیں دیا جاتا کسرہ کی ثقیل ہونے کی وجہ سے یاء پر کیونکہ یاء ضعیف ہے،اور حروف مضارعہ کو اس لیے متعین کیا گیا ہے تا کہ وہ ماضی کے عین کلمہ کے مکسور ہونے پر دلالت کریں،اس لیے کہ وہ حروف مضارعہ

زائدہ ہیں۔اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ فاء کلمہ کو کسرہ دینے سے چار حرکات کا پے در پے آنا لازم آتا، اور عین کلمہ کو کسرہ اس وجہ سے نہیں دیا تاکہ یَفْعِلُ، یَفْعَلُ کے ساتھ التباس لازم نہ آئے اور لام کلمہ کو اس وجہ سے کسرہ نہیں دیا گیا اس سے مضارع کے اعراب کا باطل ہونا لازم آتا ہے۔اور تَتَقَلَّدُ، تَتَبَاعَدُ اور تَتَبَخْتَرُ کی مثل کلمات سے دوسری تاء کو حذف کیا جاتا ہے، تاکہ ایک ہی کلمہ میں دو حرف ایک ہی جنس کے جمع نہ ہوں اور ادغام کا امکان بھی باقی نہ رہے اور دوسری تاء کو اس وجہ سے مقرر کیا گیا کیونکہ پہلی یاء علامت ہے اور علامت کے متعلق ضابطہ اور اصول یہ ہے وہ حذف نہیں کی جاتی۔

﴿تشریح﴾:

عُيِّنَتِ الْاَلِفُ لِلْمُتَكَلِّمِ الْوَاحِدِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: واحد متکلم کے لئے علامت مضارع کے طور پر ہمزہ کیوں متعین کیا گیا؟

﴿جواب﴾: چونکہ ہمزہ کا مخرج اقصائے حلق یعنی حلق کا آخری کنارہ ہے اور مخارج کی ابتداً وہاں سے ہوتی ہے جبکہ گفتگو کا آغاز بھی متکلم سے ہوتا ہے...... لہٰذا اس کے لئے یہی حرف مناسب تھا...... بعض لوگوں نے کہا کہ ''اَنَا'' اور اس صیغے کے درمیان موافقت پیدا کرنے کے لئے ایسا کیا گیا کیونکہ اَنَا متکلم کی ضمیر اور اس صیغے یعنی دونوں کے شروع میں ہمزہ ہے۔

ثُمَّ قُلِبَتِ الْوَاوُ تَاءً حَتّٰى الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: مخاطب کے صیغوں کے لئے واؤ کا انتخاب کیوں کیا گیا؟

﴿جواب﴾: واؤ کا مخرج شفتین ہے یعنی وہ دونوں ہونٹوں کے درمیان سے نکلتی ہے اور یہ آخری مخرج ہے اور مخاطب بھی وہ ہوتا ہے جس پر گفتگو کی انتہاء ہو جاتی ہے۔

ثُمَّ قُلِبَتِ الْوَاوُ تَاءً حَتّٰى لَا الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: علاماتِ مضارع تو حروف اتین ہیں جن میں واؤ مذکور نہیں ہے تو پھر مخاطب کے لئے واؤ کا تذکرہ کیوں ہوا...... حالانکہ مخاطب پر تو حرفِ تاء آتا ہے؟

﴿جواب﴾: یہ تاء دراصل واؤ تھی، معتل الفاء کی صورت میں حالتِ عطف میں کئی واوات کو جمع ہونے سے بچانے کے لئے اسے تاء سے بدل دیا مثلاً وَجِلَ سے وَوْجَلُ ہوتا پھر عطف کی صورت میں وَوَوْجَلُ ہو جاتا...... یہی وجہ ہے کہ کسی کلمہ کے شروع میں واؤ کا اضافہ صحیح نہیں۔

وَحُكِمَ بِاَنَّ وَاوَ وَرَنْتَلٍ اَصْلِيٌّ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: آپ کا بیان کردہ ضابطہ (کسی کلمہ کے شروع میں واؤ کا اضافہ صحیح نہیں) درست نہیں، کیونکہ وَرَنْتَل (شدت، ایک شہر کا نام) کے شروع میں تو واؤ لائی گئی ہے؟

﴿جواب﴾: یہ واؤ زائد نہیں کی گئی بلکہ یہ اصلی ہے۔

غائب کے صیغوں کے لئے یاء کا انتخاب کیوں؟

وَعُيِّنَتِ الْيَاءُ لِلْغَائِبِ لِاَنَّ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: غائب کے صیغوں کے لئے یاء کا انتخاب کیوں کیا گیا؟

﴿جواب﴾: چونکہ یاء کا مخرج وسطِ دہن یعنی منہ کا درمیانہ حصہ ہے اور غائب بھی متکلم اور مخاطب کی گفتگو میں! درمیان میں ہوتا ہے۔

وَعُيِّنَتِ النُّوْنُ لِلْمُتَكَلِّمِ اِذَا الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: جمع متکلم کے لئے نون کا انتخاب کیوں کیا گیا؟

﴿جواب﴾: چونکہ ماضی میں اس صیغے کے لئے نون استعمال ہوا جیسے ضَرَبْنَا۔

فَاِنْ قِيْلَ لِمَ زِيْدَتِ النُّوْنُ فِيْ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: جمع متکلم میں نون کا ہی اضافہ کیوں کیا؟ کسی اور حرف کو لے آتے؟

﴿جواب﴾: چونکہ حروفِ علت میں سے کوئی اور حرف باقی بچا ہی نہیں تھا......غائب کے صیغوں کو یاء دے دی گئی ......مخاطب کے صیغوں کو واؤ جو کہ تاء سے بدل دی گئی......متکلم کو الف دے دیا گیا......حروفِ علت کے ختم ہو جانے کے بعد ایسے حرف یعنی نون کا اضافہ کیا جو خیشوم (ناک کی نرم ہڈی) کی ہوا سے نکلنے کے اعتبار سے حروفِ علت کے قریب ہے کیونکہ یہ خیشوم کی ہوا سے نکلتا ہے۔

وَفُتِحَتْ هٰذِهِ الْحُرُوْفُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: علاماتِ مضارع کو فتحہ کیوں دیا گیا؟

﴿جواب﴾: کیونکہ فتحہ خفیف حرکت ہے۔

اِلَّا فِي الرُّبَاعِيْ وَهُوَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: کن ابواب میں علامت مضارع کو ضمہ دیا گیا؟

﴿جواب﴾: وہ ابواب کہ جن کی ماضی چار حرفی ہے مثلاً فَعْلَلَ، اَفْعَلَ، فَعَّلَ اور فَاعَلَ......ان ابواب میں ضمہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ یہ ابواب ثلاثی کی فرع ہیں اور ضمہ بھی فتحہ کی فرع ہے......بعض نے کہا کہ ان کو ضمہ اس لئے دیا گیا کہ یہ ابواب قلیل الاستعمال ہیں......اور بقیہ ابواب کو کثرتِ استعمال کی وجہ سے فتحہ دیا گیا۔

اَمَّا يُهَرِيْقُ اَصْلُهٗ يُرِيْقُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک اعتراض کا جواب دینا ہے۔

﴿اعتراض﴾: آپ کا بیان کردہ قاعدہ (کہ ماضی چار حرفی ہو تو علامت مضارع مرفوع ہوگی ورنہ منصوب ہوگی)

درست نہیں کیونکہ یُھْرِیْقُ کی ماضی پانچ حرفی ہے لیکن پھر بھی اس کے مضارع کی علامت مضارع مرفوع ہے۔

﴿جواب﴾: یُھْرِیْقُ اصل میں یُرِیْقُ ہے، یعنی اس کی ماضی پانچ حرفی نہیں بلکہ چار حرفی ہے......اور چار حرفی ماضی کے مضارع معروف میں علامت مضارع مرفوع ہی ہوتی ہے۔

علامتِ مضارع مکسور......کیوں اور کب؟

تُکْسَرُ حُرُوْفُ الْمُضَارَعَةِ فِیْ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: بعض لغات میں علامت مضارع مکسور بھی ہوتی ہے ایسا کیوں؟

﴿جواب﴾: یہ اس صورت میں ہوتا ہے کہ جب ماضی مکسور العین ہو یا مکسور الہمزہ ہوتا کہ وہ ماضی کے کسرہ پر دلالت کرے......جیسے یِعْلَمُ، یِسْتَنْصِرُ وغیرہ......اور بعض لغات میں یاء کو کسرہ نہیں دیتے کیونکہ اس کے ضعیف ہونے کی وجہ سے اس پر کسرہ ثقیل ہوتا ہے

وَعُیِّنَتْ حُرُوْفُ الْمُضَارَعَةِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ماضی کے مکسور العین ہونے پر دلالت کرنے کے لئے علاماتِ مضارع کو ہی کسرہ کے لئے کیوں متعین کیا؟

﴿جواب﴾: چونکہ یہ حروف زائد ہیں......نیز اگر فاء کلمہ کو کسرہ دیتے تو پے در پے چار حرکات کا تسلسل لازم آتا......اگر عین کلمہ کو کسرہ دیتے تو پتہ نہ چلتا یہ باب سَمِعَ سے ہے یا ضَرَبَ سے ہے......اور اگر لام کلمہ کو کسرہ دیتے تو اعراب کو باطل کرنا لازم آتا کیونکہ لام محل اعراب ہے۔

وَتُحْذَفُ التَّاءُ الثَّانِیَةُ فِیْ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: بابِ تَفَعُّل اور باب تَفَاعُل کے مضارع میں دوسری تاء کو حذف کیا جاتا ہے......کیوں؟

﴿جواب﴾: کیونکہ یہاں دو حرف ایک جنس کے جمع ہو جاتے ہیں اور ان میں ادغام بھی ممکن نہیں۔

وَعُیِّنَتِ الثَّانِیَةُ لِاَنَّ الْاُوْلٰی الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: پہلی تاء کو حذف کیوں نہیں کیا جاتا؟

﴿جواب﴾: چونکہ پہلی تاء علامت مضارع ہے اور علامت کو حذف نہیں کیا جاتا۔

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

﴿عبارت﴾: وَاُسْکِنَتِ الضَّادُ فِیْ یَضْرِبُ فِرَارًا عَنْ تَوَالِی الْحَرَکَاتِ الْاَرْبَعِ وَعُیِّنَتِ الضَّادُ لِلْاِسْکَانِ لِاَنَّ تَوَالِیَ الْحَرَکَاتِ یَلْزَمُ مِنَ الْیَاءِ فَاِسْکَانُ الضَّادِ الَّتِیْ تَکُوْنُ قَرِیْبًا مِنْهُ اَوْلٰی وَمِنْ ثَمَّ عُیِّنَتِ الْبَاءُ فِیْ ضَرَبْنَ لِلْاِسْکَانِ لِاَنَّهٗ قَرِیْبٌ مِنَ النُّوْنِ الَّذِیْ یَلْزَمُ مِنْهُ تَوَالِیْ اَرْبَعِ الْحَرَکَاتِ وَسُوِّیَ بَیْنَ الْمُخَاطَبِ وَالْغَائِبَةِ فِیْ مِثْلِ تَضْرِبُ اَنْتَ

وَتَضْرِبُ هِيَ لِلْاِسْتِوَائِهِمَا فِي الْمَاضِيْ مِثْلُ نَصَرَتْ وَنَصَرْتَ وَلٰكِنْ لَّاتُسَكَّنُ فِيْ غَائِبَةِ الْمُسْتَقْبِلِ لِضَرُوْرَةِ الْاِبْتِدَاءِ وَلَاتُضَمُّ حَتّٰى لَايَلْتَبِسَ بِالْمَجْهُوْلِ فِيْ مِثْلِ تُمْدَحُ وَلَاتُكْسَرُ حَتّٰى لَايَلْتَبِسَ بِلُغَةِ تِعْلَمُ فَاِنْ قِيْلَ يَلْزَمُ الْاِلْتِبَاسُ اَيْضًا بِالْفَتْحَةِ بَيْنَ الْمُخَاطَبِ وَالْغَائِبَةِ قُلْنَا فِي الْفَتْحِ مُوَافَقَةٌ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اَخَوَاتِهَا مَعَ خِفَّةِ الْفَتْحَةِ فَاِنْ قِيْلَ لِمَ اُدْخِلَ فِيْ اٰخِرِ الْمُسْتَقْبِلِ نُوْنٌ قُلْنَا عَلَامَةٌ لِلرَّفْعِ لِاَنَّ اٰخِرَ الْفِعْلِ صَارَ بِاتِّصَالِ ضَمِيْرِ الْفَاعِلِ بِمَنْزِلَةِ وَسْطِ الْكَلِمَةِ اِلَّا نُوْنُ يَضْرِبْنَ وَهُوَ عَلَامَةُ التَّانِيْثِ كَمَا فِيْ فَعَلْنَ وَمِنْ ثَمَّ لَا يُقَالُ بِالتَّاءِ حَتّٰى لَايَجْتَمِعَ عَلَامَتَا التَّانِيْثِ وَالْيَاءُ فِيْ تَضْرِبِيْنَ ضَمِيْرُ الْفَاعِلِ كَمَا مَرَّ وَاِذَا دَخَلَ لَمْ يَنْتَقِلْ مَعْنَاهُ اِلَى الْمَاضِيْ لِاَنَّهَا مُشَابِهَةٌ بِكَلِمَةِ الشَّرْطِ۔

﴿ترجمہ﴾: اور تَضْرِبُ میں ضاد کو توالی اربع حرکات کی خرابی سے بچنے کی وجہ سے ساکن کیا گیا اور ضاد کو سکون ہی کے لیے مقرر کر دیا گیا تا کہ یاء حرف مضارع کے آنے کی وجہ سے توالی اربع حرکات نہ آئے تو ضاد کو ساکن کرنا اس وجہ سے اولیٰ ہے کیونکہ وہ حرف زائد کے قریب ہے اور اسی وجہ سے ضَرَبْنَ میں باء کو ساکن کلمہ ہونے کے لیے مقرر کیا گیا اس لیے کہ وہ اس نون کے قریب ہے کہ جس کی وجہ سے توالی اربع حرکات لازم آتا ہے اور مخاطب حاضر اور مؤنث غائب میں معاملہ برابر رکھا گیا یعنی تَضْرِبُ اَنْتَ اور تَضْرِبُ هِيَ ان دونوں کے ماضی میں برابر ہونے کی وجہ سے نَصَرَتْ اور نَصَرْتَ ولیکن مستقبل کے مؤنث غائب کو ساکن نہیں کیا جائے گا ابتداء بالسکون لازم آنے کی وجہ سے بلکہ اس کو متحرک رکھا جائے گا اور ضمہ بھی نہیں دیا گا تا کہ مجہول کے ساتھ التباس لازم نہ آنے پائے تُمْدَحُ کی مثال کی طرح اور نہ ہی کسرہ دیا جائے گا تا کہ تِعْلَمُ کی لغت کے ساتھ التباس لازم نہ آئے پس اگر یوں کہا جائے کہ فتحہ کے ساتھ بھی مخاطب اور غائبہ کے درمیان التباس لازم آتا ہے تو اس کے جواب میں ہم یہ کہتے ہیں یہاں پر فتحہ اس کے اور اس کے اخوات کے درمیان موافقة کی وجہ سے دیا گیا باوجود یکہ فتحہ کی حرکت خفیف ہے پس اگر کہا جائے کہ مستقبل کے آخر میں نون کو داخل کیوں کیا گیا۔ تو اس کے جواب میں ہم یہ کہتے ہیں کہ رفع کی علامت بنانے کی غرض سے اس لیے کہ فعل کا آخر ضمیر فاعل کے متصل ہونے کی وجہ سے بمنزل وسط کلمہ کے ہو گیا مگر یَضْرِبْنَ کا جو نون ہے وہ تانیث کی علامت ہے جیسے کہ فَعَلْنَ میں ہے اور اسی وجہ سے تاء کے ساتھ نہیں بولا جائے گا، تا کہ علامت تانیث جمع نہ ہونے پائیں اور تَضْرِبِیْنَ میں یاء فاعل کی ضمیر ہے جیسا کہ یہ بات گذر چکی ہے اور جب لَمْ داخل کر دیا جائے تو اس کا معنی ماضی کی طرف منتقل ہوگا اس لیے کہ وہ شرط کے کلمہ کے ساتھ مشابہت لکھتا ہے۔

﴿تشریح﴾:

وَاُسْكِنَتِ الضَّادُفِي الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: يَضْرِبُ میں ضاد کو ساکن کیوں کیا گیا؟

﴿جواب﴾: تاکہ پے درپے چار حرکات کا آنا لازم نہ آئے۔

وَعُيِّنَتِ الضَّادُلِلْاِسْكَانِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: پے درپے حرکات سے بچنے کے لئے ضاد کی بجائے کسی اور کو ساکن کر دیا جاتا......ضاد کی ہی تخصیص کیوں کی گئی؟

﴿جواب﴾: چونکہ حرکات کا تسلسل یاء کی وجہ سے ہوا تھا اور ضاد! یاء کے قریب تھی لہٰذا ساکن کرنا مناسب تھا جیسے ضَرَبْنَ میں باء کو ساکن کیا گیا ہے کیونکہ وہ نون کے قریب ہے اور نون کی ہی وجہ سے چار حرکات کا پے درپے آنا لازم آتا ہے۔

وَسُوِّيَ بَيْنَ الْمُخَاطَبِ وَالْغَائِبَةِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب اور صیغہ واحد مذکر حاضر ایک جیسا کیوں ہے؟

﴿جواب﴾: اس لئے کہ یہ دونوں صیغے ماضی میں بھی ایک جیسے تھے......سوائے اس بات کے کہ ماضی میں تائے واحد مؤنث غائب ساکن ہے اور مضارع میں اسے ساکن نہیں کیا جاسکتا......کیونکہ ساکن سے ابتداً نہیں ہوسکتی۔

وَلَاتُضَمُّ حَتّٰى لَايَلْتَبِسَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ان دونوں صیغوں میں فرق کرنے کے لئے واحد مؤنث غائب کی علامتِ مضارع کو ضمہ یا کسرہ بھی تو دیا جاسکتا تھا؟

﴿جواب﴾: علامتِ مضارع کو ضمہ دینے کی صورت میں مضارع مجہول کے ساتھ التباس لازم آجاتا......مثلاً تُـمْـدَحُ مضارع مجہول ہے اگر صیغہ معروف میں علامت مضارع کو ضمہ دے دیا جائے تو التباس لازم آجائیگا......اور اگر کسرہ دیں تو تِعْلَمُ والی لغت کے ساتھ التباس لازم آتا۔

فتحہ خفیف حرکت ہے:

فَاِنْ قِيْلَ يَلْزَمُ الْاِلْتِبَاسُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: فتحہ کی صورت میں بھی ان دونوں صیغوں میں التباس لازم آرہا ہے؟

﴿جواب﴾: جب سب حرکات میں کوئی نہ کوئی التباس لازم آرہا تھا تو فتحہ کو اس لئے اختیار کیا کہ اس کے باقی اخوات (يَضْرِبُ، اَضْرِبُ، نَضْرِبُ) میں بھی فتحہ تھا......تاکہ ان تمام میں موافقت ہوجائے......البتہ دوسرے صیغوں میں فتحہ اس لئے دیا کہ فتحہ خفیف حرکت ہے......جو حروف کو دینے کے لئے زیادہ مناسب ہے۔

فَاِنْ قِيْلَ لِمَ اُدْخِلَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: فعل مضارع کے آخر میں نون کو کیوں لایا جاتا ہے؟

﴿جواب﴾: یہ رفع کی علامت ہے اسی وجہ سے حالتِ نصبی اور حالتِ جزمی میں گر جاتا ہے چونکہ فعل کے آخر میں ضمیر فاعل ملنے سے فعل درمیان میں آجاتا ہے......اور اعراب درمیان میں نہیں آسکتا......اور ضمائر پر بھی اعراب نہیں آسکتا کیونکہ وہ مبنی ہوتی ہیں......البتہ کسی نہ کسی حرف کو اعراب کی جگہ لانا تھا، زائد ہونے کے لئے حروفِ علت کا انتخاب کیا جاتا ہے ، پس اگر الف کو اعراب کی جگہ لایا جاتا تو تثنیہ میں دو الف جمع ہو جاتے......واؤ لانے کی صورت میں جمع میں دو واؤ جمع ہو جاتیں ......اور یاء لانے کی صورت میں واحد مؤنث حاضر میں دو یائیں جمع ہو جاتیں......اور یہ جائز نہیں تھا......تو نون کو اعراب کی جگہ لایا گیا کیونکہ یہ حروف علت کے قریب جیسا کہ ماقبل میں بیان ہوا۔

یَضْرِبْنَ کا نون علامتِ تانیث ہے:

اِلَّا نُوْنُ یَضْرِبْنَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: کیا یَضْرِبْنَ کا نون بھی علامتِ رفع ہے؟

﴿جواب﴾: نہیں!......بلکہ یہ علامتِ تانیث ہے جیسا کہ **فَعَلْنَ** میں ہے......یہی وجہ ہے کہ یہاں علامتِ تا نیث تاء نہیں لائی جاتی، تا کہ تانیث کی دو علامتیں جمع نہ ہو جائیں۔

تَضْرِبِیْنَ میں یاء ضمیر فاعل ہے:

وَالْیَاءُ فِیْ تَضْرِبِیْنَ ضَمِیْرُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: تَضْرِبِیْنَ میں تو تانیث کی دو علامتیں جمع ہیں......ایک تاء اور ایک یاء؟

﴿جواب﴾: یاء علامتِ تانیث نہیں بلکہ وہ ضمیر فاعل ہے جیسا کہ ماقبل میں بیان ہوا۔

وَاِذَا دَخَلَ لَمْ یَنْتَقِلْ مَعْنَاهُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: فعل مضارع پر جب لفظِ لَمْ داخل ہوتا ہے تو فعل مضارع ماضی کے معنیٰ میں کیوں ہو جاتا ہے؟

﴿جواب﴾: اس لئے حرفِ لَمْ جازمہ لفظِ اِنْ سے مشابہت ہے کہ وہ ماضی پر داخل ہو ماضی کو مستقبل کے معنیٰ میں کر دیتا ہے......دونوں لفظوں میں وجہ شبہ! انتقال ہے کہ لَمْ فعل مضارع کو ماضی منفی کے معنیٰ میں منتقل کر دیتا ہے اور اِنْ ماضی کو فعل مضارع کی طرف منتقل کر دیتا ہے۔

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

فعل امر اور نہی کا بیان

﴿عبارت﴾: فَصْلٌ فِی الْاَمْرِ وَالنَّهْیِ اَلْاَمْرُ صِیْغَةٌ یُطْلَبُ بِهَا الْفِعْلُ عَنِ الْفَاعِلِ مِثْلُ اِضْرِبْ وَالْیَضْرِبْ اِلٰی اٰخِرِهٖ وَهُوَ مَا اشْتُقَّ مِنَ الْمُضَارِعِ لِمُشَابَهَةٍ بَیْنَهُمَا فِی الْاِسْتِقْبَالِیَّةِ وَزِیْدَتِ اللَّامُ فِی الْغَائِبِ لِاَنَّهَا مِنْ وَسْطِ الْمَخَارِجِ وَالْغَائِبُ اَیْضًا وَسْطٌ بَیْنَ الْمُتَكَلِّمِ وَالْمُخَاطَبِ وَاَیْضًا هِیَ مِنَ الْحُرُوْفِ الزَّوَائِدِ وَالْحُرُوْفُ الزَّوَائِدُ هِیَ الَّتِیْ یَشْتَمِلُهَا قَوْلُ الشَّاعِرِ

هَوَیْتُ السَّمَانَ فَشَیَّبْنَنِیْ وَقَدْ كُنْتُ قِدْمًا هَوَیْتُ السَّمَانَا

اِیْ حُرُوْفُ هَوَیْتُ السَّمَانَا وَلَمْ یُزَدْ مِنْ حُرُوْفِ الْعِلَّةِ حَتّٰی لَا یَجْتَمِعَ حَرْفَا عِلَّةٍ وَكُسِرَ اللَّامُ لِاَنَّهَا مُشَابِهَةٌ بِاللَّامِ الْجَارَةِ لِاَنَّ الْجَزْمَ فِی الْاَفْعَالِ كَالْجَرِّ فِی الْاَسْمَاءِ وَاُسْكِنَتْ اِذَا اتَّصَلَتْ بِالْوَاوِ وَالْفَاءِ مِثْلُ وَلْیَضْرِبْ فَلْیَضْرِبْ كَمَا اُسْكِنَتِ الْخَاءُ فِیْ فَخْذٍ وَنَظِیْرِهٖ وَهْیَ وَفَهْیَ بِالْوَاوِ وَالْفَاءِ بِسُكُوْنِ الْهَاءِ وَحُذِفَ حَرْفُ الْاِسْتِقْبَالِ فِی الْمُخَاطَبِ لِلْفَرْقِ بَیْنَ الْمُخَاطَبِ وَالْغَائِبِ وَعُیِّنَ الْحَذْفُ فِی الْمُخَاطَبِ لِكَثْرَتِهٖ وَمِنْ ثَمَّ لَا یُحْذَفُ اللَّامُ فِیْ مَجْهُوْلِهٖ اَعْنِیْ یُقَالُ لِتُضْرَبْ لِقِلَّةِ اسْتِعْمَالِهٖ وَاجْتُلِبَتِ الْمَهْزَةُ فِیْ اِضْرِبْ لِاَنَّ الْكَسْرَةَ اَصْلٌ فِیْ هَمْزَاتِ الْوَصْلِ وَلَمْ تُكْسَرْ فِیْ مِثْلِ اُكْتُبْ لِاَنَّ بِتَقْدِیْرِ الْكَسْرَةِ یَلْزَمُ الْخُرُوْجُ مِنَ الْكَسْرَةِ اِلَی الضَّمَّةِ وَلَا اعْتِبَارَ لِلْكَافِ السَّاكِنِ لِاَنَّ الْحَرْفَ السَّاكِنَ لَا یَكُوْنُ حَاجِزًا حَصِیْنًا عِنْدَهُمْ وَمِنْ ثَمَّ جُعِلَ وَاوُ قِنْوَةٍ یَاءً وَیُقَالُ قِنْیَةٌ وَقِیْلَ تُضَمُّ لِلْاِتِّبَاعِ وَتُكْسَرُ لِلْاِتِّبَاعِ بِخِلَافِ اِفْعَلْ بِكَسْرَةِ الْهَمْزَةِ وَفَتْحِ الْعَیْنِ لِاَنَّهٗ یَلْتَبِسُ بِقَوْلِ الشَّاعِرِ شِعْرٌ

اَلْیَوْمَ اَشْرَبْ مِنْ غَیْرِ مُسْتَحْقِبٍ اِثْمًا مِنَ اللّٰهِ وَلَا وَاغِلٍ

بِسُكُوْنِ الْبَاءِ وَبِجَزَاءِ الشَّرْطِ فِیْ مِثْلِ اِنْ تَمْنَعْ اَمْنَعْ

﴿ترجمہ﴾: امر ایسا صیغہ ہے کہ جس کے ذریعے فاعل سے فعل کو طلب کیا جاتا ہے، اِضْرِبْ اور لِیَضْرِبْ الخ اور وہ فعل مضارع سے مشتق کیا گیا ہے اور ان دونوں کے درمیان استقبالیت میں مشابہت ہونے کی وجہ سے، اور

امر غائب میں لام کو زائد کیا گیا ہے اس لیے وہ (لام) مخارج کے وسط سے ادا ہوتا ہے اور غائب بھی متکلم اور مخاطب کے وسط ہی ہوتا ہے اور وہ حروف زائدہ میں سے بھی ہے اور حرف زائدہ وہ ہیں کہ جو ایک شاعر کے قول پر مشتمل ہیں، میں موٹی عورتوں کو پسند کرتا ہوں، پس انہوں نے مجھے بوڑھا کر دیا اور میں عرصہ دراز سے موٹی عورتوں کو پسند کرتا ہوں۔ یعنی حروف زائدہ کا مجموعہ هَوِيْتُ السَّمَانَا ہے اور امر میں حروف علت میں سے کوئی حرف زائد نہیں کیا تا کہ دو حرف علت اکٹھے نہ ہو جائیں اور لام کو کسرہ دے دیا گیا لام جارہ کے ساتھ مشابہت رکھنے کی وجہ سے اس لیے کہ افعال میں جزم اسماء میں جر ہی کی طرح ہوتی ہے اور اس کو ساکن کر دیا جاتا ہے۔ جب اس کے شروع میں واؤ فاء متصل ہو جائے جیسے وَلْيَضْرِبْ، فَلْيَضْرِبْ جیسا کہ فِخْذٌ میں خاء کو ساکن کر دیا گیا ہے اور اس کی نظیر وَهْيَ اور فَهْيَ ہے۔ واؤ اور فاء کے داخل کرنے کے وجہ سے هاء کے سکون کے ساتھ اور حرف استقبال کو مخاطب میں حذف کر دیا گیا مخاطب اور غائب کے درمیان فرق کرنے کی غرض سے اور مخاطب معلوم میں حذف متعین ہو گیا، مخاطب کے کثرت استعمال کی وجہ سے۔ اور اسی وجہ سے لام کو مخاطب مجہول میں حذف نہیں کیا گیا کیونکہ وہ قلیل الاستعمال ہے۔ یعنی اسے مجہول میں لِتُضْرَبْ پڑھا جاتا ہے، پھر حرف مضارعہ کو حذف کرنے کے بعد ہمزہ داخل کر دیا گیا جب کہ اس کا مابعد ساکن دیکھا گیا ابتداء بالسکون محال ہونے کی وجہ سے اور ہمزہ کو کسرہ دے دیا گیا اِضْرِبْ کے صیغے میں اس لیے ہمزہ ہمزات وصلیہ کی اصل ہے اور اُكْتُبْ جیسی مثال میں کسرہ نہیں دیا گیا۔ اس لیے کہ ہمزہ کو کسرہ دینے کی وجہ سے کسرہ سے ضمہ کی طرف جانا لازم آئے گا اور یہ ناپسندیدہ ہے، کاف کے ساکن ہونے کی وجہ سے، اس لیے کہ ساکن حرف بصریوں نزدیک قوی مانع نہیں ہے۔ اسی وجہ سے قِنْوَةٌ کی واؤ کو یاء کر دیا گیا اسی وجہ سے قِنْيَةٌ بولا جاتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہمزہ کو ضمہ عین کلمہ کے ضمہ کی اتباع کی وجہ سے دیا جاتا ہے اور کسرہ بھی عین کلمہ کے کسرہ کی اتباع کی وجہ سے دیا جاتا ہے بخلاف اِفْعَلُ کے یعنی ہمزہ کے کسرہ اور عین کے فتحہ کے ساتھ اس لیے وہ ملتبس ہو جاتا ہے شاعر کے اس قول کے ساتھ آج کے دن میں شراب پیتا ہوں، نہ تو مجھے اللہ کی طرف سے کوئی گناہ ہوتا ہے اور نہ ہی میں طفیلی ہوں، باء کے سکون کے ساتھ اور شرط کی جزاء بننے کی وجہ سے بھی آخر کو ساکن کر دیا جاتا ہے جیسے اِنْ تَمْنَعْ اَمْنَعْ

﴿تشریح﴾:

لْاَمْرُ صِيغَةٌ يُطْلَبُ بِهَا الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: فعل امر کسے کہتے ہیں؟

﴿جواب﴾: فعل امر: وہ صیغہ ہے جس کے ذریعے فاعل سے فعل کو طلب کیا جائے جیسے اِضْرِبْ، لِيَضْرِبْ۔

وَهُوَ مَا اشْتُقَّ مِنَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: فعل امر، مضارع سے کیوں مشتق ہوتا ہے؟

﴿جواب﴾: یہ فعل مضارع سے مشتق اس لئے ہوتا ہے کیونکہ مضارع میں زمانہ استقبال ہوتا ہے، اور امر میں بھی زمانہ استقبال ہوتا ہے......پس دونوں میں زمانہ استقبال کے پائے جانے کی وجہ سے مشابہت پائی جاتی ہے۔

وَزِيْدَتِ اللَّامُ لِي الْغَائِب الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: امر غائب کے شروع میں اضافہ کے لئے لام کا انتخاب کیوں کیا گیا؟

﴿جواب﴾: اس لئے کہ لام کا مخرج مخارج کے وسط میں ہے، اور غائب بھی متکلم اور مخاطب کے درمیان ہوتا ہے، نیز یہ حروف زوائد میں سے ہیں۔

حروف زوائد:

وَالْحُرُوْفُ الزَّوَائِدُهِيَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: حروف زوائد کون کون سے ہیں؟

﴿جواب﴾: ایک شاعر کے اس شعر میں حروف زوائد پائے جاتے ہیں۔

هَوَيْتُ السَّمَانَ فَشَيَّبْنَنِيْ وَقَدْ كُنْتُ قِدْمًا هَوَيْتُ السَّمَانَا

﴿ترجمہ﴾: میں موٹی عورتوں کو پسند کرتا ہوں، پس انھوں نے مجھے بوڑھا کر دیا اور میں عرصہ دراز سے موٹی عورتوں کو پسند کرتا ہوں۔ اس شعر میں هَوَيْتُ السَّمَانَ جن حروف پر مشتمل ہے وہ زائد حروف ہیں۔

❁ یاد رہے ہم عجمی لوگ تو پتلی عورتوں کو رشتہ ازدواج کے لئے پسند کرتے ہیں، لیکن اہل عرب موٹی عورتوں کو پسند کرتے ہیں، چنانچہ حدیث پاک میں بھی ہے کہ ایک خسرے نے آقائے دو جہاں ﷺ کی موجودگی میں ایک موٹی عورت کی تعریف کی، جس حضور ﷺ نے خواتین کو اس سے پردہ کرنے کا حکم دیا۔

وَلَمْ يُزَدْ مِنْ حُرُوْفِ الْعِلَّةِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: امر کے شروع میں حرف علت کیوں نہیں لایا گیا؟

﴿جواب﴾: اس لئے کہ اس طرح بعض صورتوں میں دو حرف علت جمع ہو جاتے ہیں۔

وَكُسِرَ اللَّامُ لِاَنَّهَا الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: لام امر کو کسرہ کیوں دیا گیا ہے؟

﴿جواب﴾: اسلئے کہ یہ لام جارہ کے مشابہہ ہے کیونکہ افعال میں جزم اسماء میں جر کی طرح ہے۔

وَاُسْكِنَتْ اِذَا اتَّصَلَتْ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: کیا لام امر کبھی ساکن بھی ہوتا ہے؟

﴿جواب﴾: جی ہاں! جب یہ لام واؤ یا فاء سے مل جائے تو اسے ساکن پڑھتے ہیں جیسے وَلْيَضْرِبْ فَلْيَضْرِبْ۔ یہ اسی طرح ہے جیسے فَخِذٌ کو فَخْذٌ پڑھنا یعنی خاء کو ساکن کر دیا جائے اور وَهِيَ کو وَهْيَ اور فَهِيَ پڑھنا۔

وَحُذِفَ حَرْفُ الْاِسْتِقْبَالِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: حاضر کے صیغے سے علامتِ مضارع کو کیوں حذف کیا جاتا ہے؟

﴿جواب﴾: تا کہ حاضر اور غائب میں فرق ہو جائے۔

وَعُيِّنَ الْحَذْفُ فِي الْمُخَاطَب الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: حذف کیلئے مخاطب معروف کا صیغہ کیوں منتخب کیا گیا؟

﴿جواب﴾: اس لئے کہ اس کا استعمال بکثرت ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مخاطب مجہول کے صیغوں میں علامتِ مضارع کو حذف نہیں کیا جاتا کیونکہ ان کا استعمال قلیل ہوتا ہے۔

﴿سوال﴾: علامتِ مضارع گرانے کے بعد ہمزہ کا اضافہ کیوں کیا جاتا ہے؟

﴿جواب﴾: اس لئے کہ علامتِ مضارع گرانے کے بعد جب پہلا حرف ساکن ہو تو شروع میں ہمزہ لانا ضروری ہے تا کہ صیغہ پڑھا جا سکے۔

وَاجْتُلِبَتِ الْمَهْزَةُ فِي الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: کیا وجہ ہے کہ "اِضْرِبْ" میں ہمزہ وصل مکسورہ اور "اُكْتُبْ" میں مضموم ہے؟

﴿جواب﴾: اِضْرِبْ میں ہمزہ وصل اس لئے مکسورہ ہے کہ وصل کے ہمزوں میں اصل کسرہ ہے اور "اُكْتُبْ" میں ہمزہ کو کسرہ اس لئے نہیں دیا کہ اس طرح کسرہ سے ضمہ کی طرف خروج لازم آتا ہے۔

وَلَمْ تُكْسَرْ فِيْ مِثْلِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اُكْتُبْ میں ہمزہ کو کسرہ کیوں نہیں دیا گیا۔

﴿جواب﴾: "اُكْتُبْ" میں ہمزہ کو کسرہ دینے سے کسرہ سے ضمہ کی طرف خروج لازم آتا جو کہ باعثِ ثقل ہے۔

وَلَا اعْتِبَارَ لِلْكَافِ السَّاكِنِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک اعتراض کا جواب دینا ہے۔

﴿اعتراض﴾: "اُكْتُبْ" میں ہمزہ کو کسرہ دینے سے کسرہ سے ضمہ کی طرف خروج لازم نہیں آتا کیونکہ درمیان میں کاف ہے؟

﴿جواب﴾: کاف ساکن کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ حرف ساکن بصریوں کے نزدیک مضبوط رکاوٹ نہیں بنتا یہی وجہ ہے کہ قِنْوَةٌ کی واو کو قاف کے کسرہ کی وجہ سے یاء سے بدل کر قِنْيَةٌ پڑھتے ہیں اور نون ساکن کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔

وَقِيْلَ تُضَمُّ لِلْاِتِّبَاعِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: کیا ہمزہ وصل کے مکسور اور مضموم ہونے کی کوئی اور وجہ بھی ہے؟

﴿جواب﴾: جی ہاں! بعض حضرات کے نزدیک عین کلمہ کے کسرہ کی اتباع میں ہمزہ وصل کو کسرہ اور عین کلمہ کے مضموم کی اتباع میں ہمزہ وصل کو ضمہ دیا جاتا ہے۔

بِخِلَافِ اِفْعَلْ بِكَسْرَةِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک اعتراض کا جواب دینا ہے۔

﴿اعتراض﴾: جب مضارع مکسور العین ہو تو ہمزہ امر حاضر بھی مکسور ہوتا ہے......اور جب مضارع مضموم العین ہو تو ہمزہ امر حاضر بھی مضموم ہوتا ہے......پس مضارع کے مفتوح العین ہونے کی صورت میں ہمزہ امر حاضر بھی مفتوح ہونا چاہیے ......لیکن کیا وجہ ہے کہ وہ اس صورت میں بھی مکسور ہوتا ہے۔

﴿جواب﴾: شعروں میں کئی جگہ ضرورت شعری کی وجہ سے مضارع کو ساکن کر کے پڑھا جاتا ہے تو اس مضارع کے واحد متکلم کے صیغہ سے التباس لازم آتا جیسے......

اَلْيَوْمَ اَشْرَبْ مِنْ غَيْرِ مُسْتَحْقَبٍ اِثْمًامِّنَ اللّٰهِ وَلَاوَاغِلٍ

☆ آج میں (محبوب کے ہاتھ سے) شراب پیتا ہوں نہ تو مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی گناہ ہوتا ہے اور نہ ہی میں طفیلی ہوں، اس شعر میں "اَشْرَبْ" واحد متکلم مضارع کا صیغہ ہے، ضرورت شعری کے پیش نظر اس کی باء کو ساکن کر کے "اَشْرَبْ" پڑھتے ہیں۔ اگر امر کے صیغے میں ہمزہ وصل مکسورہ نہ ہوتا تو یہاں پتہ نہ چلتا کہ یہ امر حاضر کا صیغہ ہے یا مضارع واحد متکلم کا۔ اسی طرح شرط کی جزاء کیساتھ بھی التباس لازم آتا مثلاً اِنْ تَمْنَعْ اَمْنَعْ یہاں اَمْنَعْ متکلم کا صیغہ ہے۔

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

﴿عبارت﴾: وَفُتِحَتْ اَلِفُ اَيْمُنٍ مَعَ كَوْنِهٖ لِلْوَصْلِ لِاَنَّهٗ جَمْعُ يَمِيْنٍ وَاَلِفُهٗ لِلْقَطْعِ ثُمَّ جُعِلَ لِلْوَصْلِ فِي اللَّفْظِ لِكَثْرَتِهٖ وَفُتِحَ اَلِفُ التَّعْرِيْفِ لِكَثْرَتِهٖ اَيْضًاوَفُتِحَ اَلِفُ اَكْرِمْ لِاَنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَلِفِ الْاَمْرِبَلْ اَلِفُ قَطْعٍ مَحْذُوْفٍ مِنْ تُكْرِمُ وَحُذِفَتْ لِاجْتِمَاعِ الْهَمْزَتَيْنِ فِيْ اُكْرِمُ لِاَنَّ اَصْلَهٗ اُاَكْرِمُ وَلَاتُحْذَفُ هَمْزَةُاَعْلَمَ فِي الْوَصْلِ فِي الْخَطِّ حَتّٰى لَايَلْتَبِسَ الْاَمْرُمِنْ عَلِمَ بِاَمْرِعَلَّمَ فَاِنْ قِيْلَ يُعْلَمُ بِالْاِعْجَامِ قُلْنَاالْاِعْجَامُ يُتْرَكُ كَثِيْرًاوَّمِنْ ثَمَّ فَرَّقُوْابَيْنَ عُمَرَوَعَمْرٍوبِالْوَاوِوَحُذِفَتْ فِيْ بِسْمِ اللّٰهِ لِكَثْرَةِالْاِسْتِعْمَالِ وَلَمْ يُحْذَفْ فِيْ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ لِقِلَّةِالْاِسْتِعْمَالِ وَجُزِمَ اٰخِرُهٗ فِي الْغَائِبِ بِاللَّامِ اِجْمَاعًالِاَنَّ اللَّامَ مُشَابِهَةٌلِكَلِمَةِالشَّرْطِ فِي النَّقْلِ وَكَذٰلِكَ الْمُخَاطَبُ عِنْدَالْكُوْفِيِّيْنَ لِاَنَّ الْاَصْلَ فِيْ اِضْرِبْ لِتَضْرِبْ عِنْدَهُمْ وَمِنْ ثَمَّ قَرَاَالنَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)فَبِذٰلِكَ فَلْتَفْرَحُوْافَحُذِفَ اللَّامُ لِكَثْرَةِالْاِسْتِعْمَالِ ثُمَّ حُذِفَ عَلَامَةُالْاِسْتِقْبَالِ لِلْفَرْقِ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ

الْمُضَارِعِ فَبَقِيَ الضَّادُ سَاكِنًا فَاجْتُلِبَتْ هَمْزَةُ الْوَصْلِ وَوُضِعَتْ مَوْضِعَ عَلَامَةِ الْاِسْتِقْبَالِ وَاُعْطِيَ لَهٗ اَثَرُ عَلَامَةِ الْاِسْتِقْبَالِ كَمَا اُعْطِيَ لِفَاءِ رُبَّ عَمَلُ رُبَّ فِيْ قَوْلِ الشَّاعِرِ فَمِثْلِكِ حُبْلٰى قَدْ طَرَقْتُ وَمُرْضِعٍ فَاَلْهَيْتُهَا عَنْ ذِيْ تَمَائِمَ مُحْوِلٍ وَعِنْدَ الْبَصْرِيِّيْنَ مَبْنِيٌّ لِاَنَّ الْاَصْلَ فِي الْاَفْعَالِ الْبِنَاءُ

﴿ترجمہ﴾: اور اَیْمُن کی الف کوفتحہ دیا گیا باوجودیکہ وہ وصل کے لیے اس لیے کہ وہ یمین کی جمع ہے اور اس کا الف قطع کرنے کے لیے ہے۔ پھر وہ لفظ میں اس کے کثرت استعمال کی وجہ سے وصلی بنا دیا جاتا ہے اور الف تعریف کو بھی فتحہ اس کے کثرت استعمال کی وجہ سے دیا جاتا ہے اور اُکْرِمْ کے الف کوفتحہ اس وجہ سے دیا گیا ہے کیونکہ وہ امر کے الف سے نہیں ہے بلکہ وہ الف قطعی ہے جوکہ حذف کر دیا گیا تھا تُکْرِمُ سے اور اُکْرِمُ سے ہمزہ اس وجہ سے حذف کیا گیا تھا کہ وہاں دو ہمزہ اکٹھے ہو گئے تھے اس لیے کہ اس کی اصل ااُکْرِمُ تھی۔ اور اِعْلَمْ کا ہمزہ کسی دوسرے کلمے سے وصل کے وقت لکھنے کی حالت میں حذف نہیں کیا جاتا۔ جبکہ پڑھنے کی حالت میں یہ ایک اعتبار سے حذف ہوتا ہے یعنی پڑھا نہیں جاتا تاکہ عَلِمَ کے امر کے ساتھ عَلَّمَ کے امر کا التباس نہ ہونے پائے پس اگر یوں کہا جائے کہ یہ بات تو اعراب سے بھی معلوم ہو جاتی ہے کہ کون سا باب عَلِمَ اور کون سا عَلَّمَ ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اکثر طور پر اعراب کو ترک کر دیا جاتا ہے اور اسی وجہ سے اہل صرف عمر اور عمرو میں واؤ کے ساتھ فرق پیدا کیا ہے تاکہ التباس نہ ہو سکے اور بسم اللہ میں ہمزہ کو حذف کر دیا جاتا ہے کثرت استعمال کی وجہ سے جبکہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ میں قلت استعمال کی وجہ سے حذف نہیں کیا گیا اور امر کے آخر کو غائب میں بھی جزم دی جاتی ہے لام کے ساتھ بالاتفاق۔ اس لیے کہ لام نقل میں کلمہ شرط کے مشابہہ ہے اور اسی طرح ہی مخاطب ہے کوفیوں کے نزدیک یعنی اس میں بھی لام ہی کی وجہ سے آخر میں جزم ہے۔ اس لیے کہ اِضْرِبْ اصل میں لِتَضْرِبْ تھا کوفیوں کے نزدیک اور اسی وجہ سے، آقائے دو جہاں ﷺ نے پڑھا فَبِذٰلِكَ فَلْتَفْرَحُوْا پس لام کو کثرت استعمال کی وجہ سے حذف کر دیا گیا پھر علامت استقبال کو امر اور مضارع کے درمیان فرق پیدا کرنے کے لیے حذف کر دیا گیا پس پھر ضاد ساکن باقی رہ گیا پھر ہمزہ وصلی شروع میں داخل کیا گیا اور اس کو علامت استقبال کی جگہ پر رکھا اور اس ہمزہ کو علامت استقبال کا اثر دے دیا گیا، جس طرح فائے رُبَّ کو عمل رُبَّ دے دیا گیا ہے شاعر کے قول میں (ترجمہ) میں تیری جیسی کئی حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتوں کے پاس رات کے وقت آیا تو میں نے انہیں ایک سالہ دودھ پیتے بچے سے غافل کر دیا۔ اور بصریوں کے نزدیک فعل امر حاضر معروف مبنی ہے اس لیے افعال میں اصل مبنی ہونا ہی ہے۔

﴿تشریح﴾:

وَفُتِحَتْ اَلِفُ اَيْمُنٍ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اَيْمُنٍ کا الف (ہمزہ) وصلی ہے لیکن اسے فتحہ دیا گیا ہے؟

﴿جواب﴾: اَيْمُنٍ ،يَمِيْنٌ کی جمع ہے اس کا الف (ہمزہ) قطعی ہے لیکن چونکہ اس کا استعمال بکثرت ہوتا ہے لہٰذا اسے وصل کیلئے قرار دیا گیا۔

الف تعریف کا فتحہ کیوں؟

وَفُتِحَ اَلِفُ التَّعْرِيْفِ لِكَثْرَتِهِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: الف تعریف کو فتحہ کیوں دیا گیا؟

﴿جواب﴾: کیونکہ یہ بھی بکثرت مستعمل ہے لہٰذا تخفیف کیلئے اس کو حرکت فتحہ دی گئی۔

وَفُتِحَ اَلِفُ اَكْرِمْ لِاَنَّ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ''اَكْرِمْ'' کے ہمزہ کو فتحہ کیوں دیا گیا؟

﴿جواب﴾: ''اَكْرِمْ'' کا ہمزہ وصلی نہیں بلکہ قطعی ہے یہ امر کیلئے نہیں آیا مضارع کے صیغوں میں اسے حذف کیا جاتا ہے کیونکہ واحد متکلم کے صیغے میں دو ہمزوں کا اجتماع ہو جاتا جیسے ااُكْــــرِمُ تو یہاں دوسرے ہمزہ کو حذف کیا پھر اس کی مناسبت سے باقی صیغوں سے بھی حذف کیا گیا۔

وَلَا تُحْذَفُ هَمْزَةُ اِعْلَمْ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اِعْلَمْ کا ہمزہ وصل کی صورت میں لکھنے میں باقی رہتا ہے کیوں؟

﴿جواب﴾: اس لئے کہ اسے حذف کرنے کی صورت میں مجرد کے امر اور باب تفعیل کے امر کے درمیان التباس کا خدشہ ہوتا ہے۔

فَاِنْ قِيْلَ يُعْلَمُ بِالْاِعْجَامِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: یہ التباس، حرکات کے ذریعے دور کیا جاسکتا ہے؟

﴿جواب﴾: عام طور پر حرکات کو چھوڑ دیا جاتا ہے لہٰذا التباس کا خدشہ باقی رہتا ہے ،یہی وجہ ہے کہ عُمَرُ اور عَمْرٌو میں فرق کیلئے عُمْرُ کے آخر میں واو کا اضافہ کر کے عَمْرٌو پڑھتے ہیں۔

وَحُذِفَتْ فِيْ بِسْمِ اللّٰهِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: جب لکھنے میں ہمزہ وصل باقی رہتا ہے تو بِسْمِ اللّٰهِ کا ہمزہ کیوں حذف کیا گیا؟

﴿جواب﴾: اس کے بکثرت استعمال کی وجہ سے ہمزہ وصل حذف کر دیا گیا۔

وَلَمْ يُحْذَفْ فِيْ اِقْرَأْ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: "اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ" میں بسم اللہ کا ہمزہ کیوں حذف نہیں ہوا؟

﴿جواب﴾: اس لئے کہ اس کا استعمال کم ہوتا ہے۔

جُزِمَ اٰخِرُهٗ فِي الْغَائِبِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: امر غائب کے آخر میں لام امر کی وجہ سے جزم کیوں دی گئی؟

﴿جواب﴾: چونکہ لام امر، معنی کو منتقل کرنے میں کلمہ شرط کے مشابہ ہے لہٰذا اس نے وہی عمل کیا جو کلمہ شرط کرتا ہے۔ کلمہ شرط ماضی کو مضارع کے معنی میں کرتا ہے اور لام امر خبر پر داخل ہو کر اسے انشاء کے معنی میں کر دیتا ہے۔

وَكَذٰلِكَ الْمُخَاطَبُ عِنْدَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: کیا امر حاضر کے شروع میں لام امر اور آخر میں جزم آتی ہے؟

﴿جواب﴾: ہاں! کوفیوں کے نزدیک اسی طرح ہے کیونکہ ان کے نزدیک اِضْرِبْ کی اصل لِتَضْرِبْ ہے یہی وجہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم "فَلْيَفْرَحُوْا" "فَلْتَفْرَحُوْا" (مخاطب کے صیغے سے) بھی منقول ہے۔

فَحُذِفَ اللَّامُ لِكَثْرَةِ الْاِسْتِعْمَالِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: لِتَضْرِبْ سے اِضْرِبْ کیسے بن گیا؟

﴿جواب﴾: کثرت استعمال کے باعث لام کو حذف کیا پھر مضارع اور امر میں فرق کرنے کیلئے علامتِ مضارع کو حذف کیا اس کے بعد ضاد ساکن رہ گیا تو علامتِ مضارع کی جگہ ہمزہ وصل لگا دیا جس نے وہی اثر کیا جو علامتِ مضارع کرتی ہے یعنی آخر میں جزم دے دی جیسا کہ علامتِ مضارع کی وجہ سے آخر میں اعراب آتا ہے۔

كَمَا اُعْطِيَ لِفَاءِ رُبَّ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: کیا ایسی کوئی مثال ہے کہ کوئی حرف دوسرے حرف کا عمل کرے؟

﴿جواب﴾: جی ہاں! رُبَّ کے معنی میں آنے والی فاء رُبَّ کا عمل کرتی ہے۔ مندرجہ ذیل شعر میں یہ عمل پایا جاتا ہے۔

فَمِثْلِكِ حُبْلٰى قَدْ طَرَقْتُ وَمُرْضِعٍ ۔۔۔ فَاَلْهَيْتُهَا عَنْ ذِيْ تَمَائِمَ مُحْوِلِ

میں تیری جیسی کئی حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتوں کے پاس رات کے وقت آیا تو میں نے انہیں ایک سالہ دودھ پیتے بچے سے غافل کر دیا۔ یہاں "فَمِثْلِكِ" میں مجرور ہے اور اسے فاء نے جر دی جو رُبَّ کے معنی میں ہے۔

وَعِنْدَ الْبَصْرِيِّيْنَ مَبْنِيٌّ لِاَنَّ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: کیا امر حاضر معروف مبنی نہیں؟

﴿جواب﴾: امر حاضر معروف بصریوں کے نزدیک مبنی ہے کیونکہ افعال میں اصل یہ ہے کہ وہ مبنی ہیں۔

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

مضارع معرب کیوں ہے؟

﴿عبارت﴾: وَاِنَّمَا اُعْرِبَ الْمُضَارِعُ لِمُشَابَهَةِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْاِسْمِ وَلَمْ تَبْقَ الْمُشَابَهَةُ بَيْنَ الْاَمْرِ وَالْاِسْمِ بِحَذْفِ حَرْفِ الْمُضَارَعَةِ وَمِنْ ثَمَّ قِيْلَ قَوْلُهُ فَلْتَفْرَحُوْا مُعْرَبٌ بِالْاِجْمَاعِ لِوُجُوْدِ عِلَّةِ الْاِعْرَابِ وَهِيَ حَرْفُ الْمُضَارَعَةِ وَزِيْدَتْ فِيْ اٰخِرِ الْاَمْرِ نُوْنَا التَّاكِيْدِ لِتَاكِيْدِ الطَّلَبِ نَحْوُ لِيَضْرِبَنَّ لِيَضْرِبَانِّ لِيَضْرِبُنَّ لِتَضْرِبَنَّ لِتَضْرِبَانِّ لِيَضْرِبْنَانِّ وَفُتِحَ الْبَاءُ فِيْ لِيَضْرِبَنَّ فِرَارًا عَنِ اجْتِمَاعِ السَّاكِنَيْنِ وَفُتِحَ النُّوْنُ لِلْخِفَّةِ وَحُذِفَتْ وَاوُ لِيَضْرِبُوْا اِكْتِفَاءً بِالضَّمَّةِ وَيَاءُ اِضْرِبِيْ اِكْتِفَاءً بِالْكَسْرَةِ وَلَمْ تُحْذَفْ اَلِفُ التَّثْنِيَةِ حَتّٰى لَا يَلْتَبِسَ بِالْوَاحِدِ وَكُسِرَتِ النُّوْنُ الثَّقِيْلَةُ بَعْدَ اَلِفِ التَّثْنِيَةِ لِمُشَابَهَتِهَا بِنُوْنِ التَّثْنِيَةِ وَحُذِفَتِ النُّوْنُ الَّتِيْ هِيَ تَدُلُّ عَلَى الرَّفْعِ فِيْ مِثْلِ هَلْ تَضْرِبَانِّ لِاَنَّ مَاقَبْلَ النُّوْنِ الثَّقِيْلَةِ تَصِيْرُ مَبْنِيًّا فَاِنْ قِيْلَ لِمَ اُدْخِلَ الْاَلِفُ الْفَاصِلَةُ فِيْ مِثْلِ لِيَضْرِبْنَانِّ قُلْنَا فِرَارًا عَنِ اجْتِمَاعِ النُّوْنَاتِ وَحُكْمُ الْخَفِيْفَةِ مِثْلُ حُكْمِ الثَّقِيْلَةِ اِلَّا اَنَّهُ لَا يَدْخُلُ بَعْدَ الْاَلِفَيْنِ لِاجْتِمَاعِ السَّاكِنَيْنِ فِيْ غَيْرِ حَدِّهٖ وَعِنْدَ يُوْنُسَ يَدْخُلُ قِيَاسًا عَلَى الثَّقِيْلَةِ وَكِلْتَاهُمَا تَدْخُلَانِ فِيْ سَبْعَةِ مَوَاضِعَ لِوُجُوْدِ مَعْنَى الطَّلَبِ فِيْهَا فِي الْاَمْرِ كَمَامَرَّ وَالنَّهْيِ نَحْوُ لَاتَضْرِبَنَّ وَالْاِسْتِفْهَامِ نَحْوُ هَلْ تَضْرِبَنَّ وَالتَّمَنِّيْ نَحْوُ لَيْتَكَ تَضْرِبَنَّ وَالْعَرْضِ نَحْوُ اَلَا تَضْرِبَنَّ وَالْقَسَمِ نَحْوُ وَاللّٰهِ لَاتَضْرِبَنَّ وَالنَّفْيِ قَلِيْلًا لِمُشَابَهَةٍ بِالنَّهْيِ نَحْوُ لَاتَضْرِبَنَّ وَالنَّهْيُ مِثْلُ الْاَمْرِ فِيْ جَمِيْعِ الْوُجُوْهِ اِلَّا اَنَّهُ مُعْرَبٌ بِالْاِجْمَاعِ

﴿ترجمہ﴾: اور جبکہ مضارع کو اعراب دیا گیا ہے اس کے اور اسم کے درمیان مشابہت کے پائے جانے کی وجہ سے اور حرف مضارعہ کو حذف کرنے کے بعد امر اور اسم کے درمیان مشابہت باقی نہیں رہی تھی بلکہ ختم ہوگئی تھی اور اسی وجہ سے یہ کہا گیا ہے کہ آپ ﷺ کا قول فَلْتَفْرَحُوْا بالاتفاق معرب ہے، معرب ہونے کی علت کے پائے

جانے کی وجہ سے اور وہ حذف ہونے والا حرف جو ہے وہ حرف مضارعت ہے۔ اور اب امر کے آخر میں نون تاکید کو زیادہ کیا گیا فعل کی طلب میں تاکید کرنے کی غرض سے جیسے لِيَضْرِبَنَّ، لِيَضْرِبَانِّ، لِيَضْرِبُنَّ، لِتَضْرِبَنَّ، لِتَضْرِبَانِّ، لِيَضْرِبْنَانِّ اور لِيَضْرِبَنَّ میں باء کو فتحہ کی حرکت دی گئی اجتماع ساکنین سے بچنے کی غرض سے اور خفت کی غرض سے نون کو فتحہ دیا گیا اور لِيَضْرِبُوْا کی واؤ کو حذف کر دیا گیا ضمہ پر اکتفاء کرتے ہوئے اور اسی طرح اِضْرِبِیْ کی یاء کو بھی حذف کر دیا گیا کسرہ پر اکتفاء کرتے ہوئے اور تثنیہ کے الف کو حذف نہیں کیا گیا، تاکہ واحد کے صیغے کے ساتھ التباس لازم نہ آنے پائے اور الف تثنیہ کے بعد نون ثقیلہ کو کسرہ دے دیا گیا اس کی نون تثنیہ کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے اور اس نون کو حذف کر دیا گیا جو کہ رفع پر دلالت کرتا تھا جیسے هَلْ تَضْرِبَانِّ کی مثال میں ہے اس لیے کہ نون ثقیلہ کا ماقبل مبنی ہو گیا ہے اگر یوں پوچھا جائے کہ الف فاصل کا کیوں داخل کیا گیا جیسے کہ لِيَضْرِبْنَانِّ میں ہے تو اس کے جواب میں ہم یہ کہتے ہیں تین نونات کو جمع ہونے سے بچانے کی غرض سے اور نون خفیفہ کا حکم بھی نون ثقلیہ کے حکم ہی کی طرح ہے مگر یہ اجتماع الساکنین علی غیر حدہ میں دوالفوں کے بعد داخل نہیں کیا جاتا اور جبکہ یونس کے نزدیک نون ثقیلہ پر قیاس کرتے ہوئے داخل کیا جاتا ہے، اور یہ دونوں (خفیفہ، ثقیلہ) سات مقامات پر طلب کا معنی پائے جانے کی وجہ سے آتے ہیں، ان ساتوں میں سے ایک امر ہے جیسے کہ گذر چکا ہے، اور دوسرا فعل نہی ہے جیسے لَاتَضْرِبَنَّ اور استفہام ہے جیسے هَلْ تَضْرِبَنَّ اور چوتھا تمنی ہے...... جیسے لَيْتَكَ تَضْرِبَنَّ اور پانچواں عرض ہے جیسے اَلَاتَضْرِبَنَّ اور چھٹا قسم ہے جیسے وَاللّٰهِ لَاتَضْرِبَنَّ اور ساتواں نفی ہے نہی کے ساتھ ساتھ تھوڑی سی مشابہت کی وجہ سے جیسے لَاتَضْرِبَنَّ اور نہی تمام صورتوں میں امر ہی کی طرح ہے مگر یہ کہ نہی بالاتفاق معرب ہے۔

﴿تشریح﴾:

وَاِنَّمَا اُعْرِبَ الْمُضَارِعُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: پھر مضارع کیوں معرب ہے جبکہ وہ بھی فعل ہے؟

﴿جواب﴾: مضارع اس لئے معرب ہے کہ اسے اسم کیساتھ مشابہت حاصل ہے۔

وَلَمْ تَبْقَ الْمُشَابَهَةُ بَيْنَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: امر اور اسم کے درمیان مشابہت کیوں نہیں؟

﴿جواب﴾: چونکہ امر سے علامتِ مضارع حذف ہو جاتی ہے لہٰذا اس کے اور اسم کے درمیان مشابہت باقی نہیں رہتی یہی وجہ ہے کہ ''فَلْيَفْرَحُوْا'' بالاتفاق معرب ہے کیونکہ اس میں علامتِ مضارع باقی ہے اور وہی علت اعراب ہے۔

وَفُتِحَ الْبَاءُ فِیْ لِیَضْرِبَنَّ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: لِیَضْرِبَنَّ (امر با نون ثقیلہ) میں باء کو فتح کیوں دیتے ہیں؟

﴿جواب﴾: اگر باء کو فتحہ نہ دیں تو دو ساکن باء اور نون مدغم در ساکن جمع ہو جاتے ہیں......اور فتحہ اسلئے دیا جاتا ہے کہ وہ خفیف حرکت ہے۔

وَحُذِفَتْ وَاوُ لِیَضْرِبُوْا الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: نون تاکید لانے کی صورت میں لِیَضْرِبُوْا کی واؤ کیوں حذف کی جاتی ہے؟

﴿جواب﴾: واؤ کو اس لئے حذف کیا جاتا ہے کہ واو ساکن اور نون تاکید کا پہلا نون جمع ہونے سے اجتماع ساکنین لازم آتا ہے......اور اس کے حذف کرنے سے علامت فَـاعِـلِیَّـتْ کا حذف بھی لازم نہیں آتا......کیونکہ ضمہ اس پر دلالت کرتا ہے۔

وَیَاءُ اِضْرِبِیْ اِکْتِفَاءً الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: واحد مؤنث حاضر کے صیغے سے یاء حذف کی جاتی ہے اور وہاں یاء پر دلالت کرنے والی چیز کیا ہے؟

﴿جواب﴾: واحد مؤنث حاضر کے صیغے میں یاء کا کسرہ یاء کے قائم مقام ہے۔

وَلَمْ تُحْذَفْ اَلِفُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: نون تاکید لانے کی صورت میں تثنیہ کا الف کیوں حذف نہیں کیا جاتا؟

﴿جواب﴾: اسلئے کہ اسے حذف کرنے کی صورت میں واحد کے صیغے سے التباس لازم آتا ہے۔

وَکُسِرَتِ النُّوْنُ الثَّقِیْلَۃُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: الف تثنیہ کے بعد آنے والے نون کو کسرہ کیوں دیا جاتا ہے؟

﴿جواب﴾: اسلئے کہ اسے نون تثنیہ سے مشابہت ہے۔

وَحُذِفَتِ النُّوْنُ الَّتِیْ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: تثنیہ کا نون جو رفع (اعراب) پر دلالت کرتا ہے نون ثقیلہ کے لاحق ہونے کے وقت اسے حذف کیوں کیا جاتا ہے؟ جیسے هَلْ تَضْرِبَانِّ

﴿جواب﴾: اسلئے کہ نون ثقیلہ کا ماقبل مبنی ہوتا ہے کیونکہ نون تاکید بناء کو چاہتا ہے یعنی نون کے شدتِ اتصال کی وجہ سے کلمہ کا آخر وسط بن جاتا ہے اور اعراب آخر میں آتا ہے، اس لئے نون اعرابی کو حذف کر دیا جاتا ہے کیونکہ ایک کلمہ میں اجتماع ضدین یعنی اعراب و بناء کا اجتماع جائز نہیں۔

فَاِنْ قِیْلَ لِمَ اُدْخِلَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: جمع مؤنث کے صیغے میں الف فاصل کیوں لاتے ہیں؟

﴿جواب﴾: تاکہ تین نون جمع نہ جائیں۔

نون ثقیلہ اور نون خفیفہ کے حکم میں فرق:

وَحُكْمُ الْخَفِيْفَةِ مِثْلُ حُكْمِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: کیا نون ثقیلہ اور نون خفیفہ کے حکم میں کوئی فرق ہے؟

﴿جواب﴾: نون خفیفہ کا وہی حکم ہے جو نون ثقیلہ کا ہے البتہ الف تثنیہ اور الف فاصل کے بعد نون خفیفہ نہیں آتا، یعنی فرق ہے بھی اور نہیں بھی۔

اِلَّا اَنَّهٗ لَا يَدْخُلُ بَعْدَ الْاَلِفَيْنِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ان صیغوں (چار تثنیہ کے اور دو جمع مؤنث کے صیغوں) میں نون خفیفہ نہ آنے کی کیا وجہ ہے؟

﴿جواب﴾: اس صورت میں اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدہ لازم آتا ہے۔

﴿سوال﴾: اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدہ کی وضاحت کریں اور بتائیں کہ وہ یہاں کیسے لازم آتا ہے؟

﴿جواب﴾: اجتماع ساکنین علیٰ حدہ یہ ہے کہ پہلا ساکن مدہ ہو اور دوسرا مدغم ہو جیسے وَلَا الضَّآلِّيْنَ میں الف مدہ اور پہلا لام ساکن مدغم ہے، یہ اجتماع جائز ہے۔ اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدہ یہ ہے کہ دوسرا ساکن مدغم نہ ہو جیسے نون خفیفہ ہے، یہ اجتماع جائز نہیں۔ تثنیہ یا جمع مؤنث کے صیغوں میں نون ثقیلہ کیساتھ الف ساکن کا اجتماع! اجتماع ساکنین علیٰ حدہ ہے۔

وَعِنْدَ يُوْنُسَ يَدْخُلُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ یہ بیان کرنا ہے کہ یونس صرفی کے نزدیک نون ثقیلہ پر قیاس کرتے ہوئے تثنیہ اور جمع مؤنث میں نون خفیفہ کا آنا جائز ہے۔

وَكِلْتَاهُمَا تَدْخُلَانِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: نون ثقیلہ اور نون خفیفہ کتنے اور کون کون سے مقامات میں آتے ہیں اور کیوں؟

﴿جواب﴾: یہ دونوں نون سات مقامات میں آتے ہیں اور ان مقامات میں ان کا آنا اسلئے ہے کہ ان میں طلب کا معنی پایا جاتا ہے۔ وہ سات مقامات یہ ہیں۔

(۱) امر جیسے اِضْرِبَنَّ۔ (۲) نہی جیسے لَاتَضْرِبَنَّ۔

(۳) استفہام جیسے هَلْ تَضْرِبَنَّ۔ (۴) تمنی جیسے لَيْتَكَ تَضْرِبَنَّ

(۵) عرض جیسے اَلَاتَضْرِبَنَّ۔ (٦) قسم جیسے وَاللّٰهِ لَاتَضْرِبَنَّ۔

(۷) نفی۔ جیسے لَا تَضْرِبَنَّ

☆☆☆ ...... ☆☆☆
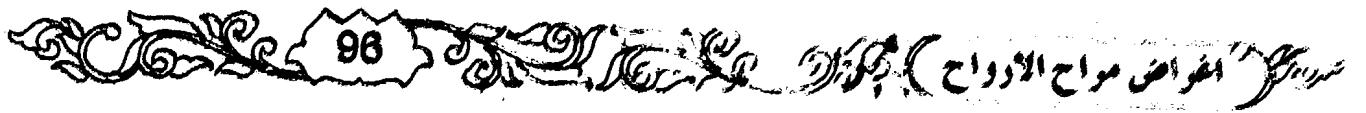
وَالنَّفْيُ قَلِيْلٌ لِمُشَابَهَةِ الخ :سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک وہم کا ازالہ کرنا ہے۔
جب نون تاکید ثقیلہ یا نون تاکید خفیفہ صرف اس فعل پر داخل ہوتے ہیں کہ جس میں طلب کا معنیٰ پایا جائے تو پھر یہ فعل نفی پر کیسے داخل ہوتے ہیں؟ تو اس کا جواب یہ دیا کہ اس پر نون کا داخل ہونا نہی کی مشابہت کی وجہ سے ہے، وجہ مشابہت دونوں میں فعل کا نہ پایا جانا ہے اگر چہ نفی میں خبر اور نہی میں طلب اور انشاء ہے۔

فعل نہی ! فعل امر کی طرح ہے

وَالنَّهْيُ مِثْلُ الْاَمْرِ فِيْ الخ :سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ یہ بیان کرنا ہے کہ فعل نہی ! فعل امر کی طرح ہے تمام امور میں، یعنی جس طرح فعل کبھی معروف ہوتا ہے اور کبھی مجہول ہوتا ہے، کبھی حاضر ہوتا ہے اور کبھی غائب ہوتا ہے اسی طرح فعل نہی بھی کبھی معروف ہوتا ہے اور کبھی مجہول ہوتا ہے کبھی حاضر ہوتا ہے اور کبھی غائب ہوتا ہے۔ اور نون تاکید ثقیلہ اور خفیفہ کا حکم بھی دونوں میں ایک ہوگا کیونکہ دونوں میں طلب والا معنیٰ پایا جاتا ہے، دونوں انشاء ہیں......فرق یہ ہے کہ امر میں طلب فعل ہے اور نہی میں طلب ترک فعل ہے......امر مبنی ہے اور نہی بالاتفاق معرب ہے۔

﴿سوال﴾: کیا وجہ ہے کہ امر (حاضر معروف) مبنی اور نہی معرب ہے؟

﴿جواب﴾: چونکہ نہی میں علت اعراب یعنی علامت مضارع برقرار رہتی ہے جبکہ امر حاضر معروف میں اسے حذف کر دیا جاتا ہے، لہٰذا وہ مبنی ہے اور نہی معرب ہے۔

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

فعل مجہول کا بیان

﴿عبارت﴾ وَيَجِيْءُ الْمَجْهُوْلُ مِثْلُ الْاَشْيَاءِ الْمَذْكُوْرَةِ فَمِنَ الْمَاضِيْ نَحْوُ ضُرِبَ اِلٰى اٰخِرِهٖ وَمِنَ الْمُسْتَقْبِلِ نَحْوُ يُضْرَبُ اِلٰى اٰخِرِهٖ وَالْغَرْضُ مِنْ وَضْعِهٖ خَسَاسَةُ الْفَاعِلِ اَوْ عَظْمَتِهٖ اَوْ شُهْرَتِهٖ وَاخْتُصَّ بِصِيْغَةِ فُعِلَ فِي الْمَاضِيْ لِاَنَّ مَعْنَاهُ غَيْرُ مَعْقُوْلٍ وَهُوَ اِسْنَادُ الْفِعْلِ اِلَى الْمَفْعُوْلِ فَجُعِلَ صِيْغَتُهٗ اَيْضًا غَيْرَ مَعْقُوْلَةٍ وَهِيَ فُعِلَ وَمِنْ ثَمَّ لَا يَجِيْءُ عَلٰى هٰذِهِ الصِّيْغَةِ كَلِمَةٌ اِلَّا وُعِلَ وَدُئِلَ وَفِي الْمُسْتَقْبِلِ عَلٰى يُفْعَلُ لِاَنَّ هٰذِهِ الصِّيْغَةَ مِثْلُ فُعْلِلَ فِي الْحَرَكَاتِ وَالسَّكَنَاتِ وَلَا يَجِيْءُ عَلَيْهِ كَلِمَةٌ اَيْضًا وَيَجِيْءُ فِي الزَّوَائِدِ مِنَ الثُّلَاثِيِّ بِضَمِّ الْاَوَّلِ وَكَسْرِ مَا قَبْلَ الْاٰخِرِ فِي الْمَاضِيْ نَحْوُ اُكْرِمَ وَبِضَمِّ الْاَوَّلِ الْاَوَّلِ وَفَتْحِ مَا قَبْلَ الْاٰخِرِ فِي الْمُسْتَقْبِلِ تَبَعًا لِلثُّلَاثِيِّ اِلَّا فِيْ سَبْعَةِ اَبْوَابٍ بِضَمِّ اَوَّلِ مُتَحَرِّكٍ مَعَ ضَمِّ الْاَوَّلِ وَكَسْرِ مَا قَبْلَ الْاٰخِرِ وَهِيَ تُفُعِّلَ وَتُفُوْعِلَ وَاُفْتُعِلَ وَاُنْفُعِلَ

وَاُسْتُفْعِلَ وَاُفْعُنْلِلَ وَاُفْعُوْعِلَ وَضَمَّ الْفَاءُ فِي الْاَوَّلَيْنِ حَتّٰى لَايَلْتَبِسَا بِمُضَارِعَيْ فَعَّلَ وَفَاعَلَ وَضَمَّ فِي الْخَمْسَةِ الْبَاقِيَةِ حَتّٰى لَايَلْتَبِسَ بِالْاَمْرِ فِي الْوَقْفِ يَعْنِيْ اِذَا قُلْتَ وَافْتُعِلْ فِي الْمَجْهُوْلِ فِي الْوَقْفِ بِوَصْلِ الْهَمْزَةِ وَافْتَعِلْ فِي الْاَمْرِ يَلْزَمُ اللَّبْسُ فَضَمَّ التَّاءُ لِاِزَالَتِهٖ فَقِسِ الْبَاقِيَ عَلَيْهِ۔

﴿ترجمہ﴾: اور مجہول آتا ہے، مذکورہ چیزوں کی طرح پس ماضی سے مجہول جیسے ضُرِبَ الخ اور مستقبل سے مجہول جیسے یُضْرَبُ الخ اور اس کی وضع سے غرض فاعل کی حقارت یا اس کی عظمت یا شہرت ہوتی ہے اور ماضی میں مجہول کو فُعِلَ کے وزن کے ساتھ خاص کیا گیا ہے، اس لیے کہ اس کا معنی غیر معقول ہے اور اس میں فعل کا اسناد مفعول کی طرف ہوتا ہے اور اسی وجہ سے اس صیغے کو بھی غیر معقول بنا دیا گیا، اور وہ صیغہ فُعِلَ ہے اور اسی کی وجہ سے اس صیغے کے وزن پر اسم میں کوئی کلمہ نہیں سوائے وُعِلٌ اور دُعِلٌ اور مستقبل میں مجہول یُفْعَلُ کے وزن پر آتا ہے اس لیئے کہ یہ صیغہ حرکات اور سکنات میں فُعْلِلَ کی طرح ہے اور اس وزن پر بھی اسم میں کوئی کلمہ نہیں آتا۔ اور ثلاثی مزید فیہ کے ابواب میں ماضی میں حرف اول کو ضمہ اور آخر سے ماقبل کو کسرہ دیا جاتا ہے جیسے اُکْرِمَ اور مستقبل میں صرف اول کو ضمہ اور آخر سے ماقبل کو فتحہ دیا جاتا ہے ثلاثی مجرد کی اتباع کرتے ہوئے مگر سات ابواب تَفَعُّلٌ، تَفَاعُلٌ، اِفْتِعَالٌ، اِنْفِعَالٌ، اِسْتِفْعَالٌ، اِفْعِنْلَالٌ، اِفْعِیْعَالٌ ایسے ہیں کہ جن میں ماضی کے اندر باب تَفَعُّلٌ اور تَفَاعُلٌ کے پہلے دونوں حرفوں کو اور ان کے دو علاوہ باقی پانچ میں پہلے اور تیسرے حرف کو جو کہ متحرک ہوتے ان کو ضمہ دے دیا جاتا ہے جبکہ آخر سے ماقبل حرف میں ساتوں ابواب میں سے ہر ایک کو کسرہ دیا جاتا ہے جیسے تُفُعِّلَ، تُفُوْعِلَ، اُفْتُعِلَ، اُسْتُفْعِلَ، اُفْعُنْلِلَ اور اُفْعُوْعِلَ...... باقی رہی یہ بات کہ باب تُفُعِّلَ اور تُفُوْعِلَ میں پہلے دو حرفوں کو ضمہ اس وجہ سے دیا گیا تاکہ فَعَّلَ اور فَاعَلَ دونوں کے مضارع کے ساتھ التباس لازم نہ آئے اور باقی پانچ ابواب میں ضمہ اس وجہ سے دیا گیا، تاکہ حالت وقف میں امر کے ساتھ التباس لازم نہ آئے یعنی جب آپ اُفْتُعِلَ کو حالت وقف میں وَافْتُعِلْ پڑھیں گے...... تو دونوں کا آپس میں التباس میں لازم آتا ہے تو پس اسی وجہ سے باب افتعال میں تاء کو ضمہ دے دیا گیا تاکہ دونوں کے مابین فرق باقی رہے تو پس باقی افعال کو بھی اسی پر قیاس کر لیں۔

﴿تشریح﴾:

وَالْغَرْضُ مِنْ وَضْعِهٖ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: فعل مجہول کیوں لایا جاتا ہے؟

﴿جواب﴾: اس کی کئی وجوہات ہیں یا تو اس لئے کہ فاعل کے حقیر ہونے کی وجہ سے اس کا ذکر کرنا مناسب نہیں

یا اس کی علت اور شہرت کی وجہ سے اس کا ذکر چھوڑ دیا جاتا ہے۔

وَاخْتُصَّ بِصِيْغَةِ فُعِلَ الخ : سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: مجہول کا صیغہ مثلاً فُعِلَ غیر معقول ہے کیونکہ اس میں ضمہ سے کسرہ کی طرف خروج لازم آتا ہے تو اسے اختیار کرنے کی کیا وجہ ہے؟

﴿جواب﴾: چونکہ فعل مجہول کا معنی بھی غیر معقول ہے کیونکہ فعل کی نسبت فاعل کی بجائے مفعول کی طرف کی جاتی ہے، لہٰذا اس کیلئے صیغہ بھی غیر معقول استعمال کیا گیا۔

وَمِنْ ثَمَّ لَايَجِيْءُ عَلٰى الخ : سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اس صیغہ کے غیر معقول ہونے پر کوئی شہادت پیش کریں۔

﴿جواب﴾: اس کے غیر معقول ہونے کی واضح دلیل یہ ہے کہ اس وزن پر اسم سے صرف دو کلمے وُعِلٌ اور دُئِلٌ آتے ہیں۔

لِاَنَّ هٰذِهِ الصِّيْغَةَ مِثْلُ الخ : سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: مضارع مجہول کا صیغہ یُفْعَلُ کے وزن پر کیوں لایا جاتا ہے؟

﴿جواب﴾: اسلئے کہ یہ صیغہ حرکات وسکنات میں فُعْلِلَ رباعی مجرد کی ماضی مجہول کے ساتھ حرکات وسکنات میں مشابہہ ہے، فُعْلِلَ کا وزن بھی زیادہ استعمال نہیں ہوتا، بلکہ یہ غیر معقول وزن ہے تو اس کے مطابق یُفْعَلُ بھی غیر معقول کے درجے میں ہوگا۔

وَيَجِيْءُ فِي الزَّوَائِدِ الخ : سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ثلاثی مزید فیہ میں فعل مجہول کس طرح آتا ہے؟

﴿جواب﴾: ثلاثی مزید فیہ میں سات ابواب کے علاوہ ماضی مجہول پہلے کلمہ کے ضمہ اور آخر سے پہلے حرف پر کسرہ کیساتھ آتا ہے اور مضارع مجہول میں پہلے حرف پر ضمہ اور آخر سے ماقبل پر فتحہ ہوتا ہے، اور یہ ثلاثی مجرد کی اتباع ہے۔

اِلَّا فِيْ سَبْعَةِ اَبْوَابٍ الخ : سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: جن سات ابواب کا استثناء کیا گیا ان کے نام بتائیں اور ان کی حرکات کی وضاحت کریں۔

﴿جواب﴾: وہ سات ابواب یہ ہیں۔

(۱) تَفَعُّلٌ (۲) تَفَاعُلٌ (۳) اِفْتِعَالٌ (۴) اِنْفِعَالٌ

(۵) اِسْتِفْعَالٌ (۶) اِفْعِنْلَالٌ (۷) اِفْعِيْعَالٌ۔

ان ابواب کی استثناء کی وجہ یہ ہے کہ ان میں صرف پہلے کلمہ پر ضمہ اور آخر کے ماقبل پر کسرہ ہی نہیں ہوتا بلکہ ان میں ایک بات کا

اضافہ بھی ہے وہ یہ کہ ان کا پہلا متحرک حرف مضموم بھی ہوتا ہے مثلاً تُفُعِّلَ میں تاء اور فاء دونوں مضموم ہیں جب کہ اُكْرِمَ میں صرف ہمزہ مضموم ہے۔

وَضُمَّ الْفَاءُ فِي الْأَوَّلَيْنِ الخ سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: باب تَفَعُّل اور تَفَاعُل کی ماضی مجہول میں فاء کلمہ کو ضمہ کیوں دیا گیا؟

﴿جواب﴾: اس لئے کہ اگر ضمہ نہ دیا جاتا تو باب تَفْعِيل اور مُفَاعَلَة کے مضارع کے ساتھ التباس لازم آتا ہے۔

وَضُمَّ فِي الْخَمْسَةِ الْبَاقِيَةِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: باقی پانچ ابواب میں پہلے کلمہ کو ضمہ دینے کی کیا وجہ ہے؟

﴿جواب﴾: اس لئے کہ ضمہ نہ ہونے کی صورت میں حالت وقف میں امر کیساتھ التباس لازم آنے کا خدشہ تھا، مثلاً باب افتعال میں ماضی مجہول اور امر ہم شکل ہیں، فرق یہ ہے کہ امر میں تاء مفتوح ہے اور ماضی مجہول میں تاء مضموم ہے یہی ضمہ التباس کے ڈر کو ختم کرتا ہے۔

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

اسم فاعل کا بیان

﴿عبارت﴾: فَصْلٌ فِی اسْمِ الْفَاعِلِ وَهُوَ مُشْتَقٌّ مِنَ الْمُضَارِعِ لِمَنْ قَامَ بِهِ الْفِعْلُ بِمَعْنَى الْحُدُوْثِ وَاشْتُقَّ مِنْهُ لِمُنَاسَبَتِهِمَا فِی الْوُقُوْعِ صِفَةً لِلنَّكِرَةِ وَغَيْرِهٖ وَصِيْغَتُهٗ مِنَ الثُّلَاثِیِّ عَلٰی وَزْنِ فَاعِلٍ وَحُذِفَ عَلَامَةُ الْاِسْتِقْبَالِ مِنْ يَضْرِبُ فَاُدْخِلَ الْاَلِفُ لِخِفَّتِهَا بَيْنَ الْفَاءِ وَالْعَيْنِ لِاَنَّ فِی الْاَوَّلِ يَصِيْرُ مُشَابِهًا بِالْمُتَكَلِّمِ وَبِالتَّفْضِيْلِ وَكُسِرَ عَيْنُهٗ لِاَنَّ بِتَقْدِيْرِ الْفَتْحِ يَصِيْرُ مُشَابِهًا بِمَاضِی الْمُفَاعَلَةِ وَبِتَقْدِيْرِ الضَّمَّةِ يُثْقَلُ وَبِتَقْدِيْرِ الْكَسْرَةِ اَيْضًا يَلْزَمُ الْاِلْتِبَاسُ بِاَمْرِ بَابِ الْمُفَاعَلَةِ وَلٰكِنْ اُبْقِیَ مَعَ ذٰلِكَ لِلضَّرُوْرَةِ وَقِيْلَ اخْتِيَارُ الْاِلْتِبَاسِ بِالْاَمْرِ اَوْلٰی لِاَنَّ الْاَمْرَ مُشْتَقٌّ مِنَ الْمُسْتَقْبَلِ وَاسْمُ الْفَاعِلِ اَيْضًا مُشْتَقٌّ مِنَ الْمُسْتَقْبَلِ وَيَجِیْءُ عَلٰی وَزْنِ فَعِلٍ وَّفَعْلٍ وَّفُعْلٍ وَّ فِعْلٍ وَّفُعُلٍ وَّفَعَالٍ وَّفُعَالٍ وَّفَعْلَانَ وَاَفْعَلَ نَحْوُ فَرِقٍ وَّشَكْصٍ وَّصُلْبٍ وَّمِلْحٍ وَّجُنُبٍ وَّحَسَنٍ وَّجَبَانٍ وَّشُجَاعٍ وَّعَطْشَانَ وَاَحْوَلَ وَهُوَ يَخْتَصُّ بِبَابِ فَعِلَ اِلَّا سِتَّةً يَجِیْءُ مِنْ بَابِ فَعُلَ نَحْوُ اَحْمَقَ وَاَخْرَقَ وَاٰدَمَ وَاَرْعَنَ وَاَسْمَرَ وَاَعْجَفَ وَزَادَ الْاَصْمَعِیُّ الْاَعْجَمَ وَقَالَ الْفَرَّاءُ يَجِیْءُ اَحْمَقُ مِنْ حَمِقَ وَهُوَ لُغَةٌ فِیْ حَمُقَ وَكَذٰلِكَ يَجِیْءُ خَرِقَ وَسَمِرَ وَعَجِفَ اَعْنِیْ فَعِلَ لُغَةٌ فِيْهِنَّ وَيَجِیْءُ اَفْعَلُ لِتَفْضِيْلِ الْفَاعِلِ مِنَ الثُّلَاثِیِّ غَيْرِ مَزِيْدٍ فِيْهِ مِمَّا لَيْسَ بِلَوْنٍ وَلَا عَيْبٍ وَلَا يَجِیْءُ مِنَ الْمَزِيْدِ فِيْهِ لِعَدَمِ اِمْكَانِ مُحَافَظَةِ جَمِيْعِ حُرُوْفِهٖ فِیْ اَفْعَلَ وَلَا يَجِیْءُ مِنْ لَوْنٍ وَلَا عَيْبٍ لِاَنَّ فِيْهِمَا يَجِیْءُ اَفْعَلُ لِلصِّفَةِ فَيَلْزَمُ الْاِلْتِبَاسُ وَلَا يَجِیْءُ لِتَفْضِيْلِ الْمَفْعُوْلِ حَتّٰی لَا يَلْتَبِسَ بِتَفْضِيْلِ الْفَاعِلِ

﴿ترجمہ﴾: اس فاعل وہ اسم ہے کہ جو مضارع سے بنایا جاتا ہے اس شخص کے لیے کہ جس کے ساتھ فعل قائم ہوتا ہے بمعنی حدوث کے، اور یہ مضارع سے مشتق ہوتا ہے کیونکہ ان دونوں (اسم فاعل اور مضارع) کے مابین مناسبت ہے نکرہ کی صفت واقع ہونے میں اور دیگر معاملات میں، اور ثلاثی مجرد سے اسم فاعل کا صیغہ ''فَاعِلٌ'' کے وزن پر آتا ہے اور یَضْرِبُ سے استقبال کی علامت کو حذف کر دیا گیا ہے تو فاء اور عین کلمے کے درمیان الف کو اس

کے خفیف ہونے کی وجہ داخل کر دیا گیا۔اس لیے کہ اس کے شروع الف کو داخل کرنے سے وہ متکلم اور تفضیل کے مشابہہ ہو جاتا اور اس کے عین کلمہ کو کسرہ دے دیا گیا اس لیے کہ فتحہ لگا دینے کی وجہ سے وہ مفاعلہ کی ماضی کے مشابہہ ہو جاتا اور ضمہ لگا دینے کی وجہ سے ثقیل ہو جاتا اور کسرہ لگانے کی وجہ سے بھی باب مفاعلہ کے امر کے ساتھ التباس لازم تو آتا ہے لیکن اس کو باوجود اس کے ضرورت کی وجہ سے باقی رکھا گیا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ امر کے ساتھ التباس کو اختیار کرنا اولیٰ ہے اس لیے کہ امر مستقبل سے بنایا گیا ہے اور اسم فاعل بھی مستقبل سے ہی بنایا گیا ہے اور ثلاثی مجرد سے اسم فاعل فَعِلٌ، فَعْلٌ، فُعْلٌ، فِعْلٌ، فُعُلٌ، فَعَالٌ، فُعَالٌ اور فَعْلَانٌ اور اَفْعَلُ کے وزن پر آتا ہے جیسے فَرِقٌ، شَكْصٌ، صُلْبٌ، مِلْحٌ، جُنُبٌ، جَبَانٌ، شُجَاعٌ، عَطْشَانٌ اور اَحْوَلُ وغیرہ اور وہ فَعِلَ کے باب کے ساتھ خاص ہے مگر چھ اس کے علاوہ ہیں وہ فَعُلَ کے باب سے آتے ہیں جیسے اَحْمَقُ، اَخْرَقُ آدَمُ، اَرْعَنُ، اَسْمَرُ، اَعْجَفُ اور اَصْمَعی نے ایک کا اضافہ کیا ہے کہ اَلْاَعْجَم بھی شامل ہے اور فَرّاء نے کہا ہے کہ اَحْمَق حَمِقَ سے آتا ہے حالانکہ وہ تو حَمُقَ ہے ایک لغت میں اور اسی طرح ہی خَرِقَ سَمِرَ عَجِفَ یعنی فَعِلَ ان کے اندر ایک لغت ہے۔اور اسم فاعل تفضیل (اسم تفضیل) غیر ثلاثی مزید فیہ سے اَفْعَلُ کے وزن پر آتا ہے ان ابواب سے کہ جن میں لون اور عیب کا معنی نہیں ہوتا۔اور ثلاثی مزید فیہ سے اسم تفضیل تمام حروف کی حفاظت کے ممکن نہ ہو سکنے کی وجہ سے نہیں آتا۔اور نہ ہی لون اور عیب سے اسم تفضیل آتا ہے اس لیئے کہ ان دونوں سے اَفْعَل صفت کے لیے آتا ہے۔اگر ان سے اسم تفضیل لایا جائے تو التباس لازم آئے گا۔اور نہ ہی مفعول کا تفضیل آتا ہے تا کہ فاعل کا تفضیل کے ساتھ التباس لازم نہ آئے۔

﴿تشریح﴾:

وَهُوَ مُشْتَقٌّ مِنَ الْمُضَارِعِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوالِ مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اسم فاعل کسے کہتے ہیں؟ اور یہ کس سے مشتق ہوتا ہے؟

﴿جواب﴾: اسم فاعل وہ اسم ہے جس کیساتھ فعل بمعنی حدوث قائم ہو، اور یہ فعل مضارع سے مشتق ہوتا ہے۔

وَاشْتُقَّ مِنْهُ لِمُنَاسَبَتِهِمَا الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوالِ مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اسم فاعل مضارع سے کیوں مشتق ہوتا ہے؟

﴿جواب﴾: اس لئے کہ اسم فاعل کو فعل مضارع سے مشابہت حاصل ہے، مثلاً دونوں نکرہ کی صفت واقع ہو سکتے ہیں اور اس کے علاوہ کئی دوسرے امور میں بھی ان کے درمیان مناسبت ہے جن کا ذکر ماقبل میں گزر چکا ہے۔

وَصِيْغَتُهُ مِنَ الثَّلَاثِيْ عَلٰى الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوالِ مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ثلاثی مجرد پر اسم فاعل کا صیغہ کس وزن پر آتا ہے؟ اور کیسے بنتا ہے؟

﴿جواب﴾: ثلاثی مجرد میں اسم فاعل فَاعِلٌ کے وزن پر آتا ہے، علامت مضارع کو حذف کر کے عین اور لام کے درمیان الف کا اضافہ کرتے ہیں، اور عین کلمہ کو کسرہ دیتے ہیں، اور آخر میں تنوین لاتے ہیں۔

فَاُدْخِلَ الْاَلِفُ لِخِفَّتِهَا الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوالِ مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اضافہ کیلئے الف کی تخصیص کیوں کی گئی؟

﴿جواب﴾: اس لئے کہ یہ خفیف ہے۔

لِاَنَّ فِی الْاَوَّلِ یَصِیْرُ مُشَابِهًا الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوالِ مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: الف کا اضافہ شروع میں کیوں نہیں کیا جاتا؟

﴿جواب﴾: اگر شروع میں اضافہ کریں تو مضارع واحد متکلم اور اسم تفضیل کیساتھ مشابہت لازم آتی ہے۔

اسم فاعل میں عین کلمہ مکسور کیوں؟

وَکُسِرَ عَیْنُهٗ لِاَنَّ بِتَقْدِیْرِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوالِ مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اسم فاعل میں عین کو کسرہ کیوں دیتے ہیں؟

﴿جواب﴾: اسلئے کہ اگر فتحہ دیں تو باب مفاعلہ کی ماضی کیساتھ التباس لازم آتی ہے اور ضمہ اس لئے نہیں دیتے کہ وہ ثقیل ہے۔

وَبِتَقْدِیْرِ الْکَسْرَةِ اَیْضًا الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوالِ مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: کسرہ کی صورت میں باب مفاعلہ کے امر کیساتھ التباس لازم آتا ہے اس کے باوجود کسرہ کیوں لایا گیا؟

﴿جواب﴾: یہ ٹھیک ہے لیکن ضرورت کے تحت کسرہ دیا گیا کیونکہ کسرہ درمیانی حرکت ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ فتحہ کے مقابلے میں کسرہ اس لئے اختیار کیا گیا کہ اس کی وجہ سے امر کیساتھ التباس لازم آتا ہے اور ماضی کے مقابلے میں یہ التباس اختیار کیا جاسکتا ہے کیونکہ امر بھی مضارع سے مشتق ہے اور اسم فاعل بھی مضارع سے مشتق ہے۔

وَیَجِیْءُ عَلٰی وَزْنِ فَعِلٍ وَّفَعْلٍ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوالِ مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: مصنف علیہ الرحمۃ نے صفت مشبّہ کے صیغے اسم فاعل کی بحث میں ذکر کئے ہیں وہ کون کون سے ہیں؟ اور ان کو الگ طور پر کیوں نہیں ذکر کیا؟

﴿جواب﴾: چونکہ اسم فاعل ثلاثی اور صفت مشبّہ میں مشابہت تامہ پائی جاتی ہے، لہٰذا مصنف علیہ الرحمۃ نے صفت مشبّہ کو اسم فاعل ثلاثی مجرد کی بحث میں ذکر کیا، صفت مشبّہ کے اوزان مع امثال درج ذیل ہیں۔

اوزان صفت مشبہ:

نمبر شمار	الفاظ	معانی	نمبر شمار	الفاظ	معانی
1	فَعِلٌ، فَرِقٌ	ڈرپوک	6	فَعَالٌ، جَبَانٌ	بزدل
2	فَعْلٌ، شَكْصٌ	بدخو	7	فَعَلٌ، حَسَنٌ	خوب صورت
3	فُعْلٌ، صُلْبٌ	سخت	8	فُعَالٌ، شُجَاعٌ	بہادر
4	فِعْلٌ، مِلْحٌ	نمکین وکھاری	9	فَعْلَانٌ، عَطْشَانٌ	پیاسا
5	فُعُلٌ، جُنُبٌ	ناپاک	10	اَفْعَلُ، اَحْوَلُ	بھینگا

وَاَحْوَلَ وَهُوَيُخْتَصُّ بِبَابِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوالِ مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ان اوزان میں سے کون سا وزن ماضی مکسور العین سے مختص ہے؟

﴿جواب﴾: اَفْعَلُ کا وزن فَعِلَ يَفْعَلُ سے مختص ہے، جیسے اَحْوَلُ۔

اِلَّاسِتَّةً يَجِيْءُ مِنْ بَابِ فَعُلَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوالِ مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: کیا اَفْعَلُ کے وزن پر اس باب کے علاوہ کسی دوسرے باب سے بھی کچھ اسماء آتے ہیں۔

﴿جواب﴾: جی ہاں! چھ اسم ایسے ہیں جو مضموم العین ماضی سے اَفْعَلُ کے وزن پر آتے ہیں، وہ چھ اسماء یہ ہیں۔

(۱) اَحْمَقُ (۲) اَخْرَقُ (۳) اٰدَمُ (۴) اَرْعَنُ (۵) اَسْمَرُ (۶) اَعْجَفُ۔

وَزَادَالْاَصْمَعِيُّ الْاَعْجَمَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوالِ مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: کیا ان کے علاوہ بھی کوئی اسم مضموم العین ماضی سے آتا ہے؟

﴿جواب﴾: جی ہاں! اَصْمَعِيُّ کے نزدیک اَعْجَمُ بھی اسی وزن پر آتا ہے۔

وَقَالَ الْفَرَّاءُ يَجِيْءُ اَحْمَقُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوالِ مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: کیا ان مندرجہ بالا اسماء کی لغات میں کچھ اختلاف بھی ہے؟

﴿جواب﴾: جی ہاں! فَرَّاء کے نزدیک اَحْمَقُ مکسور العین سے بھی آتا ہے اسی طرح اَخْرَقُ، اَسْمَرُ، اَعْجَفُ بھی ایک لغت میں ماضی مکسور العین سے آتے ہیں۔

غیر ثلاثی مجرد سے اسم تفضیل کیوں نہیں آتا؟

وَيَجِيْءُ اَفْعَلُ لِتَفْضِيْلِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوالِ مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اسم تفضیل ثلاثی مجرد کے علاوہ دوسرے ابواب سے کیوں نہیں آتا؟

﴿جواب﴾: اسم تفضیل اَفْعَلُ کے وزن پر آتا ہے اور ثلاثی مزید فیہ سے جب تک کوئی حرف حذف نہ کیا جائے یہ نہیں آسکتا اور حذف کرنے کی صورت میں مختلف ابواب کے اسم تفضیل کے درمیان التباس لازم آنے کا ڈر ہے۔ مثلاً باب اِفْعَالٌ اور باب اِسْتِفْعَالٌ سے اسم تفضیل اَخْرَجُ سے آئے گا لیکن یہ نہیں معلوم ہوگا کہ اس کا معنی زیادہ نکلنے والا، زیادہ نکالنے والا یا خروج کی زیادہ طلب ہے۔

وَلَا یَجِیْءُ مِنْ لَوْنٍ وَلَا عَیْبٍ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوالِ مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: رنگ اور عیب کے معانی پر مشتمل ابواب سے اسم تفضیل کیوں نہیں آتا؟

﴿جواب﴾: اس لئے کہ ان میں یہ وزن یعنی اَفْعَلُ صفت کیلئے آتا ہے، اگر اسم تفضیل کے لئے بھی آئے تو التباس کا ڈر ہے۔

وَلَا یَجِیْءُ لِتَفْضِیْلِ الْمَفْعُوْلِ سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوالِ مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اسم تفضیل فاعل سے آتا ہے مفعول سے کیوں نہیں آتا؟

﴿جواب﴾: اس لئے کہ اس صورت میں اسم فاعل اور اسم مفعول کے اسم تفضیل میں التباس لازم آتا ہے۔

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

﴿عبارت﴾: فَاِنْ قِیْلَ لِمَ لَمْ یُجْعَلْ عَلَی الْعَکْسِ حَتّٰی لَا یَلْزَمَ الْاِلْتِبَاسُ قُلْنَا جَعْلُهٗ لِلْفَاعِلِ اَوْلٰی لِاَنَّ الْفَاعِلَ مَقْصُوْدٌ وَالْمَفْعُوْلُ فُضْلَةٌ وَاَیْضًا یُمْکِنُ التَّعْمِیْمُ فِی الْفَاعِلِ دُوْنَ الْمَفْعُوْلِ وَنَحْوُ اَشْغَلُ مِنْ ذَاتِ النِّحْیَیْنِ لِتَفْضِیْلِ الْمَفْعُوْلِ وَنَحْوُ اَعْطَاهُمْ وَاَوْلَاهُمْ مِنَ الزَّوَائِدِ وَاَحْمَقُ مِنَ الْهَبَنَّقَةِ مِنَ الْعُیُوْبِ شَاذٌّ وَیَجِیْءُ الْفَاعِلُ عَلَی الْفَعِیْلِ نَحْوُ نَصِیْرٍ وَقَدْ یَسْتَوِیْ فِیْهِ الْمُذَکَّرُ وَالْمُؤَنَّثُ اِذَا کَانَ بِمَعْنٰی مَفْعُوْلٍ نَحْوُ قَتِیْلٍ وَّجَرِیْحٍ فَرْقًا بَیْنَ الْفَاعِلِ وَالْمَفْعُوْلِ اِلَّا اِذَا جُعِلَتِ الْکَلِمَةُ مِنْ اَعْدَادِ الْاَسْمَاءِ نَحْوُ ذَبِیْحَةٍ وَلَقِیْطَةٍ وَقَدْ یُشَبَّهُ بِهٖ مَا هُوَ بِمَعْنٰی فَاعِلٍ نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ وَیَجِیْءُ عَلٰی فَعُوْلٍ لِلْمُبَالَغَةِ نَحْوُ مَنُوْعٍ وَیَسْتَوِیْ فِیْهِ الْمُذَکَّرُ وَالْمُؤَنَّثُ اِذَا کَانَ بِمَعْنٰی فَاعِلٍ نَحْوُ امْرَاَةٍ صَبُوْرٍ وَیُقَالُ فِی الْمَفْعُوْلِ نَاقَةٌ حَلُوْبَةٌ وَاُعْطِیَ الْاِسْتِوَاءُ فِیْ فَعِیْلٍ لِلْمَفْعُوْلِ وَفِیْ فَعُوْلٍ لِلْفَاعِلِ طَلَبًا لِلْعَدْلِ وَیَجِیْءُ لِلْمُبَالَغَةِ نَحْوُ صَبَّارٍ وَّسَیْفٍ مِجْزَمٍ وَهُوَ مُشْتَرَكٌ بَیْنَ الْاٰلَةِ وَبَیْنَ مُبَالَغَةِ الْفَاعِلِ وَفِسِّیْقٍ وَّکُبَّارٍ وَّطُوَّالٍ وَّعَلَّامَةٍ وَّنَسَّابَةٍ وَّرَوَّایَةٍ وَّفَرُوْقَةٍ وَّضُحَکَةٍ وَّمِجْزَامَةٍ وَّمِسْقَامٍ وَّمِعْطِیْرٍ وَیَسْتَوِی الْمُذَکَّرُ وَالْمُؤَنَّثُ فِی التِّسْعَةِ الْاَخِیْرَةِ لِقِلَّتِهِنَّ اَمَّا قَوْلُهُمْ مِسْکِیْنَةٌ فَمَحْمُوْلَةٌ عَلٰی

فَقِيْرَةٍ كَمَا قَالُوْا هِيَ عَدُوَّةُ اللّٰهِ وَاِنْ لَّمْ يَدْخُلِ التَّاءُ فِيْ فَعُوْلٍ نِ الَّذِيْ لِلْفَاعِلِ حَمْلًا عَلٰى مَعْنَى صَدِيْقَةٍ لِاَنَّهٗ نَقِيْضُهٗ وَصِيْغَتُهٗ مِنْ غَيْرِ الثُّلَاثِيْ عَلٰى صِيْغَةِ الْمُسْتَقْبَلِ بِمِيْمٍ مَضْمُوْمَةٍ وَكَسْرِ مَاقَبْلَ الْاٰخِرِ نَحْوُ مُكْرِمٍ وَاخْتِيْرَ الْمِيْمُ لِتَعَذُّرِ حُرُوْفِ الْعِلَّةِ وَقُرْبِ الْمِيْمِ مِنَ الْوَاوِ فِيْ كَوْنِهِمَا شَفَوِيَّةً وَضَمَّ الْمِيْمُ لِلْفَرْقِ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْمَوْضِعِ وَنَحْوُ مُسْهَبٍ لِلْفَاعِلِ عَلٰى صِيْغَةِ الْمَفْعُوْلِ مِنْ اَسْهَبَ وَيَافِعٌ مِنْ اَيْفَعَ شَاذٌّ وَيُبْنٰى مَاقَبْلَ تَاءِ التَّانِيْثِ عَلَى الْفَتْحِ فِيْ ضَارِبَةٍ لِاَنَّهٗ صَارَ بِمَنْزِلَةِ وَسْطِ الْكَلِمَةِ كَمَا فِيْ نُوْنِ التَّاكِيْدِ وَيَاءِ النِّسْبَةِ وَعَلَى الْفَتْحِ لِلْخِفَّةِ۔

﴿ترجمہ﴾: پس اگر یوں سوال کیا جائے کہ اس کے برعکس کیوں نہیں بنایا گیا تا کہ التباس لازم نہ آتا۔اس کے جواب میں ہم یہ کہتے ہیں اس کو فاعل کے لیے بنانا زیادہ اولیٰ ہے اس لیے کہ فاعل مقصود ہے جبکہ مفعول فضلہ ہے اور یہ بات بھی ہے کہ فاعل میں تعمیم ممکن ہے نہ کہ مفعول میں اور وہ دو گھی کے مشکیزوں والی سے بھی زیادی مشغول ہے۔مفعول کی تفضیل کی وجہ سے ہے اور جیسے اَعْطَاهُمْ وَ اَوْلَاهُمْ زوائد سے ہیں۔جیسے اَحْمَقُ مِنَ الْهَبَنَّقَةِ یعنی هَبَنَّقَه سے زیادہ احمق یہ عیوب سے ہے اور شاذ ہے،اور اسم فاعل فَعِيْلٌ کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے نَصِيْر اور کبھی اس میں مذکر مؤنث برابر ہوتا ہے جبکہ وہ مفعول کے معنیٰ میں ہو جیسے قَتِيْلٌ اور جَرِيْحٌ فرق کرتے ہوئے فاعل اور مفعول کے درمیان مگر یہ کہ جب کلمہ اسمائے عدد میں سے ہو جیسے ذَبِيْحَةٌ اور لَقِيْطَةٌ اور کبھی وہ اس چیز کے مشابہ ہوتا ہے کہ جو فاعل کے ہم معنیٰ ہو۔جیسے فرمان باری تعالیٰ اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ اور کبھی یہ فَعُوْلٌ کے وزن پر آتا ہے مبالغہ کی غرض سے جیسے مَنُوْعٌ اور اس میں مذکر مؤنث برابر ہوتے ہیں جبکہ وہ فاعل کے معنیٰ میں ہوں جیسے اِمْرَئَةٌ صَبُوْرٌ اور مفعول کے معنیٰ میں بولا جاتا ہے جیسے نَاقَةٌ حَلُوْبَةٌ اور جو فَعِيْلٌ بمعنی مفعول کے ہو تو اس میں مذکر مؤنث کو برابر رکھا جاتا ہے اور جو فَعُوْلٌ فاعل کے معنی میں ہو عدل کو طلب کرنے کی غرض سے اور اسم فاعل مبالغہ کے لیے بھی آتا ہے جیسے صَبَّار اور سَيْفٌ مِجْزَمٌ اور وہ اسم آلہ اور فاعل کے مبالغہ کے درمیان مشترک ہوتا ہے اور فِسِّيْقٌ، كُبَّارٌ، طُوَّالٌ،عَلَّامَةٌ نَسَّابَةٌ،رَوَّايَةٌ،فَرُوْقَةٌ ضُحَكَةٌ، مِجْزَامَةٌ، مِسْقَامٌ،مِعْطِيْرٌ ان مذکورہ اسماء میں سے آخری آٹھ میں ان کے قلت استعمال کی وجہ سے مذکر مؤنث برابر ہوتا ہے ۔جبکہ اہل صرف کا قول مِسْكِيْنَةٌ پس وہ فَقِيْرَةٌ پر محمول ہے جیسے کہ انہوں نے کہا ہے هِيَ عَدُوَّةُ اللّٰهِ اگر چہ اس فَعُوْل پر جو کہ فاعل کے لیے استعمال کیا جا رہا ہو صَدِيْقَه کے معنی پر محمول کرتے ہوئے تا آخر میں داخل نہ کی گئی ہو اس کے لیے کہ اس کی نقیض اور اسم فاعل کا صیغہ غیر ثلاثی سے مستقبل کے صیغے کے وزن پر آتا ہے میم مضمومہ اور آخر سے ماقبل کے کسرہ کے ساتھ جیسے مُكْرِمٌ اور میں کو چنا گیا حروف علت کے حذر اور میم کے واؤ سے قریب

ہونے کی وجہ سے شفوی ہونے میں، اور میم کو ضمہ دیا گیا اسم فاعل اور اسم ظرف کے مابین فرق پیدا کرنے کے لیے اور مُسْهَبٌ (تیز رفتار گھوڑا) فاعل کے لیے استعمال ہوتا ہے مفعول کے صیغہ پر اور یہ اَسْهَبَ سے بنایا گیا ہے اور یَافِعٌ کو اَيْفَعَ سے بنایا گیا ہے اور یہ شاذ ہیں۔ اور مضارعۃ میں تائے تانیث کے ماقبل کو مبنی برفتحہ بنایا گیا ہے اس لیے وہ بمنزل درمیان کلمہ کے ہو گیا جیسا کہ نون تاکید اور یائے نسبت اور اس کو مبنی برفتحہ! تخفیف کی غرض سے بنایا گیا ہے۔

﴿تشریح﴾:

فَإِنْ قِيْلَ لِمَ لَمْ يُجْعَل الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوالِ مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اس کا الٹ بھی تو کیا جا سکتا ہے یعنی اسمِ تفضیل فاعل کیلئے نہ آئے اور مفعول کیلئے آتا ہے؟

﴿جواب﴾: فاعل کیلئے اسم تفضیل کو اسلئے اختیار کیا گیا ہے کہ فاعل مقصود ہوتا ہے اور مفعول زائد ہوتا ہے نیز فاعل میں عموم ہوتا ہے یعنی یہ لازم اور متعدی دونوں اقسام کے افعال سے آتا ہے لیکن مفعول میں عموم نہیں ہے۔

وَنَحْوُ اَشْغَلُ مِنْ ذَاتِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوالِ مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: آپ نے کہا ہے کہ مفعول سے اسمِ تفضیل نہیں آتا حالانکہ اَشْغَلُ مفعول کے معنی میں زیادتی کیلئے آتا ہے اس کا معنی زیادہ مشغول ہے، اسی طرح غیر ثلاثی مجرد سے اسم تفضیل آرہا ہے جیسے اَعْطَاهُم اور اَوْلَاهُم نیز عیب سے بھی اِفْعَلُ کا وزن اسمِ تفضیل کیلئے استعمال ہو رہا ہے جیسے اَحْمَقُ زیادہ بیوقوف کے معنی میں ہے؟

﴿جواب﴾: یہ تمام مثالیں شاذ ہیں۔

<u>دو مشکیزوں والی کا قصہ:</u>

﴿سوال﴾: ذَاتُ النِّحْيَيْنِ اور هَبَنَّقَه سے کیا مراد ہے؟

﴿جواب﴾: النِّحْی گھی کے مشکیزے کو کہتے ہیں اور ذَاتُ النِّحْيَيْنِ (دو مشکیزوں والی) سے بنو تیم کی ایک عورت مراد ہے اس کے پاس گھی کے دو مشکیزے تھے...... جنہیں وہ بازار میں بیچنے کے لئے لائی ...... تو خولہ بن جبر نامی شخص اسے ایک خالی مکان میں لے گیا...... یہ کہہ کر کہ میں نے یہ مشکیزے گھی کے خریدنے ہیں...... وہاں اس نے ایک مشکیزے کا منہ کھلوا کر اسے چکھا اور اس عورت سے کہا کہ اس کے منہ کو پکڑ کر رکھو...... پھر دوسرے کا منہ کھول کر چکھا اور کہا کہ اس کو بھی پکڑ کر رکھو...... یوں اس عورت کے دونوں ہاتھ مصروف ہو گئے...... تو یہ اس کے ساتھ جماع کرنے پر قادر ہو گیا...... کیونکہ اگر وہ انہیں چھوڑتی تو اس کا بہت زیادہ نقصان ہو جاتا...... تمام گھی ضائع ہو جاتا...... پس اب یہ ضرب المثل بن گئی کہ جو شخص زیادہ مشغول ہو تو اسے کہا جاتا ہے "اَشْغَلُ مِنْ ذَاتِ النِّحْيَيْنِ" (یہ دو مشکیزوں والی سے بھی زیادہ مشغول ہے)۔

هَبَنَّقَه ایک بے وقوف شخص کا لقب ہے۔اس کا نام یزید ابن ثوران تھا اس نے گلے میں مختلف رنگوں کے تعویذ ڈال رکھے تھے تاکہ اس کی پہچان رہے ایک رات اس کے بھائی نے وہ تعویذ اپنے گلے میں ڈال لئے تو اس نے دیکھ کر کہا تو میں ہوں اور میں کون ہوں؟

وَيَجِيْءُ الْفَاعِلُ عَلَى الْفَعِيْلِ نَحْوُ نَصِيْرٍ الخ: اسم فاعل فَعِيْلٌ کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے نَصِيْرٌ اور یہ وزن اسم مفعول کیلئے بھی آتا ہے اور ایسی صورت میں مذکر اور مؤنث برابر ہوتے ہیں جیسے قَتِيْلٌ بمعنی مَقْتُوْلٌ اور جَرِيْحٌ بمعنی مَجْرُوْحٌ اسم مفعول کیلئے مذکر اور مؤنث دونوں کیلئے اس لئے لایا جاتا ہے تاکہ اسم فاعل اور مفعول میں فرق کیا جا سکے البتہ اگر ایسا کلمہ ہو جو اسماء میں شمار ہوتا ہے تو وہاں مؤنث کیلئے فَعِيْلَةٌ کا وزن آئیگا جیسے ذَبِيْحَة "اور لَقِيْطَةٌ بعض اوقات اسم مفعول اسم فاعل کے مشابہ ہوتا ہے ایسی صورت میں مؤنث کیلئے تائے تانیث نہیں لاتے جیسے اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ یہاں اگرچہ قَرِيْبٌ فاعل کا معنی دیتا ہے لیکن اسم مفعول کے مشابہ ہونے کی وجہ سے قَرِيْبٌ پر جو رَحْمَةَ کی صفت ہے تائے تانیث نہیں لگائی گئی، حالانکہ رَحْمَةَ کی نسبت سے یہاں قَرِيْبَةٌ ہونا چاہیے تھا۔

مبالغہ کے صیغے:

وَيَجِيْءُ عَلٰى فَعُوْلٍ لِلْمُبَالَغَةِ الخ: فاعل کے مبالغہ کیلئے فَعُوْلٌ کا وزن آتا ہے جیسے مَنُوْعٌ بہت روکنے والا یہ وزن جب فاعل کیلئے آئے تو اسم میں مذکر اور مؤنث دونوں برابر ہوتے ہیں اِمْرَأَةٌ صَبُوْرٌ اگر مفعول کیلئے استعمال ہو تو مؤنث کے صیغے میں تاء لانا پڑے گی جیسے نَاقَةٌ حَلُوْبَةٌ اس طرح فاعل اور مفعول میں مساوات ہو جائیگی کیونکہ فَعِيْلٌ کا صیغہ مفعول کیلئے عمومیت کا حامل ہے اور فَعُوْلٌ کا صیغہ فاعل کیلئے عمومیت کا حامل ہے۔

اَمَّا قَوْلُهُمْ مِسْكِيْنَةٌ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: مِفْعِيْلٌ کے آخر میں تائے تانیث کی ضرورت نہیں ہے لیکن مِسْكِيْنَةٌ کے آخر میں تاء آرہی ہے اسکی کیا وجہ ہے؟

﴿جواب﴾: چونکہ معنوی اعتبار سے مِسْكِيْنَةٌ، فَقِيْرَةٌ کے مقابلے میں ہے اور وہاں تاء موجود ہے اس لئے یہاں بھی لائی گئی جیسا کہ هِيَ عَدُوَّةُ اللّٰهِ میں تاء نہیں آنی چاہیے تھی کیونکہ فَعُوْلٌ جب فاعل کے معنی میں آتا ہے تو مذکر اور مؤنث کیلئے برابر ہوتا ہے لیکن یہ صَدِيْقَةٌ کے مقابلے میں ہے اسلئے اس کا لحاظ کرتے ہیں عَدُوٌّ کے آخر میں تاء لگا کر عَدُوَّةٌ بنایا

غیر ثلاثی مجرد سے اسم فاعل بنانے کا طریقہ:

وَصِيْغَتُهُ مِنْ غَيْرِ الثُّلَاثِيْ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: غیر ثلاثی مجرد سے اسم فاعل بنانے کا طریقہ کیا ہے؟

﴿جواب﴾: غیر ثلاثی مجرد سے اسم فاعل کا صیغہ مضارع کے صیغہ سے یوں بنتا ہے کہ علامت مضارع کو گرا کر اس کی جگہ میم مضموم لگا دیتے ہیں اور آخر کے ماقبل کو کسرہ دے کر آخر میں تنوین لگاتے ہیں جیسے یُکْرِمُ سے مُکْرِمٌ۔

وَاخْتِيرَ الْمِيمُ لِتَعَذُّرِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: میم کی تخصیص کس وجہ سے ہے؟

﴿جواب﴾: چاہیے تو یہ تھا کہ حروف علت میں سے کوئی حرف لگا دیا جاتا لیکن ان حروف کا لانا مشکل ہے کیونکہ الف کی صورت میں ساکن سے ابتدا لازم آتی ہے جو ناجائز ہے اور واو کا اضافہ شروع میں نہیں کیا جاتا اور یاء لگانے کی صورت میں مضارع کیساتھ التباس لازم آتا ہے اور میم کا اضافہ اس لئے کیا گیا کہ یہ حرف شفوی ہونے کی وجہ سے واؤ کے مشابہ ہے۔

وَضُمَّ الْمِيمُ لِلْفَرْقِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: میم کو ضمہ دینے کی کیا وجہ ہے؟

﴿جواب﴾: میم کو فتحہ دینے کی صورت میں ثلاثی مجرد کے اسم ظرف سے التباس لازم آتا ہے اور کسرہ اسلئے نہیں دیتے کہ میم علامت مضارع کے قائم مقام ہے اور علامت مضارع پر کسرہ نہیں ہوتا۔

وَنَحْوُ مُسْهَبٍ لِلْفَاعِلِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: آپ کے بقول اسم فاعل کے آخر کا ماقبل مکسور ہوتا ہے لیکن مُسْهَبٌ فاعل کیلئے آ رہا ہے جبکہ یہاں آخر کا ماقبل حرف مفتوح ہے، اسی طرح یَافِعٌ اَمُفْعِلٌ کے وزن پر نہیں ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟

﴿جواب﴾: یہ دونوں شاذ ہیں۔

﴿نوٹ﴾: اسم فاعل کے آخر میں جب تائے تانیث آتی ہے تو اس کا ماقبل فتحہ پر مبنی ہوتا ہے کیونکہ یہ کلمہ وسط کی طرح ہو جاتا ہے اور اعراب وسط میں نہیں آتا جیسا کہ نون تاکید اور یائے نسبت لگانے کے وقت اعراب ختم ہو جاتا ہے اور فتحہ پر مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ فتحہ خفیف حرکت ہے۔

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

اسم مفعول کا بیان

﴿عبارت﴾: فَصْلٌ فِی اسْمِ الْمَفْعُوْلِ وَهُوَ اِسْمٌ مُشْتَقٌّ مِنْ يُفْعَلُ لِمَنْ وَقَعَ عَلَيْهِ الْفِعْلُ وَصِيْغَتُهٗ مِنَ الثُّلَاثِیْ يَجِیْءُ عَلٰی وَزْنِ مَفْعُوْلٍ نَحْوُ مَضْرُوْبٍ وَهُوَ مُشْتَقٌّ مِنْ يُضْرَبُ لِمُنَاسَبَةٍ بَيْنَهُمَا فَاِنْ قِيْلَ لِمَ اُدْخِلَ الْمِيْمُ مَقَامَ الزَّوَائِدِ قُلْنَا لِتَعَذُّرِ حُرُوْفِ الْعِلَّةِ فَصَارَ مُضْرَبًا ثُمَّ فُتِحَ الْمِيْمُ حَتّٰی لَا يَلْتَبِسَ بِمَفْعُوْلِ الْاِفْعَالِ فَصَارَ مَضْرَبًا ثُمَّ ضُمَّ الرَّاءُ حَتّٰی لَا يَلْتَبِسَ بِالْمَوْضِعِ فَصَارَ مَضْرُبًا ثُمَّ اُشْبِعَتِ الضَّمَّةُ لِانْعِدَامِ مَفْعُلٍ فِیْ كَلَامِهِمْ بِغَيْرِ التَّاءِ فَصَارَ مَضْرُوْبًا وَغُيِّرَ مَفْعُوْلٌ مِنَ الثُّلَاثِیْ دُوْنَ مَفْعُوْلِ سَائِرِ الْاَفْعَالِ وَالْمَوْضِعِ حَتّٰی يَصِيْرَ مُشَابِهًا فِی التَّغَيُّرِ بِاسْمِ الْفَاعِلِ اَعْنِیْ غُيِّرَ الْفَاعِلُ مِنْ يَفْعَلُ وَيَفْعُلُ اِلٰی فَاعِلٍ وَالْقِيَاسُ فَاعَلٌ وَفَاعُلٌ فَغُيِّرَ الْمَفْعُوْلُ اَيْضًا لِلْمُوَاخَاتِ بَيْنَهُمَا وَصِيْغَتُهٗ مِنْ غَيْرِ الثُّلَاثِیْ عَلٰی صِيْغَةِ الْفَاعِلِ بِفَتْحِ مَاقَبْلَ الْاٰخِرِ مِثْلُ مُسْتَخْرَجٍ۔

﴿ترجمہ﴾: اسم مفعول وہ اسم ہے کہ جو **يُفْعَلُ** یعنی مضارع مجہول سے نکالا جاتا ہے۔اس شخص کے لیے کہ جس پر فعل واقع ہوا ہو اور اس کا صیغہ ثلاثی مجرد سے مَفْعُوْلٌ کے وزن پر آتا ہے جیسے مَضْرُوْبٌ اور وہ يُضْرَبُ سے بنایا گیا ہے ان دونوں کے درمیان مناسبت کے پائے جانے کی وجہ سے۔پس اگر یوں پوچھا جائے کہ حروف زائد کی جگہ پر میم کو زائد کیوں کیا گیا تو اس کے جواب میں ہم یوں کہیں گے یعنی اس کا یہ جواب ہے کہ حروف علت کے متعذر ہو جانے کی وجہ سے تو یہ يُضْرَبُ سے مُضْرَبٌ ہو گیا پھر میم کو فتحہ اس لیے دیا گیا تا کہ باب اِفْعَال کے مفعول کے ساتھ التباس نہ ہو جائے تو یہ مَضْرَبٌ ہو گیا پر راء کو ضمہ دے دیا گیا تا کہ ظرف کے ساتھ التباس نہ ہو جائے تو مَضْرُبًا ہو گیا پھر اہل صرف کے کلام میں مَفْعُلٌ کا کلمہ بغیر تاء کے نہ ہونے کی وجہ سے راء کے ضمہ کا اشباع کیا گیا تو اس سے واؤ پیدا ہو گیا۔تو مَضْرُوْبٌ ہو گیا،صرف ثلاثی مجرد سے مفعول میں تبدیلی کی گئی نہ کہ تمام افعال کے مفعول اور ظرف میں تا کہ وہ تبدیلی میں اسم فاعل کے مشابہ ہو جائے یعنی اس فاعل میں تبدیلی کی گئی کہ جو يَفْعَلُ اور يَفْعُلُ سے اسم فاعل بنایا گیا۔حالانکہ کہ قیاس کا تقاضا یہ تھا کہ يَفْعَلُ سے اسم فاعل فَاعَلٌ اور يَفْعِلُ سے فَاعِلٌ آتا تو اسی وجہ سے اسم مفعول میں بھی ان دونوں کے درمیان بھائی چارے کی وجہ سے تبدیلی کی گئی اور

اسم مفعول کا صیغہ ثلاثی مزید فیہ اسم فاعل کے وزن پر ہی آتا ہے، آخر سے ماقبل کے فتحہ کے ساتھ جیسے مُسْتَخْرَجٌ۔

﴿تشریح﴾:

وَهُوَ اسْمٌ مُشْتَقٌّ مِنْ يُفْعَلُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اسم مفعول کسے کہتے ہیں؟ اور یہ کس سے مشتق ہوتا ہے؟

﴿جواب﴾: اسم مفعول وہ اسم ہے جو مضارع مجہول سے مشتق ہوتا ہے اور ثلاثی مجرد سے اس کا صیغہ مَفْعُوْلٌ کے وزن پر آتا ہے جیسے مَضْرُوْبٌ جو يُضْرَبُ سے مشتق ہے۔

اسم مفعول فعل مضارع سے کیوں مشتق ہوتا ہے؟

وَهُوَ مُشْتَقٌّ مِنْ يُضْرَبُ لِمُنَاسَبَةَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اسم مفعول فعل مضارع سے کیوں مشتق ہوتا ہے؟

﴿جواب﴾: چونکہ حرکات وسکنات اور حروف کی تعداد کے اعتبار سے فعل مضارع مجہول اور اسم مفعول جو اصل میں مُفْعَلٌ کے وزن پر آتا ہے میں مشابہت پائی جاتی ہے۔

فَإِنْ قِيْلَ لِمَ اُدْخِلَ الْمِيْمُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال ذکر کر کے اس کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اسم مفعول کے شروع میں حرف زائد کے طور پر میم کا اضافہ کیوں کیا گیا؟

﴿جواب﴾: چاہیے تو یہ تھا کہ حروف علت میں سے کوئی حرف لگا دیا جاتا لیکن ان حروف کا لانا مشکل ہے کیونکہ الف کی صورت میں ساکن سے ابتدا لازم آتی ہے جو ناجائز ہے اور واو کا اضافہ شروع میں نہیں کیا جاتا اور یاء لگانے کی صورت میں مضارع کیساتھ التباس لازم آتا ہے اور میم کا اضافہ اس لئے کیا گیا کہ یہ حرف شفوی ہونے کی وجہ سے واؤ کے مشابہ ہے۔

اسم مفعول کا صیغہ مَفْعُوْلٌ کیسے بن گیا؟

ثُمَّ فُتِحَ الْمِيْمُ حَتّٰى لَايَلْتَبِسَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اس طرح اسم مفعول کا صیغہ مَفْعُوْلٌ کیسے بن گیا؟

﴿جواب﴾: ثلاثی مجرد کیلئے اسم مفعول اگر مُفْعَلٌ کے وزن پر ہوتا تو باب اِفْعَالٌ کے اسم مفعول کیساتھ التباس لازم آتا للہٰذا میم کو فتحہ دیدیا لیکن اس صورت میں اسم ظرف کیساتھ التباس لازم آتا تھا اسلئے عین کلمہ کو ضمہ دیدیا اب یہ مَفْعُلٌ بن گیا لیکن چونکہ کلام عرب میں مَفْعُلٌ تاء کے بغیر نہیں آتا اس لئے عین کلمہ کے ضمہ کو اشباع کیساتھ پڑھتے ہیں جس کی وجہ سے واو پیدا ہوتی ہے اور یہ مفعول کا صیغہ بن جاتا ہے اور تنوین اس لئے داخل کی گئی کہ یہ اسم کی علامت ہے۔

ثلاثی مجرد کے اسم مفعول میں اس قدر تبدیلی کیوں؟

وَغَيْرُ مَفْعُوْلٍ مِنَ الثَّلَاثِي الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: غیر ثلاثی مجرد کا اسم مفعول اور اسم ظرف فعل مضارع مجہول کے وزن پر آتے ہیں لیکن ثلاثی مجرد کی حرکات میں تبدیلی کی گئی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

﴿جواب﴾: ثلاثی مجرد کے اسم مفعول میں حرکت کی تبدیلی اسلئے کی گئی ہے کہ اسم فاعل کیساتھ تبدیلی کے لحاظ سے مشابہت پیدا ہو جائے کیونکہ فعل مضارع مفتوح العین ہو یا مضموم العین اسم فاعل بناتے وقت عین کلمہ کی حرکت میں تبدیلی کر کے کسرہ دیتے ہیں اور بجائے فَاعُلٌ اور فَاعَلٌ کے فَاعِلٌ پڑھتے ہیں پس اسم مفعول میں تبدیلی کر کے اسم فاعل کیساتھ اس کے بھائی چارے کو قائم رکھا گیا۔ غیر ثلاثی مجرد سے اسم مفعول کا صیغہ اسم فاعل کی طرح ہے، فرق اتنا ہے کہ اسم مفعول کے آخر کا ماقبل مفتوح ہوتا ہے جیسے مُسْتَخْرَجٌ۔

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

اسم ظرف کا بیان

﴿عبارت﴾: فَصْلٌ فِي اسْمَيِ الْمَكَانِ وَالزَّمَانِ اِسْمُ الْمَكَانِ هُوَ اسْمٌ مُشْتَقٌّ مِنْ يَفْعَلُ لِمَكَانٍ وَقَعَ فِيْهِ الْفِعْلُ فَزِيْدَتِ الْمِيْمُ كَمَا فِي الْمَفْعُوْلِ لِمُنَاسَبَةٍ بَيْنَهُمَا وَلَمْ يُزَدِ الْوَاوُ حَتّٰى لَا يَلْتَبِسَ بِهٖ وَصِيْغَتُهٗ مِنْ بَابِ يَفْعَلُ مَفْعَلٌ كَالْمَذْهَبِ اِلَّا مِنَ الْمِثَالِ فَاِنَّهٗ مِنْهُ بِكَسْرِ الْعَيْنِ نَحْوُ الْمَوْجِلِ حَتّٰى لَا يُظَنَّ اَنَّ وَزْنَهٗ كَانَ فَوْعَلًا مِثْلُ جَوْرَبٍ وَلَا يُظَنَّ فِي الْكَسْرِ لِاَنَّ فَوْعِلًا لَا يُوْجَدُ فِيْ كَلَامِهِمْ وَمِنْ بَابِ يَفْعِلُ مَفْعِلٌ اِلَّا مِنَ النَّاقِصِ فَاِنَّهٗ مِنْهُ يَجِيْءُ بِفَتْحِ الْعَيْنِ نَحْوُ مَرْمًى فِرَارًا عَنْ تَوَالِي الْكَسْرَاتِ وَلَا يُبْنٰى مِنْ يَفْعُلُ مَفْعُلٌ لِثِقْلِ الضَّمَّةِ فَقُسِّمَ مَوْضِعُهٗ بَيْنَ مَفْعِلٍ وَّمَفْعَلٍ وَاُعْطِيَ لِلْمَفْعِلِ اَحَدَ عَشَرَ اِسْمًا نَحْوُ الْمَنْسِكِ وَالْمَجْزِرِ وَالْمَنْبِتِ وَالْمَطْلِعِ وَالْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَالْمَرْفِقِ وَالْمَسْقِطِ وَالْمَسْكِنِ وَالْمَسْجِدِ وَالْمَفْرِقِ وَالْبَاقِيْ لِلْمَفْعَلِ لِخِفَّةِ الْفَتْحَةِ وَاِسْمُ الزَّمَانِ مِثْلُ الْمَكَانِ نَحْوُ مَقْتَلِ الْحُسَيْنِ۔

﴿ترجمہ﴾: یہ فصل اسم مکان اور اسم زمان کے بیان میں ہے، اسم مکان وہ اسم کہ جو مضارع معروف سے مشتق کیا جاتا ہے اس مکان کے لیے کہ جس میں وہ فعل واقع ہوا پس اس میں میم کو زیادہ کیا جاتا ہے جیسا کہ اسم مفعول میں زیادہ کیا جاتا ہے ان دونوں یعنی مفعول اور ظرف مکان کے درمیان مناسبت کے پائے جانے کی وجہ سے اور واؤ کو زیادہ نہیں کیا جاتا تا کہ اسم مفعول کے ساتھ التباس نہ ہو جائے اور اس کا صیغہ یَفْعَلُ کے باب سے مَفْعَلٌ آتا ہے، جیسے مَذْهَبٌ مگر مثال سے مَفْعِلٌ کے وزن پر آتا ہے جیسے مَوْجِلٌ تا کہ یہ گمان کیا جائے کہ اس کا وزن فَوْعَلٌ جیسے جَوْرَبٌ اور کسرہ کی صورت میں یہ گمان نہ کیا جائے اس لیے کہ فَوْعَلٌ کلام عرب میں مستعمل نہیں ہے ، اور یَفْعِلُ کے باب سے اسم مکان مَفْعِلٌ کے وزن پر آتا ہے مگر ناقص سے اسم ظرف مکان عین کے فتحہ کے ساتھ آتا ہے، جیسے مَرْمًی بے در پے کسرات سے بچنے کی وجہ سے اور یَفْعُلُ کے باب سے اسم مکان مَفْعُلٌ نہیں بنایا جاتا ضمہ کی وجہ سے ثقل سے بچنے کی غرض سے پس یَفْعُلُ کے ظرف مکان کو مَفْعِلٌ اور مَفْعَلٌ کے درمیان

تقسیم کر دیا گیا اور مَفْعِلٌ کے کل گیارہ اسماء ہیں جیسے مَنْسِكٌ، مَجْزِرٌ، مَنْبِتٌ، مَطْلِعٌ، مَشْرِقٌ، مَغْرِبٌ، مَرْفِقٌ، مَسْقِطٌ، مَسْكِنٌ، مَسْجِدٌ، اور مَفْرِقٌ اور باقی مَفْعَلٌ کے وزن کے ساتھ خاص ہیں، یعنی مَفْعَلٌ کے وزن پر ہی آتے ہیں فتحہ کے خفیف ہونے کی وجہ سے اور اسم زمان اسم مکان ہی کی طرح ہے جیسے مَقْتَلُ الْحُسَيْنِ۔

﴿تشریح﴾:

اِسْمُ الْمَكَانِ هُوَاِسْمٌ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

ظرف مکان کی تعریف:

﴿سوال﴾: ظرف مکان کی تعریف کریں اور بتائیں کہ یہ کس سے بنتا ہے؟

﴿جواب﴾: ظرف مکان وہ اسم ہے جو فعل مضارع معروف سے مشتق ہوتا ہے، ایسی جگہ پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جس میں فعل واقع ہو، ثلاثی مجرد سے اس کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ فعل مضارع معروف سے علامتِ مضارع گرا کر میم مفتوح لگا دیتے ہیں اور آخر میں تنوین کا اضافہ کر دیتے ہیں، شروع میں میم لگانے کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ اسم مفعول اور اسم ظرف میں، مشابہت ہوتی ہے کیونکہ فعل کا وقوع ان دونوں پر ہوتا ہے اسلئے اسم مفعول کی طرح یہاں بھی میم کا اضافہ کیا گیا ہے، اگر یہ کہا جائے کہ اسم مفعول میں واو زائد بھی ہوتی ہے، یہاں کیوں نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس طرح اسم ظرف اور اسم مفعول میں التباس کا خدشہ تھا۔

مضارع مفتوح العین سے اسم ظرف کا صیغہ:

وَصِيْغَتُهٗ مِنْ بَابِ يَفْعَلُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: مضارع مفتوح العین سے اسم ظرف کا صیغہ کس طرح آتا ہے؟

﴿جواب﴾: مضارع مفتوح العین سے اسم ظرف مَــفْــعَــلٌ کے وزن پر یعنی مفتوح العین ہی آتا ہے جیسے يَذْهَبُ سے مَذْهَبٌ، البتہ مثال سے اسم ظرف مکسور العین آتا ہے جیسے مَوْجِلٌ۔

حَتّٰى لَايُظَنَّ اَنَّ وَزْنَهٗ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اس فرق کی کیا وجہ ہے؟

﴿جواب﴾: اگر مثال سے اسم ظرف مفتوح العین ہوتا تو فَوْعَلٌ کا وزن بن جاتا جیسے جَوْرَبٌ تو اسلئے یہ گمان ہو تا کہ یہ اسم ظرف نہیں بلکہ ثلاثی مجرد ملحق بر باعی مجرد کا مصدر ہے لہٰذا اس وہم کو دور کرنے کیلئے عین کلمہ کو کسرہ دے دیا کیونکہ کسرہ کی صورت میں فَوْعِلٌ کا وزن بھی بن جائے تو یہ کلام عرب میں نہیں پایا جاتا۔

مضارع مکسور العین سے اسم ظرف کا صیغہ:

وَمِنْ بَابِ يَفْعِلُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: مضارع مکسور العین سے اسم ظرف کا صیغہ کیسے آتا ہے؟

﴿جواب﴾: مضارع مکسور العین سے اسم ظرف کا صیغہ مکسور العین یعنی مَفْعِلٌ کے وزن پر آتا ہے البتہ ناقص سے مفتوح العین آتا ہے جیسے مَرْمًى جو اصل میں مَرْمَيٌ ہے اس کو مفتوح العین لانے کی وجہ یہ ہے یا دو کسروں کے قائم مقام ہوتی ہے اگر عین کو بھی کسرہ دیدیا جائے تو توالی کسرات (پے درپے کسرات کا وقوع) لازم آتا ہے۔

مضارع مضموم العین سے اسم ظرف کا صیغہ:

وَلَا يُبْنَى مِنْ يَفْعُلُ مَفْعُلٌ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: مضارع مضموم العین سے اسم ظرف کا صیغہ مضموم العین کیوں نہیں آتا؟

﴿جواب﴾: مضارع مضموم العین سے اسم ظرف مضموم العین نہیں آتا کیونکہ ضمہ ثقیل ہوتا ہے لہٰذا اس کا اسم ظرف مَفْعِلٌ اور مَفْعَلٌ میں تقسیم کردیا گیا، گیارہ اسم جو مَفْعِلٌ کے وزن پر آتے ہیں وہ یہ ہیں۔

اَلْمَنْسِكُ وَالْمَجْزِرُ وَالْمَنْبِتُ وَالْمَطْلِعُ وَالْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ وَالْمَرْفِقُ وَالْمَقْسِطُ وَالْمَسْكِنُ وَالْمَسْجِدُ وَالْمَفْرِقُ ۔اور باقی اسمائے ظروف مَفْعَلٌ کے وزن پر آتے ہیں کیونکہ فتحہ خفیف حرکت ہے۔

ظرف زمان بھی ظرف مکان کی طرح ہے مثلاً (مَقْتَلُ الْحُسَيْنِ) جائے شہادت حسینؓ اور وقت شہادت حسینؓ۔

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

اسم آلہ کا بیان

﴿عبارت﴾: فَصْلٌ فِی اسْمِ الْاٰلَةِ وَهُوَ اسْمٌ مُشْتَقٌّ مِنْ يَفْعَلُ لِلْاٰلَةِ وَصِيْغَتُهُ مِفْعَلٌ وَمِنْ ثَمَّ قَالَ الشَّاعِرُ

• اَلْمَفْعَلُ لِلْمَوْضِعِ وَالْمِفْعَلُ لِلْاٰلَةِ وَالْفَعْلَةُ لِلْمَرَّةِ وَالْفِعْلَةُ لِلْحَالَةِ

وَكُسِرَتِ الْمِيْمُ لِلْفَرْقِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْمَوْضِعِ وَيَجِيْءُ عَلٰى وَزْنِ مِفْعَالٌ نَحْوُ مِقْرَاضٍ وَّمِفْتَاحٍ وَيَجِيْءُ مَضْمُوْمَ الْعَيْنِ وَالْمِيْمِ نَحْوُ الْمُسْعُطِ وَالْمُنْخُلِ وَنَحْوِهِمَا قَالَ سِيْبَوَيْهِ هٰذَانِ مِنْ عَدَادِ الْاَسْمَاءِ يَعْنِيْ اَلْمُسْعُطُ اِسْمٌ لِهٰذَا الْوِعَاءِ وَلَيْسَ بِالْاٰلَةِ وَكَذٰلِكَ اَخَوَاتُهُ۔

﴿ترجمہ﴾: اسم آلہ: وہ اسم ہے کہ جو مشتق ہوتا ہے يَفْعِلُ سے آلہ کے لیے، اور اس کا صیغہ مِفْعَلٌ کے وزن پر آتا ہے، اور اسی وجہ سے شاعر نے کہا۔ مَفْعَلٌ ظرف کے لیے اور مِفْعَلٌ آلہ کے لیے، اور فَعْلَةٌ مَرَّہ (یکبارگی) کے لیے اور فِعْلَةٌ حالت کے لیے۔ اور میم کو کسرہ دیا جاتا ہے اس ظرف اور آلہ کے درمیان فرق پیدا کرنے کے لیے اور اسم آلہ مِفْعَالٌ کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے مِقْرَاضٌ اور مِفْتَاحٌ اور یہ عین اور میم کے ضمہ کے ساتھ بھی آتا ہے جیسے اَلْمُسْعُطُ اور اَلْمُنْخُلُ اور ان دونوں کی مثل کے بارے سیبویہ نے کہا کہ یہ دونوں اسماء ہی میں شمار ہوتے ہیں، یعنی اَلْمُسْعُطُ اسم ہے لِهٰذَا الْوِعَاءِ جو ہے وہ اسم آلہ سے نہیں ہے اور اسی طرح ہی اس کے اخوات ہیں۔

﴿تشریح﴾:

وَهُوَ اسْمٌ مُشْتَقٌّ مِنْ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

اسم آلہ کی تعریف:

﴿سوال﴾: اسم آلہ کی تعریف کریں اور بتائیں کہ یہ کس فعل سے بنتا ہے؟

﴿جواب﴾: اسم آلہ وہ اسم ہے جو مضارع مجہول سے بنتا ہے اور ایسی چیز کیلئے بولا جاتا ہے جو کام کیلئے بطور آلہ استعمال ہوا اور اس کا صیغہ مِفْعَلٌ کے وزن پر آتا ہے۔ جیسے شاعر کہتا ہے

اَلْمَفْعَلُ لِلْمَوْضِعِ وَالْمِفْعَلُ لِلْاٰلَةِ وَالْفَعْلَةُ لِلْمَرَّةِ وَالْفِعْلَةُ لِلْحَالَةِ

﴿ترجمہ﴾: مَفْعَلٌ کا وزن اسم ظرف کیلئے آتا ہے......اور مِفْعَلٌ کا وزن اسم آلہ کیلئے آتا ہے......اسی طرح فَعْلَةٌ کا وزن تعداد کیلئے آتا ہے......اور فِعْلَةٌ کا وزن حالت کیلئے آتا ہے......مثلاً ضِرْبَةٌ ایک مخصوص حالت میں مارنا۔

اسم آلہ کے میم کو کسرہ:

وَكُسِرَتِ الْمِيْمُ لِلْفَرْقِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اسم آلہ کے میم کو کسرہ دینے کی کیا وجہ ہے؟

﴿جواب﴾: چونکہ اسم ظرف کا میم بھی مفتوح ہوتا ہے اس لئے ان دونوں میں فرق کیلئے اسم آلہ کے میم کو مکسور رکھا جاتا ہے اگر یہ کہا جائے کہ میم مضموم سے بھی یہ فرق معلوم کیا جا سکتا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ضمہ ثقیل ہوتا ہے، نیز ضمہ کی صورت میں باب افعال کے اسم مفعول سے التباس لازم آتا۔

اسم آلہ کے مختلف اوزان:

﴿نوٹ﴾: اسم آلہ مِفْعَالٌ کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے مِقْرَاضٌ (قینچی) اور مِفْتَاحٌ (چابی) اور کبھی مضموم العین اور مضموم المیم بھی آتا ہے مُسْعُطٌ (نسواردان) اور مُنْخُلٌ (چھلنی) اسی طرح کے دوسرے صیغے ہیں لیکن سیبویہ نے اس سے اختلاف کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ وزن اسم آلہ کیلئے نہیں آتا بلکہ یہ مثالیں جو پیش کی گئی ہیں یہ مخصوص چیزوں کے نام ہیں یعنی مُسْعُطٌ ایک برتن کا نام ہے، آلہ نہیں، اسی طرح دوسرے بھی۔

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆☆

دوسراباب:

مضاف کا بیان

﴿عبارت﴾: اَلْبَابُ الثَّانِیْ فِی الْمُضَاعَفِ وَیُقَالُ لَهٗ اَصَمُّ لِشِدَّتِهٖ وَیُقَالُ لَهٗ صَحِیْحٌ لِصَیْرُوْرَةِ اَحَدِ حَرْفَیْهِ حَرْفَ عِلَّةٍ فِیْ نَحْوِ تَقَضّٰی الْبَازِیْ وَهُوَ یَجِیْءُ مِنْ ثَلٰثَةِ اَبْوَابٍ نَحْوُ سَرَّ یَسُرُّ وَفَرَّ یَفِرُّ وَعَضَّ یَعَضُّ وَلَا یَجِیْءُ مِنْ فَعُلَ یَفْعُلُ اِلَّا قَلِیْلًا نَحْوُ حَبَّ یَحُبُّ فَهُوَ حَبِیْبٌ وَلَبَّ یَلُبُّ فَهُوَ لَبِیْبٌ فَاِذَا اجْتَمَعَ فِیْهِ حَرْفَانِ مِنْ جِنْسٍ وَّاحِدٍ اَوْ مُتَقَارِبَیْنِ فِی الْمَخْرَجِ یُدْغَمُ الْاَوَّلُ فِی الثَّانِیْ لِثِقْلِ الْمُکَرَّرِ نَحْوُ مَدَّ مَدًّا مَدُّوْا اِلٰی اٰخِرِهٖ وَنَحْوُ اَخْرَجَ شَطْأَهٗ وَقَالَتْ طَّائِفَةٌ وَالْاِدْغَامُ اِلْبَاثُ الْحَرْفِ فِیْ مَخْرَجِهٖ مِقْدَارُ اِلْبَاثِ الْحَرْفَیْنِ کَذَا نَقَلَ عَنْ جَارِ اللّٰهِ وَقِیْلَ اِسْکَانُ الْاَوَّلِ وَاِدْرَاجُهٗ فِی الثَّانِی الْمُدْغَمُ وَالْمُدْغَمُ فِیْهِ حَرْفَانِ فِی اللَّفْظِ وَحَرْفٌ وَّاحِدٌ فِی الْکِتَابَةِ وَهٰذَا فِی الْمُتَجَانِسَیْنِ وَاَمَّا فِی الْمُتَقَارِبَیْنِ فَحَرْفَانِ فِی اللَّفْظِ وَالْکِتَابَةِ جَمِیْعًا کَالرَّحْمٰنِ وَاجْتِمَاعُ الْحَرْفَیْنِ عَلٰی ثَلٰثَةِ اَضْرُبٍ اَلْاَوَّلُ اَنْ یَّکُوْنَا مُتَحَرِّکَیْنِ یَجُوْزُ فِیْهِ الْاِدْغَامُ اِذَا کَانَا فِیْ کَلِمَتَیْنِ نَحْوُ مَنَاسِکَّکُمْ وَاَمَّا اِذَا کَانَا فِیْ کَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ یَجِبُ فِیْهِ الْاِدْغَامُ اِلَّا فِی الْاِلْحَاقِیَاتِ نَحْوُ قَرْدَدَ وَجَلْبَبَ حَتّٰی لَا یَبْطُلَ الْاِلْحَاقُ وَالْاَوْزَانُ الَّتِیْ یَلْزَمُ فِیْهِ الْاِلْتِبَاسُ نَحْوُ صَکَكٍ وَّسُرُرٍ وَجَدَدٍ وَطَلَلٍ حَتّٰی لَا یَلْتَبِسَ بِصَكٍّ وَّسُرٍّ وَّجَدٍّ وَّطَلٍّ وَلَا یَلْتَبِسُ فِیْ مِثْلِ رَدَّ وَفَرَّ وَعَضَّ لِاَنَّ رَدَّ یُعْلَمُ مِنْ یَّرُدُّ اَنَّ اَصْلَهٗ رَدَدَ لِاَنَّ الْمُضَاعَفَ لَا یَجِیْءُ مِنْ بَابِ فَعَلَ یَفْعُلُ وَفَرَّ اَیْضًا یُعْلَمُ مِنْ یَفِرُّ لِاَنَّ الْمُضَاعَفَ لَا یَجِیْءُ مِنْ فَعِلَ یَفْعِلُ وَعَضَّ اَیْضًا یُعْلَمُ مِنْ یَعَضُّ لِاَنَّ الْمُضَاعَفَ لَا یَجِیْءُ مِنْ فَعَلَ یَفْعَلُ وَلَا یُدْغَمُ فِیْ حَیِیَ فِیْ بَعْضِ اللُّغَاتِ حَتّٰی لَا یَقَعَ الضَّمَّةُ عَلَی الْیَاءِ الضَّعِیْفِ فِیْ یَحَیُّ وَقِیْلَ الْیَاءُ الْاَخِیْرَةُ غَیْرُ لَازِمَةٍ لِاَنَّهٗ تَسْقُطُ تَارَةً نَحْوُ حَیُوْا وَتُقْلَبُ اُخْرٰی نَحْوُ یَحْیَا وَالثَّانِیْ اَنْ یَّکُوْنَ الْاَوَّلُ سَاکِنًا یَجِبُ فِیْهِ الْاِدْغَامُ ضَرُوْرَةً نَحْوُ مَدًّا وَهُوَ عَلٰی فَعْلٍ وَالثَّالِثُ اَنْ یَّکُوْنَ الثَّانِیْ سَاکِنًا فَالْاِدْغَامُ فِیْهِ مُمْتَنِعٌ لِعَدَمِ شَرْطِ صِحَّةِ الْاِدْغَامِ وَهُوَ تَحَرُّكُ الثَّانِیْ وَقِیْلَ لَا بُدَّ مِنْ تَسْکِیْنِ الْاَوَّلِ فَیَجْتَمِعُ سَاکِنَانِ

فَتَنفِرُّ مِنْ وَرْطَةٍ وَّتَقَعُ فِيْ اُخْرٰى وَقِيْلَ لِوُجُوْدِ الْخِفَّةِ بِالسَّاكِنِ وَعَدَمِ شَرْطِ الْاِدْغَامِ وَلٰكِنْ جَوَّزُوْا الْحَذْفَ فِيْ بَعْضِ الْمَوَاضِعِ نَظْرًا اِلَى اجْتِمَاعِ الْمُتَجَانِسَيْنِ نَحْوُ ظَلَلْتَ كَمَا جَوَّزُوْا الْقَلْبَ فِيْ نَحْوِ تَقَضَّ الْبَازِىْ وَعَلَيْهِ قِرَاءَةُ مَنْ قَرَءَ قِرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنَ الْقَرَارِ اَصْلُهُ اِقْرِرْنَ فَحُذِفَتِ الرَّاءُ الْاُوْلٰى فَنُقِلَ حَرْكَتُهَا اِلَى الْقَافِ ثُمَّ حُذِفَتِ الْهَمْزَةُ لِانْعِدَامِ الْاِحْتِيَاجِ اِلَيْهَا فَصَارَ قِرْنَ وَقِيْلَ مِنْ وَقَرَيَقِرُ وَقَارًا وَاِذَا قُرِاَ قَرْنَ يَكُوْنُ مِنْ قَرَّيَقَرُّ بِالْمَكَانِ بِفَتْحِ الْقَافِ وَهُوَ لُغَةٌ فِيْ يَقِرُّ فَيَكُوْنُ اَصْلُهُ اِقْرَرْنَ عَلٰى وَزْنِ اِعْلَمْنَ فَنُقِلَ حَرْكَةُ الرَّاءِ اِلَى الْقَافِ فَصَارَ قَرْنَ وَهٰذَا اِذَا كَانَ سُكُوْنُهُ لَازِمًا

﴿ترجمہ﴾: دوسرا باب مضاعف کے بیان میں، مضاف کو اس کے مشدد ہونے کی وجہ سے اصم یعنی مضبوط یا سخت کہا جاتا ہے، اور اس کے دو حرفوں میں سے ایک حرف کے حرف علت سے بدل جانے کی وجہ سے ایک اس کو صحیح نہیں کہا جاتا جیسے تَقَضَّى الْبَازِىْ اور یہ تین ابواب سے آتا ہے، جیسے سَرَّ يَسُرُّ، فَرَّ يَفِرُّ اور عَضَّ يَعَضُّ اور یہ فَعُلَ يَفْعُلُ کے باب سے نہیں آتا مگر بہت کم ہی آتا ہے جیسے حَبَّ يَحُبُّ فَهُوَ حَبِيْبٌ اور لَبَّ يَلُبُّ فَهُوَ لَبِيْبٌ پس جب اس میں دو حرف ایک ہی جنس کے یا دو حرف متقارب المخرج جمع ہو جائیں تو مکرر ثقل کی وجہ سے پہلے کا دوسرے میں ادغام کر دیا جاتا ہے۔ جیسے مَدَّ مَدًّا مَدُّوْا الخ اور جیسے اَخْرَجَ شَطْأَهُ اور قَالَتْ طَّائِفَةٌ اور ادغام وہ حرف کو اس کی مخرج میں ٹھہرانا ہے دو حرفوں کے ٹھہرانے کی مقدر کے برابر جیسا کہ جار اللہ سے نقل کیا گیا ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ پہلے کو ساکن کرنا اور اس کو دوسرے میں داخل کرنا یعنی مدغم اور مدغم فیہ دونوں حرفوں کو ایک ہی لفظ میں کرنا اور لکھنے میں ایک ہی حرف ہونا۔ یہ طریقہ دو ہم جنس حرفوں میں ہوتا ہے، جبکہ متقاربین میں پس دو حرف پڑھنے میں اور لکھنے میں اکٹھے ہوتے ہیں جیسے اَلرَّحْمٰنُ اور دو حرفوں کا جمع ہونا تین قسم پر ہے پہلی قسم یہ ہے کہ دو حرف متحرک ہوں تو ادغام جائز ہے جبکہ وہ دونوں کلموں میں ہوں۔ جیسے مَنَاسِكَكُمْ اور جب وہ ایک ہی کلمہ میں ہو تو اس میں ادغام واجب ہوگا مگر الحاقیات میں نہیں جیسے قَرْدَدٌ اور جَلْبَبٌ تاکہ الحاق اور وہ اوزان جو کہ اس میں التباس لازم آتا ہے باطل نہ ہو۔ جیسے صَكَكٌ، سُرُرٌ، جُدَدٌ، طَلَلٌ۔ تاکہ صَكٌّ، سُرٌّ، جَدٌّ، اور طَلٌّ کے ساتھ التباس نہ ہوئے پائے اور نہ ہی رَدٌّ، فَرٌّ اور عَضٌّ کی مثل میں التباس واقع ہو اس لیے کہ رَدَّ يَرُدُّ سے سمجھا جاتا ہے، بے شک اس کی اصل رَدَدَ ہے اس لیے کہ مضاعف فَعَلَ يَفْعَلُ کے باب سے نہیں آتا اور فَرَّ بھی يَفِرُّ سے سمجھا جاتا ہے اس لیے کہ فَعِلَ يَفْعِلُ سے مضاعف نہیں آتا اور عَضَّ بھی يَعَضُّ سے سمجھا جاتا ہے اس لیے کہ مضاعف فَعَلَ يَفْعَلُ سے نہیں آتا اور بعض لغات میں حَيِىَ میں ادغام نہیں کیا جاتا۔ تاکہ ضمہ یاء ضعیف پر واقع نہ ہوئے حَيٌّ کے اندر اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آخر یاء غیر لازمی ہے اس لیے کہ وہ کبھی گر جاتی ہے۔

جیسے حَمُوٌ یادوسری بدل دی جاتی ہے الف سے جیسے یَمْحُبًا اور دوسری قسم یہ ہے کہ ان دوحروف میں سے پہلا حرف ساکن ہوتو اس میں ضرورت کی وجہ سے ادغام واجب ہوگا جیسے مَدٌّ اور فَعْلٌ کے وزن پر ہے۔ اور تیسری قسم یہ ہے کہ دوسرا حرف ساکن ہوتو اس میں ادغام ممتنع ہوگا ادغام کے صحیح ہونے کی شرط کے نہ پائے جانے کی وجہ سے اور وہ دوسرے حرف کا متحرک ہونا ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ساکن ہونے کی وجہ سے خفت کے پائے جانے کی وجہ سے اور ادغام کی شرط کے نہ پائے جانے کی وجہ سے ادغام نہیں ہوگا، لیکن اہل صرف نے بعض مواضع پر دوحروف ہم جنس کے اکٹھے ہو جانے کی طرف غور کرتے ہوئے ادغام کو جائز قرار دیا ہے جیسے ظَلْتُ جیسا کہ انہوں نے قلب کو جائز قرار دیا ہے تَقَضِّی الْبَازِیْ کی مثال میں اور اسی پر جواز ہے قِرَاْۃ کا جوکہ قَرَاَ قِرْنَ سے ہے، بُیُوْتِکُنَّ میں قَرَادَ سے ہے، اس کی اصل اِقْرِدْنَ ہے، پس پہلی را کو حذف کیا گیا، پھر اس کی حرکت کو قاف کی طرف نقل کیا گیا پھر ہمزہ کو حذف کر دیا اس کی ضرورت کے نہ رہنے کی وجہ سے پس قِرْنَ ہو گیا......اور کہا گیا ہے کہ یہ وَقَرَ یَقِرُ وَقَارًا سے ہے اور جب قَرْنَ پڑھا جائے تو یہ قَرَّیَقَرُّ سے ہوگا جو کہ قاف کے فتحہ کے ساتھ ھُوَ کا مکان کے متعلق اور وہ یَقَرُّ میں لغت ہے تو پس اس کی اصل اِقْرَرْنَ بروزن اِعْلَمْنَ ہے پھر را کی حرکت قاف کی طرف نقل کی گئی، تو پس قَرْنَ ہو گیا اور یہ اس وقت ہوگا جب اس کا ساکن ہونا لازمی ہو۔

﴿تشریح﴾:

صحیح کے بیان کے بعد مضاعف کا بیان اس لئے ذکر کیا کہ اسے صحیح سے مشابہت حاصل ہے......مہموز میں ہمزہ ہوتا ہے اسے حرف علت سے مشابہت حاصل ہے......لیکن ہمزہ حرف صحیح ہے اس لئے اسے اس کے بعد ذکر کیا......پھر معتل الفاء کو کیونکہ اس کے فاء کلمہ میں حرف علت ہوتا ہے......پھر معتل العین، اور پھر معتل اللام کو ذکر کیا، پھر لفیف کو ذکر کیا کیونکہ اس میں دوحرف علت ہوتے ہیں۔

مضاعف کا لغوی واصطلاحی معنیٰ:

☆ مضاعف کا لغوی معنیٰ ''دوگنا ہونا'' اور اصطلاح میں مضاعف اس کلمہ کو کہتے ہیں کہ جس کے حروف اصلیہ میں دو حرف ایک جنس کے پائے جائیں۔ جیسے مَدٌّ، مَدَّ۔

وَیُقَالُ لَہٗ اَصَمّ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: کیا مضاعف کا کوئی اور نام بھی ہے؟......اور کیوں؟

﴿جواب﴾: مضاعف کو اصم بھی کہتے ہیں کیونکہ اصم بہرے کو کہا جاتا ہے اور بہرے آدمی کو بات سنانے کیلئے شدت اور جہر (آواز بلند کرنے) کی ضرورت ہوتی ہے، چونکہ مضاعف میں ادغام ہوتا ہے اور اسی بناء پر اس کے پڑھنے میں

شدت اور قدرے جہر پایا جاتا ہے لہذا سے ''اصم'' کہتے ہیں۔

مضاعف کو صحیح کیوں نہیں کہا جاتا؟

وَلَا يُقَالُ لَهٗ صَحِيْحٌ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: چونکہ مضاعف میں حروف علت اور ہمزہ نہیں ہوتا اسلئے اس کو صحیح کہنا چاہیے لیکن کیا وجہ ہے کہ اسے صحیح نہیں کہا جاتا؟

﴿جواب﴾: بعض اوقات ضرورت کی بناء پر اس کا ایک حرف! حرفِ علت سے بدل جاتا ہے جیسے تَقَضِّيَ الْبَازِي (باز کا گرنا) جو اصل میں تَقَضُّضُ البازی تھا آخری ضاد کو یا سے بدل دیا اور ماقبل کو کسرہ دیدیا اب تَقَضِّيُ الْبَازِي، اس سے آسان مثال اَمْلَيْتُ ہے جو کہ اصل میں اَمْلَلْتُ تھا پس لام کو یاء سے بدلا تو اَمْلَيْتُ ہو گیا۔

وَهُوَ يَجِيءُ مِنْ ثَلٰثَةِ اَبْوَاب الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: مضاعف کتنے اور کون کون سے ابواب سے آتا ہے؟

﴿جواب﴾: مضاعف تین ابواب سے آتا ہے۔ فَعَلَ يَفْعُلُ جیسے سَرَّ يَسُرُّ...... فَعَلَ يَفْعِلُ جیسے فَرَّ يَفِرُّ...... اور فَعِلَ يَفْعَلُ جیسے عَضَّ يَعَضُّ...... فَعُلَ يَفْعُلُ۔ (کرم یکرم) سے مضاعف بہت کم آتا ہے جیسے حَبَّ يَحُبُّ فَهُوَ حَبِيْبٌ لَبَّ يَلُبُّ فَهُوَ لَبِيْبٌ۔

مضاعف میں ادغام کی صورت؟

فَاِذَا اجْتَمَعَ فِيْهِ حَرْفَانِ مِنْ جِنْسٍ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: مضاعف میں ادغام کی کیا صورت ہے؟

﴿جواب﴾: جب مضاعف میں ایک جنس کے دو حروف یا قریب المخرج حروف جمع ہوں تو پہلے کا دوسرے میں ادغام کرتے ہیں کیونکہ تکرار حروف سے ثقل پیدا ہوتا ہے متجانسین کی مثال مَدَّ، مَدَّ الخ اور مُتَقَارِبَيْنِ فِي الْمَخْرِجِ میں ادغام کی مثال اَخْرَجَ شَطْأَهٗ جیم اور شین قریب المخرج ہیں اور قَالَتْ طَّائِفَةٌ۔

ادغام کسے کہتے ہیں؟

وَالْاِدْغَامُ اِلْبَاثُ الْحَرْفِ فِي الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ادغام کا مفہوم کیا ہے؟

﴿جواب﴾: علامہ جاراللہ زمخشری کے نزدیک حرف کو اس کے مخرج میں اتنا ٹھہرانا جتنی دیر دو حروف کو ٹھہرایا جاتا ہے ادغام کہلاتا ہے۔ جبکہ بعض ائمہ کہتے ہیں کہ پہلے حرف کو ساکن کر کے دوسرے میں داخل کر دینا ادغام ہے متجانسین میں

ادغام کی صورت میں لکھنے میں ایک حرف آئے گا......اور پڑھنے میں دونوں حروف......اور متقاربین میں ادغام کی صورت میں لکھنے میں بھی اور پڑھنے میں بھی دونوں حروف آئینگے جیسے قَالَتْ طَّائِفَةٌ۔

اجتماع حرفین کی اقسام اوراحکام

وَاجْتِمَاعُ الْحَرْفَيْنِ عَلٰی الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اجتماع حرفین کی اقسام اوراحکام بیان کریں۔

﴿جواب﴾: دوحروف کے اجتماع کی تین اقسام ہیں۔

1: دونوں حرف متحرک ہوں اس صورت میں اگر دونوں حروف دو کلمات میں ہوں جیسے مَنَاسِكَكُمْ تو ادغام جائز ہے اور اگر دونوں حروف ایک کلمہ میں ہوں تو ادغام واجب ہے جیسے مَدَّ۔

اِلَّا فِی الْاِلْحَاقِیَاتِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: جب دو ہم جنس حروف ایک ہی کلمہ میں ہوں تو ادغام واجب ہوتا ہے، کیا ایسی مثالیں بھی ہیں جہاں اس صورت میں ادغام نہ کیا جاتا ہو وہ مقامات بتائیں اور ادغام نہ کرنے کی وجہ لکھیں۔

﴿جواب﴾: الحاقیات میں ادغام نہیں ہوتا جیسے قَرْدَدَ اور جَلْبَبَ میں ادغام نہیں کیا گیا...... کیونکہ ادغام کی صورت میں الحاق باطل ہو جاتا ہے حالانکہ الحاق غرض اور مطلوب ہے اور غرض کو باقی رکھنا ضروری ہے...... اسی طرح ان اوزان میں بھی ادغام نہیں کیا جائے گا جن میں ادغام کی وجہ سے التباس لازم آتا ہے جیسے صَكَكٌ (ست آدمی) سُرُرٌ (چارپائیاں) جُدَدٌ (سخت زمین) طَلَلٌ (کھنڈرات) ان الفاظ میں ادغام کرنے کی صورت میں صَكٌّ (چیک) سُرٌّ (ناف) طَلٌّ (شبنم) کیساتھ التباس لازم آتا ہے۔

وَلَا یَلْتَبِسُ فِیْ مِثْلِ رَدَّ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: رَدَّ، فَرَّ اور عَضَّ میں ادغام کی وجہ سے پتہ نہیں چلتا کہ یہ ماضی مضموم العین ہے یا مفتوح العین، اسی طرح فَرَّ میں پتہ نہیں چلتا کہ یہ ماضی مفتوح العین ہے یا مکسور العین ہے یونہی عَضَّ میں معلوم نہیں ہوتا کہ یہ ماضی مفتوح العین ہے یا مکسور العین لہذا ادغام نہیں ہونا چاہیے تھا کیونکہ التباس لازم آتا ہے؟

﴿جواب﴾: یہاں التباس لازم نہیں آتا کیونکہ رَدَّ یَرُدُّ کی ماضی ہے اور مضاعف میں باب فَعُلَ یَفْعُلُ نہیں آتا لہذا واضح ہو گیا کہ رَدَّ اصل میں رَدُدَ نہیں بلکہ رَدَدَ ہے، اسی طرح فَرَّ یَفِرُّ کے بارے میں یَفِرُّ سے پتہ چلا کہ اصل فَرَرَ ہے فَرِرَ نہیں کیونکہ مضاعف سے باب فَعِلَ یَفْعِلُ نہیں آتا اسی طرح عَضَّ کے بارے میں یَعَضُّ سے معلوم ہوا کہ یہ عَضَضَ نہیں ہے کیونکہ مضاعف سے باب فَعَلَ یَفْعَلُ نہیں آتا۔

وَلَا یُدْغَمُ فِیْ حَیِیَ فِیْ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: بعض لغات میں حَیِیَ میں ادغام نہیں کیا گیا لہٰذا آپ کا بیان کردہ ضابطہ ٹوٹ گیا کیونکہ اگر ادغام واجب ہوتا تو حَیِیَ میں بھی ادغام کیا جاتا؟

﴿جواب﴾: (۱) اس صورت میں مضارع یَحَیُّ ہوتا اور یائے ضعیف پر ضمہ آجاتا جو صحیح نہیں۔

(۲) بعض کہتے ہیں کہ آخری یاء غیر لازم ہے کیونکہ یہ بعض اوقات گر جاتی ہے جیسے حَیُّوْا میں......اور کبھی الف سے بدل جاتی ہے جیسے یَحْیَا میں۔

وَالثَّانِیْ اَنْ یَّکُوْنَ الْاَوَّلُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اجتماع حرفین کی دوسری قسم اور اس کا حکم بیان کریں۔

﴿جواب﴾: ہم جنس حروف کے اجتماع کی دوسری قسم یہ ہے کہ ان میں پہلا حرف ساکن ہو، ایسی صورت میں ادغام واجب ہوگا کیونکہ اس کے بغیر کلمے کا پڑھنا مشکل ہے جیسے مَدٌّ جو اصل میں مَدْدٌ تھا فَعْلٌ کے وزن پر ہے ادغام کے بعد مَدٌّ ہو گیا۔

وَالثَّالِثُ اَنْ یَّکُوْنَ الثَّانِیْ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اجتماع حرفین کی تیسری قسم کی وضاحت کریں۔

﴿جواب﴾: ایک جنس کے دو حروف کے اجتماع کی تیسری قسم یہ ہے کہ ان میں سے دوسرا حرف ساکن ہو، ایسی صورت میں ادغام ناممکن ہوگا کیونکہ ادغام کے صحیح ہونے کی شرط یعنی دوسرے حرف کا متحرک ہونا یہاں نہیں پایا جاتا، بعض نے کہا کہ ایسی صورت میں ضروری ہے کہ پہلے حرف کو ساکن کر دیا جائے لیکن اس صورت میں دو ساکن جمع ہو جائیں گے اور یہ ایسے ہی ہے جیسے ایک بھنور سے نکل کر دوسرے میں داخل ہو جانا بعض نے کہا ہے کہ چونکہ ادغام کا مقصد تخفیف کا حصول ہے اور وہ سکون حرف کی وجہ سے حاصل ہے نیز ادغام کی شرط بھی نہیں پائی جاتی لہٰذا ادغام نہیں ہوگا لیکن انھوں نے دو ہم جنس حروف سے بچنے کیلئے بعض مقامات پر ایک حرف کو حذف کرنا جائز قرار دیا ہے ظَلْتُ جو اصل میں ظَلَلْتُ تھا پہلے متحرک لام کو حذف کر دیا گیا اور یہ جواز ایسے ہی ہے جیسے انھوں نے دو ہم جنس حرف جمع ہونے کی صورت میں بعض مقامات پر قلب کو جائز قرار دیا ہے جیسے تَقَضَّی الْبَازِیْ اس قاعدے کے مطابق بعض لوگوں نے قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ کی قرأت میں قِرْنَ کو قرار سے لیا ہے یعنی اس ما دہ قرار ہے اس صورت میں قِرْنَ کی اصل اِقْرِرْنَ ہے پہلی را کی حرکت کاف کو دیدی راء اور ہمزہ دونوں کو حذف کر دیا اب قِرْنَ ہو گیا اور بعض نے اسے وَقَرَ یَقِرُ وَقَارًا سے پڑھا ہے قِرْنَ کو فتحہ کیساتھ قَرْنَ پڑھیں گے تو قَرَّ یَقَرُّ سے ہوگا کیونکہ ایک لغت فتحہ کیساتھ یَقَرُّ بھی ہے اس صورت میں اس کی اصل اِقْرَرْنَ بروزن اِعْلَمْنَ ہوگی پس راء کی حرکت نقل کر کے کاف کو دینگے راء اور ہمزہ وصل دونوں کو گرا دینگے تو قَرْنَ ہو جائیگا۔

وَلٰکِنْ جَوَّزُوْا الْحَذْفَ الخ سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ یہ بیان کرنا ہے کہ جب دو حرف ہم جنس ہوں، تو دوسرا حرف

ساکن بسکون لازمی ہوتو ادغام جائز نہیں، لیکن بعض مقامات پر ایک کا حذف کرنا جائز رکھا گیا ہے۔ جیسے ظَلْتُ جوکہ اصل میں ظَلِلْتُ ہے پہلے لام مکسورہ کو جوکہ عین کلمہ ہے بمع حرکت کے حذف کر دیا تو ظَلْتُ ہوگیا......اور بعض نے ظا کی حرکت کو حذف کیا اور عین کلمہ کی حرکت اسے (ظا کو) دی، وہ فاء کلمہ کے کسرہ کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ یعنی ظِلْتُ ۔

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

﴿عبارت﴾: وَاَمَّا اِذَا کَانَ عَارِضًا یَجُوْزُ الْاِدْغَامُ وَعَدَمُہٗ نَحْوُ اُمْدُدْ وَمُدَّ بِفَتْحِ الدَّالِ لِلْخِفَّۃِ وَمُدِّ بِالْکَسْرِ لِاَنَّہٗ اَصْلٌ فِیْ تَحْرِیْکِ السَّاکِنِ وَمُدُّ بِالضَّمِّ لِلْاِتْبَاعِ وَمِنْ ثَمَّ لَایَجُوْزُ فِرُّ لِعَدَمِ الْاِتْبَاعِ وَلَایَجُوْزُ الْاِدْغَامُ فِیْ اُمْدُدْنَ لِاَنَّ سُکُوْنَ الثَّانِیْ لَازِمٌ وَتَقُوْلُ بِالنُّوْنِ الثَّقِیْلَۃِ مُدَّنَّ مُدَّانِّ مُدُّنَّ مُدِّنَّ مُدَّانِّ اُمْدُدْنَانِّ وَبِالنُّوْنِ الْخَفِیْفَۃِ مُدَّنْ مُدُّنْ مُدِّنْ اِسْمُ الْفَاعِلِ مَادٌّ اِسْمُ الْمَفْعُوْلِ مَمْدُوْدٌ اِسْمُ الزَّمَانِ وَالْمَکَانِ مَمَدٌّ اِسْمُ الْاٰلَۃِ مِمَدٌّ وَالْمَجْھُوْلُ مُدَّ یُمَدُّ مَدًّا وَیَجُوْزُ الْاِدْغَامُ اِذَا وَقَعَ قَبْلَ تَاءِ الْاِفْتِعَالِ مِنْ حُرُوْفِ اَتَثْدَذْزَسَشْصَ ضَطْظَوِیْ نَحْوُ اِتَّخَذَ وَھُوَ شَاذٌّ وَنَحْوُ اِتَّجَرَ وَنَحْوُ اِثَّارَ بِالثَّاءِ یَجُوْزُ فِیْہِ اِتَّارَ بِالتَّاءِ لِاَنَّ الثَّاءَ وَالتَّاءَ مِنَ الْمَھْمُوْسَۃِ وَحُرُوْفُھَا سَتَشْحَثُکَ خَصَفَہٗ فَتَکُوْنَانِ مِنْ جِنْسٍ وَّاحِدٍ نَظْرًا اِلَی الْمَھْمُوْسَۃِ فَیَجُوْزُ لَکَ الْاِدْغَامُ بِجَعْلِ التَّاءِ ثَاءً وَالثَّاءِ تَاءً وَنَحْوُ اِدَّانَ لَایَجُوْزُ فِیْہِ غَیْرُ اِدْغَامِ الدَّالِ فِی الدَّالِ لِاَنَّہٗ اِذَا جُعِلَتِ التَّاءُ دَالًا لِبُعْدِھَا مِنَ الدَّالِ فِی الْمَھْمُوْسِیَّۃِ وَلِقُرْبِ الدَّالِ مِنَ التَّاءِ فِی الْمَخْرَجِ فَیَلْزَمُ حِیْنَئِذٍ حَرْفَانِ مِنْ جِنْسٍ وَّاحِدٍ فَیُدْغَمُ وَنَحْوُ اِذَّکَرَ یَجُوْزُ فِیْہِ اِدَّکَرَ وَاِذْدَکَرَ لِاَنَّ الدَّالَ مِنَ الْمَجْھُوْرَۃِ فَجُعِلَ التَّاءُ دَالًا کَمَا فِیْ اِدَّانَ لِقُرْبِ الْمَخْرَجِ بَیْنَھُمَا فَیَجُوْزُ لَکَ الْاِدْغَامُ نَظْرًا اِلَی اتِّحَادِھِمَا فِی الْمَجْھُوْرِیَّۃِ یُجْعَلُ الدَّالُ ذَالًا وَالذَّالُ دَالًا وَالْبَیَانُ نَظْرًا اِلٰی عَدَمِ اتِّحَادِھِمَا فِی الذَّاتِ وَنَحْوُ اِزَّانَ مِثْلُ اِذَّکَرَ وَلٰکِنْ لَایَجُوْزُ الْاِدْغَامُ بِجَعْلِ الزَّاءِ دَالًا لِاَنَّ الزَّاءَ اَعْظَمُ مِنَ الدَّالِ فِی امْتِدَادِ الصَّوْتِ فَیَصِیْرُ حِیْنَئِذٍ کَوَضْعِ الْقَصْعَۃِ الْکَبِیْرَۃِ اَوْلِاَنَّہٗ یُوَازِیْ بَادَّانَ وَنَحْوُ اِسَّمَعَ وَنَحْوُ اِصَّبَرَ یَجُوْزُ فِیْہِ اصْطَبَرَ لِاَنَّ الصَّادَ مِنَ الْمُسْتَعْلِیَۃِ الْمُطْبَقَۃِ وَحُرُوْفُھَا ص ض ط ظ خ غ ق الخ الْاَرْبَعَۃُ الْاُوْلٰی مُسْتَعْلِیَۃٌ مُطْبَقَۃٌ وَالثَّلٰثَۃُ الْاَخِیْرَۃُ مُسْتَعْلِیَۃٌ فَقَطْ وَالتَّاءُ مِنَ الْمُنْخَفِضَۃِ فَجُعِلَ التَّاءُ طَاءً لِمُبَاعَدَۃٍ بَیْنَھُمَا وَقُرْبِ التَّاءِ مِنَ الطَّاءِ فِی الْمَخْرَجِ فَصَارَ اِصْطَبَرَ کَمَا فِیْ سِتٌّ اَصْلُہٗ سِدْسٌ فَجُعِلَ السِّیْنُ وَالدَّالُ تَاءً لِقُرْبِ السِّیْنِ مِنَ التَّاءِ فِی الْمَھْمُوْسِیَّۃِ وَالتَّاءُ مِنَ الدَّالِ فِی الْمَخْرَجِ ثُمَّ اُدْغِمَ فَصَارَ سِتًّا ثُمَّ یَجُوْزُ لَکَ الْاِدْغَامُ

بِجَعْلِ التَّاءِ صَادًا نَظَرًا اِلٰی اتِّحَادِهِمَا فِی الْاِسْتِعْلَائِیَّۃِ نَحْوُ اِصَّبَرَ وَلَا یَجُوْزُ لَکَ الْاِدْغَامُ بِجَعْلِ الصَّادِ طَاءً لِعَظْمِ الصَّادِ اَعْنِیْ لَا یُقَالُ اِطَّبَرَ وَیَجُوْزُ الْبَیَانُ لِعَدَمِ الْجِنْسِیَّۃِ فِی الذَّاتِ وَنَحْوُ اِضَّرَبَ مِثْلُ اِصَّبَرَ اَعْنِیْ یَجُوْزُ اِضَّرَبَ وَاضْطَرَبَ وَلَا یَجُوْزُ اِطَّرَبَ وَنَحْوُ اِطَّلَبَ یَجِبُ فِیْهِ الْاِدْغَامُ لِقُرْبِ التَّاءِ مِنَ الطَّاءِ فِی الْمَخْرَجِ

﴿ترجمہ﴾: اور جب وہ عارضی ہو تو ادغام کرنا نہ کرنا جائز ہوگا۔ جیسے اُمْدُدْ، مُدَّ (دال کے فتحہ کے ساتھ خفت کے لئے) اور مُدِّ کسرہ کے ساتھ اس لئے کہ وہ ساکن کو حرکت دینے میں اصل ہے اور مُدُّ ضمہ کے ساتھ یہ اتباع کی وجہ سے ہے، اور اسی وجہ سے فِرُّ عدم اتباع کی وجہ سے جائز نہیں ہے اور ادغام جائز نہیں ہے اُمْدُدْنَ میں، اس لئے کہ دوسرے حرف کا سکون لازمی ہے اور تو نون ثقیلہ کے ساتھ کہے گا مُدَّنَّ، مُدَّانِّ، مُدُّنَّ، مُدِّنَّ، مُدَّانِّ، اُمْدُدْنَانِّ اور نون خفیفہ کے ساتھ مُدَّنْ، مُدُّنْ، مُدِّنْ، اسم فاعل مَادٌّ، اسم مفعول مَمْدُوْدٌ، اسم زمان ومکان مَمَدٌّ، اسم آلہ مِمَدٌّ اور مجہول مُدَّ، یُمَدُّ، مُدًّا آتا ہے۔

اور جب باب افتعال کی تاء سے پہلے ات ث د ذ ز س ش ص ض ط ظ و ی میں سے کوئی ایک حرف بھی آجائے تو اس وقت ادغام جائز ہوگا جیسے اِتَّخَذَ اور یہ شاذ ہے اور جیسے اِتَّجَرَ اور اِثَّارَ تاء کے ساتھ اس میں اِتَّارَ تاء کے ساتھ جائز ہے اس لئے کہ ثاء اور تاء یہ دونوں حروف مہموسہ میں سے ہیں اور حروف مہموسہ سَتَشْحَثُكَ خَصْفَه حروف مہموسہ کی طرف غور و فکر کرنے سے یا نون کا اعتبار کرنے سے یہ ایک ہی جنس سے ہیں، تو پس آپ کے لئے تاء کو ثاء اور ثاء کو تاء کر کے ادغام کرنا جائز ہے جیسے اِدَّانَ کہ اس میں دال کا دال میں ادغام کے بغیر پڑھنا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ جب تاء کو دال کیا جائے حروف مہموسہ میں اس کے دال سے دور ہونے کی وجہ سے اور دال کے تاء کے قریب ہونے کی وجہ سے مخرج میں پس اس وقت لازم آئیگا دو حرفوں کا ایک جنس سے ہونا تو پس اس وقت پھر ادغام کر دیا جائیگا جیسے اِذَّکَرَ میں اِدَّکَرَ اور اِذْدَکَرَ پڑھنا جائز ہے، اس لئے کہ دال حروف مجہورہ میں سے ہے تو پس تاء کو دال کر دیا گیا جیسا کہ اِدَّانَ میں ان دونوں میں قرب مخرج کی وجہ سے ہوا، پس آپ کے لئے جائز ہے کہ آپ ان دونوں کے مجہورہ ہونے میں متحد ہونے کی طرف نظر کرتے ہوئے ادغام کریں وہ یہ کہ دال کو ذال کر دیا جائے اور ذال کو دال کر دیا جائے، اور ذات کے اعتبار سے ان دونوں میں اتحاد نہ ہونے کی طرف غور کرتے ہوئے بیان یعنی فک ادغام بھی جائز ہے۔ جیسے اِزَّانَ، اِذَّکَرَ اصل میں اِزْتَانَ اور اِذْتَکَرَ تھے۔ لیکن ادغام جائز نہیں ہے کہ زا کو دال بنا دیا جائے اس لئے کہ زا آواز کے لمبا کرنے میں دال سے بڑی ہے رتبہ کے لحاظ سے پس اس وقت پھر گویا کہ ایسا ہوگا کہ بڑے پیالے کو چھوٹے پیالے میں رکھنا یا اس لئے کہ وہ اِدَّانَ کے مقابل ہے اور جیسے اِسَّمَعَ اس میں ادغام جائز ہے تاء کو سین کرنے کے ساتھ، اس لئے کہ سین اور تاء حروف مہموسہ میں سے ہیں،

لیکن اس میں سین کو تاء کر کے ادغام کرنا جائز نہیں ہے، سین کے بڑا ہونے کی وجہ سے تاء سے آواز کے لمبا ہونے میں، اور عدم جنسیت یعنی دو حروف ایک جنس نہ ہوں باعتبار ذات تو وہاں پر اظہار فک ادغام کے ساتھ جائز ہے جیسے اِشْہَدَ، اِسَّمَعَ کی طرح ہے اور جیسے اِصَّبَرَ اس میں اِصْطَبَرَ جائز ہے اس لئے کہ صاد حروف مستعلیہ مطبقہ میں سے ہے۔ اوران کے حروف ص ط ض ظ خ غ ق ان میں سے پہلے چار مستعلیہ مطبقہ ہیں اور آخری تین مستعلیہ ہیں فقط اور تاء حروف منخفضہ میں سے ہے پس تاء کو طا کر دیا گیا ان دونوں کے درمیان باہم دوری کی وجہ سے اور تاء کے طاء سے مخرج میں قریب ہونے کی وجہ سے تو اِصْطَبَرَ ہو گیا جیسا کہ سِتٌّ میں ہے کہ اس کی اصل سُدُسٌ ہے، پس سین کو اور دال طا کر دیا گیا ہے سین کے طاء سے قریب ہونے کی وجہ سے مہموسہ ہونے میں اور تاء کے قریب ہونے سے دال سے مخرج میں قریب ہونے میں پھر تاء کا تاء کا ادغام کر دیا گیا تو سِتٌّ ہو گیا، پھر آپ کے لیے یہ بھی جائز ہے کہ طاء کو صاد کر کے ادغام کر دیں ان دونوں کے حروف مستعلیہ ہونے میں متحد ہونے کی وجہ سے اس لیے کہ ان کی ادائیگی میں صفت استعلاء موجود ہے جیسے اِصَّبَرَ اور آپ کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ آپ صاد کو طاء کر کے ادغام کریں یہاں یہ ممانعت صاد کے بڑا ہونے کی وجہ سے یعنی اِطَّبَرَ نہیں کہا جائے گا اور متحد فی الذات باعتبار جنس کے نہ ہونے کے وجہ سے اظہار جائز ہے جیسے اِضَّرَبَ اِصَّبَرَ کی طرح ہے یعنی اِضَّرَبَ اور اِضْطَرَبَ جائز ہے اور اِطَّرَبَ جائز نہیں اور اِطَّلَبَ جیسی مثال میں ادغام واجب ہے تاء کے طاء قریب ہونے کی وجہ سے مخرج میں۔

﴿تشریح﴾:

وَاَمَّا اِذَا کَانَ عَارِضِیًّا یَجُوْزُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: یہ اس صورت میں ہے کہ جب سکون لازمی ہو اور اگر سکون عارضی ہو تو کیا کرینگے؟

﴿جواب﴾: ایسی صورت میں ادغام بھی جائز ہے جیسے اُمْدُدْ بغیر ادغام کے مُدَّ دال کے فتحہ کیساتھ کیونکہ فتحہ خفیف ہے مُدِّ دال کے کسرہ کیساتھ کیونکہ ساکن کو حرکت دینے میں کسرہ اصل ہے اور مُدُّ ضمہ کیساتھ میم کی اتباع میں ہے یہی وجہ ہے کہ فِرُّ جائز نہیں کیونکہ وہاں اتباع نہیں پائی جاتی اس لئے کہ فاء مکسور ہے۔

وَلَا یَجُوْزُ الْاِدْغَامُ فِیْ اُمْدُدْنَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اُمْدُدْنَ میں ادغام کیوں نہیں کیا گیا؟

﴿جواب﴾: جب سکون لازمی ہو تو ادغام نہیں ہوتا اسلئے اُمْدُدْنَ میں ادغام نہیں ہوگا کیونکہ یہاں سکون لازمی ہے عارضی نہیں۔

﴿گردان﴾: امر حاضر معروف بانون ثقیلہ مُدَّنَّ مُدَّانِّ مُدُّنَّ مُدِّنَّ مُدَّانِّ اُمْدُدْنَانِّ۔

﴿گردان﴾: امر حاضر معروف بانون خفیفہ مُدَّنْ مُدَّنْ مُدَّنْ۔

اسم فاعل اور اسم مفعول میں ادغام کی صورت

اِسْمُ الْفَاعِلِ مَادٌّ اِسْمُ الْمَفْعُوْلِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اسم فاعل اور اسم مفعول میں ادغام کی کیا صورت ہے؟

﴿جواب﴾: اسم فاعل مَادٌّ ہے جو اصل میں مَادِدٌ تھا پہلی دال کو ساکن کر کے دوسری دال میں ادغام کر دیا۔ اسم مفعول مَمْدُوْدٌ ہے اس میں ادغام نہیں ہوتا کیونکہ ہم جنس حرف جدا جدا ہیں۔

اِسْمُ الزَّمَانِ وَالْمَكَانِ مَمَدٌّ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اسم ظرف اور اسم آلہ میں ادغام کی کیا صورت ہے؟

﴿جواب﴾: اسم ظرف زمان اور مکان مَمَدٌّ ہے جو اصل میں مَمْدَدٌ تھا پہلی دال کا فتحہ ماقبل میم کو ساکن کر دیا اور دال کا دال میں ادغام کر دیا۔ اسم آلہ مِمَدٌّ جو اصل میں مِمْدَدٌ پہلی دال کا فتحہ میم کو دے کر دال کا دال میں ادغام کر دیا۔

وَالْمَجْهُوْلُ مُدَّ يُمَدُّ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

ماضی مجہول اور مضارع مجہول میں ادغام کی کیفیت:

﴿سوال﴾: ماضی مجہول اور مضارع مجہول کے صیغوں میں ادغام کی کیفیت کیا ہے؟

﴿جواب﴾: ماضی مجہول مُدَّ اصل میں مُدِدَ تھا پہلی دال کو ساکن کر کے دال کا دال میں ادغام کر دیا۔ مضارع مجہول اصل میں یُمَدُّ اصل میں یُمْدَدُ تھا پہلی دال کا فتحہ نقل کر کے میم ساکن کو دیا پھر دال کا دال میں ادغام کر دیا۔

مَدًّا الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: مَدٌّ مصدر اصل میں کیا تھا؟

﴿جواب﴾: مَدٌّ اصل میں مَدْدٌ تھا ساکن دال کا متحرک دال میں ادغام کر دیا۔

وَيَجُوْزُ الْاِدْغَامُ اِذَا وَقَعَ قَبْلَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک ضابطہ بیان کرنا ہے۔

کہ جب افتعال کی تاء سے پہلے ہمزہ تاء دال، ذال، زا، سین، شین، صاد، ضاد، طاء، ظاء، واؤ، یاء میں سے کوئی حرف واقع ہو تو تائے افتعال کو اس حرف سے بدل کر ادغام کرنا جائز ہے جس طرح اِتَّخَذَ اصل میں اِءْتَخَذَ تھا۔ دوسرے ہمزہ کو یا سے بدلا اور یاء کو تاء سے بدل کر تاء کا تاء میں ادغام کر دیا یہ ادغام شاذ ہے کیونکہ جو یاء تاء سے بدل گئی ہے وہ اصلی نہیں ہے بلکہ ہمزہ سے بدلی ہوئی ہے اور جیسے اِتَّجَرَ جو تَجَرَ سے بنا یہاں تاء افتعال سے پہلے بھی تاء ہے اس تاء کو دوسری تاء میں ادغام کر دیا اور اِثَّارَ جو اصل میں اِثْتَارَ تھا یہاں دونوں صورتیں جائز ہیں یعنی اِثَّارَ پڑھنا بھی جائز ہے اور اِتَّارَ پڑھنا بھی جائز ہے کیونکہ ثا اور تا

دونوں حرف مہموسہ سے ہیں لہٰذا صفت ہمس کی بنیاد پر دونوں کو ہم جنس قرار دیا جائے گا اور اس صورت میں تاء کو ثاء اور ثاء کو تاء کر کے ادغام کر سکتے ہیں دونوں صورتیں جائز ہیں۔

حروف مہموسہ:

وَحُرُوْفُهَا سَتَشْحَثُكَ خَصْفَه الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: حروف مہموسہ کون کون سے ہیں؟

﴿جواب﴾: حروف مہموسہ وہ حروف ہیں کہ جن میں صفت ہمس پائی جائے۔

انکا مجموعہ سَتَشْحَثُكَ خَصْفَه ہے۔

وَنَحْوُ اِدَّانَ سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اِدَّانَ اصل میں کیا تھا اور اس میں تعلیل کی کیا صورت ہے؟

﴿جواب﴾: اِدَّانَ اصل میں اِدْتَانَ تھا تا کو دال کر کے دال کو دال میں ادغام کر دیا تو اِدَّانَ ہو گیا لیکن یہاں دال کو تا سے نہیں بدل سکتے کیونکہ دونوں میں صفت ہمس کی شرکت نہیں ہے اور چونکہ دال مخرج میں تاء کے قریب ہے لہٰذا جب تا کو دال سے بدلیں گے تو ایک جنس کے دو حروف جمع ہو جائیں گے اس بناء پر ادغام کریں گے۔

وَنَحْوُ اِذَّكَرَ يَجُوْزُ فِيْهِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اِذَّكَرَ اصل میں کیا تھا؟

﴿جواب﴾: اِذَّكَرَ اصل میں اِذْتَكَرَ ہے، یہاں تین صورتیں جائز ہیں، اِذَّكَرَ، اِذْدَكَرَ، اِدَّكَرَ...... اِذَّكَرَ بنانے کی صورت یہ ہے کہ تا اور دال کے قریب المخرج ہونے کی وجہ سے تاء کو دال سے بدلیں گے، اور چونکہ دال اور ذال صفت جہر میں متحد ہیں اس لئے دال کو ذال سے بدل کر اِذَّكَرَ پڑھیں گے، اگر ادغام نہ کریں اور دال کو ذال سے نہ بدلیں تو اِذْدَكَرَ پڑھیں گے اور یہ نہ بدلنا اس وجہ سے ہے کہ دونوں میں ذات کے اعتبار سے اتحاد نہیں ہے اور صفت میں اشتراک کی وجہ سے ذال کو دال سے بدل کر دال میں ادغام کر کے اِدَّكَرَ بھی پڑھ سکتے ہیں۔

وَنَحْوُ اِزَّانَ مِثْلُ اِذَّكَرَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اِزَّانَ اِذَّكَرَ کی مثل ہے لیکن یہاں زاء کو دال کر کے دال کا دال میں ادغام کیوں نہیں کرتے؟

﴿جواب﴾: اس کی دو وجوہات ہیں۔

1: چونکہ زاء آواز کو کھینچنے میں دال سے اعظم ہے اسلئے اگر زاء کو دال سے بدلا جائے تو ایسا ہی ہوگا جیسے بڑے پیالے کو چھوٹے پیالے میں رکھ دینا۔

2: اگر زاء کو دال سے بدل کر دال میں ادغام کر دیا جائے اور اِدَّانَ پڑھا جائے تو التباس لازم اور پتہ نہ چلے گا کہ یہ اِدَّانَ

اِزْتَانَ سے بنا ہے جو زینت کا معنی دیتا ہے یا اِدْتَانَ سے بنا ہے جو دین سے مشتق ہے۔

﴿سوال﴾: اِزَّانَ میں ادغام کا طریقہ کیا ہے؟

﴿جواب﴾: اِزَّانَ اصل میں اِزْتَانَ تھا جس کا مادہ زینت ہے تائے افتعال کو دال سے بدلا اور دال کو زا سے بدل کر زا کا زا میں ادغام کر دیا اِزَّانَ ہو گیا۔

وَنَحْوُ اِسَّمَعَ سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اِسَّمَعَ میں ادغام کی کیا صورت ہے؟

﴿جواب﴾: اِسَّمَعَ جو اصل میں اِسْتَمَعَ تھا تا کو سین سے بدل کر سین کا سین میں ادغام کر دیا تو اِسَّمَعَ بن گیا اس ادغام کا جواز اس لئے ہے کہ سین اور تا صفت ہمس میں شریک ہیں لہٰذا تا کو سین سے بدلا گیا۔

﴿سوال﴾: سین کو تا سے کیوں نہیں بدلتے؟

﴿جواب﴾: سین کو تا سے نہیں بدلا جائیگا کیونکہ سین میں آواز کو لمبا کیا جاتا ہے جسے امتدادِ صوت کہتے ہیں لہٰذا سین تا کی نسبت عظیم ہے اس عظمت کی وجہ سے سین تاء کیساتھ نہیں بدلا جائیگا۔

نوٹ: اِسَّمَعَ کو ادغام کے بغیر یعنی اِسْتَمَعَ پڑھنا بھی جائز ہے کیونکہ ذات کے اعتبار سے سین اور تاء ہم جنس نہیں ہیں لہٰذا ادغام نہیں کیا گیا اِشَّبَهَ اِسَّمَعَ کی مثال ہے یعنی اصل میں اِشْتَبَهَ تھا تاء کو شین سے بدل کر ادغام کر دیا۔

وَنَحْوُ اِصَّبَرَ يَجُوْزُ فِيْهِ اِصْطَبَرَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اِصَّبَرَ کو کتنے طریقوں سے پڑھنا جائز ہے؟

﴿جواب﴾: اِصَّبَرَ کو دو طرح پڑھنا جائز ہے۔ (۱) اِصَّبَرَ (۲) اِصْطَبَرَ۔

اِصَّبَرَ اصل میں اِصْتَبَرَ تھا صاد حروف مستعلیہ مطبقہ میں سے ہے۔

حروف مستعلیہ مطبقہ:

وَحُرُوْفُهَا ص ط ض ظ خ غ ق الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: حروف مستعلیہ مطبقہ کون کون سے ہیں؟

﴿جواب﴾: حروف مستعلیہ مطبقہ کا مجموعہ صـضـطـظـخـغـق پہلے چار مستعلیہ مطبقہ ہیں اور دوسرے تین حروف فقط مستعلیہ ہیں اور تاء حروف مُنْخَفِضَه میں سے ہے چونکہ صاد اور تاء صفت میں مشترک نہیں ہیں چونکہ دو حروف میں صفت کے اعتبار سے بُعد ثقل پیدا کرتا ہے نیز تاء اور طاء قریب المخرج بھی ہیں لہٰذا تاء کو طاء سے بدل دیا۔ اب یہ اِصْطَبَرَ ہو گیا اب یا تو اِصْطَبَرَ پڑھیں گے یعنی طاء کو صاد سے نہیں بدلیں گے کیونکہ ذات میں دونوں شریک نہیں اور یا طاء کو صاد سے بدل کر صاد میں ادغام کرینگے اِصَّبَرَ بن جائے گا کیونکہ صاد اور طاء صفت استعلا میں مشترک ہیں لیکن امتدادِ صوت کی وجہ سے صاد کو

عظمت حاصل ہوگی۔

فَجُعِلَ التَّاءُ طَاءً لِمُبَاعَدَةِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اِصْطَبَرَ میں تاء کو طاء سے کیوں بدلا ہے؟

﴿جواب﴾: اس لئے کہ وہ دونوں قریب المخرج ہیں، جیسا کہ سِتٌّ اصل میں سُدْسٌ ہے سین اور دال کو تاء سے بدل دیا کیونکہ سین اور تاء صفت ہمس میں مشترک ہیں اور تاء مخرج میں دال کے قریب ہے لہٰذا تاء کا تاء میں ادغام کیا تو سِتٌّ ہو گیا۔

وَنَحْوُ اِضَّرَبَ مِثْلُ اِصَّبَرَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اِضْطَرَبَ میں تعلیل کی کیا صورت ہے؟

﴿جواب﴾: اِصَّبَرَ کی طرح اِضْتَرَبَ میں بھی دو طریقے جائز ہیں یعنی اِضْتَرَبَ اور اِضْطَرَبَ لیکن اِطَّبَرَ جائز نہیں، اس کی تعلیل یوں ہوگی کہ اِضْتَرَبَ کی تاء کو طاء سے بدل کر اِضْطَرَبَ پڑھیں گے یا تاء کو ضاد سے بدل کر ضاد کا ضاد میں ادغام کر کے اِضَّرَبَ پڑھیں گے لیکن ضاد کو طاء سے نہیں بدلیں گے کیونکہ ضاد میں استطالت ہے جو اس کے علاوہ حروف میں نہیں لہٰذا اگر ضاد کو طاء سے بدل دیا جائے تو یہ فضیلت ختم ہو جائیگی اس لئے اِطَّرَبَ پڑھنا جائز نہیں۔

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

﴿عبارت﴾: وَنَحْوُ اِظَّلَمَ يَجُوْزُ فِيْهِ الْاِدْغَامُ بِجَعْلِ الطَّاءِ ظَاءً وَالظَّاءِ طَاءً لِمُسَاوَاتِ بَيْنَهُمَا فِي الْعِظَمِ وَيَجُوْزُ فِيْهِ فَكُّ الْاِدْغَامِ لِعَدَمِ الْجِنْسِيَّةِ فِي الذَّاتِ مِثْلُ اِظَّلَمَ وَاِطَّلَمَ وَاِظْطَلَمَ وَنَحْوُ اِتَّقَدَ اَصْلُهُ اِوْتَقَدَ فَجُعِلَ الْوَاوُ تَاءً لِاَنَّهُ اِنْ لَّمْ تُجْعَلْ تَاءً تَصِيْرُ يَاءً لِكَسْرَةِ مَا قَبْلَهَا فَيَلْزَمُ حِيْنَئِذٍ كَوْنُ الْفِعْلِ مَرَّةً يَائِيًّا نَحْوُ اِيْتَقَدَ وَمَرَّةً وَاوِيًّا نَحْوُ اُوْتُقِدَ اَوْ يَلْزَمُ تَوَالِي الْكَسْرَاتِ وَنَحْوُ اِتَّسَرَ اَصْلُهُ اِيْتَسَرَ فَجُعِلَ الْيَاءُ تَاءً فِرَارًا عَنْ تَوَالِي الْكَسْرَاتِ وَلَمْ يُدْغَمْ فِيْ مِثْلِ اِيْتَكَلَ لِاَنَّ الْيَاءَ لَيْسَتْ بِلَازِمَةٍ يَعْنِيْ تَصِيْرُ الْيَاءُ هَمْزَةً اِذَا جَعَلْتَهُ ثُلَاثِيًّا وَمِنْ ثَمَّ لَا يُدْغَمُ فِيْ حَيِيَ فِيْ بَعْضِ اللُّغَاتِ وَاِدْغَامُ اِتَّخَذَ شَاذٌّ وَيَجُوْزُ الْاِدْغَامُ اِذَا وَقَعَ بَعْدَ تَاءِ الْاِفْتِعَالِ مِنْ حُرُوْفِ تدزذسصضطظ نَحْوُ يَقَتِّلُ وَيَبَدِّلُ وَيَعَذِّرُ وَيَنَزِّءُ وَيَبَسِّمُ وَيَخَصِّمُ وَيَنَضِّلُ وَيَبَطِّرُ وَيَنَظِّمُ وَلٰكِنْ لَا يَجُوْزُ فِيْ اِدْغَامِهِنَّ اِلَّا الْاِدْغَامُ بِجَعْلِ التَّاءِ مِثْلَ الْعَيْنِ لِضُعْفِ اسْتِدْعَاءِ الْمُؤَخَّرِ وَعِنْدَ بَعْضِ الصَّرْفِيْنَ لَا يَجِيْءُ هٰذَا الْاِدْغَامُ فِي الْمَاضِيْ حَتّٰى لَا يَلْتَبِسَ بِمَاضِي التَّفْعِيْلِ لِاَنَّ عِنْدَهُمْ تُنْقَلُ حَرْكَةُ التَّاءِ اِلٰى مَا قَبْلَهَا وَتُحْذَفُ الْمُجْتَلِبَةُ وَعِنْدَ بَعْضِهِمْ يَجِيْءُ بِكَسْرِ الْفَاءِ نَحْوُ خِصَّمَ لِاَنَّ عِنْدَهُمْ

كَسْرُ الْفَاءِ لِالْتِقَاءِ السَّاكِنَيْنِ وَعِنْدَ بَعْضِهِمْ يَجِيْءُ الْمُجْتَلِبَةُ نَحْوُ خَصَّمَ نَظْرًا اِلٰى سُكُوْنِ اَصْلِهٖ وَيَجُوْزُ فِيْ مُسْتَقْبِلِهٖ كَسْرُ الْفَاءِ وَفَتْحُهَا كَمَا فِي الْمَاضِيْ نَحْوُ يَخِصِّمُ وَفِيْ فَاعِلِهٖ ضَمُّ الْفَاءِ لِلْاِتِّبَاعِ مَعَ فَتْحِهَا وَكَسْرِهَا نَحْوُ مُخَصِّمُوْنَ وَيَجِيْءُ مَصْدَرُهٗ خِصَّامًا بِكَسْرِ الْخَاءِ لَاغَيْرَ لِالْتِقَاءِ السَّاكِنَيْنِ اَوْ لِنَقْلِ كَسْرِ التَّاءِ اِلَى الْخَاءِ وَيَجِيْءُ خَصَّامًا اِنِ اعْتُبِرَتْ حَرَكَةُ الصَّادِ الْمُدْغَمِ فِيْهَا وَيَجِيْءُ اِخْصَّامًا اِعْتِبَارُ السُّكُوْنِ الْاَصْلِ وَيُدْغَمُ تَاءُ تَفَعُّلٍ وَتَفَاعُلٍ فِيْمَا بَعْدَهَا بِاجْتِلَابِ الْهَمْزَةِ كَمَا مَرَّ فِيْ بَابِ الْاِفْتِعَالِ نَحْوُ اِطَّهَّرَ اَصْلُهٗ تَطَهَّرَ وَاِثَّاقَلَ اَصْلُهٗ تَثَاقَلَ وَلَا يُدْغَمُ فِيْ نَحْوِ اسْتَطْعَمَ بِسُكُوْنِ الطَّاءِ تَحْقِيْقًا وَفِي اسْتَدَانَ تَقْدِيْرًا وَلٰكِنْ يَجُوْزُ حَذْفُ تَائِهٖ فِيْ بَعْضِ الْمَوَاضِعِ نَحْوُ اَسْطَاعَ يَسْطِيْعُ كَمَا مَرَّ فِيْ ظَلْتَ وَاِذَا قُلْتَ اَسْطَاعَ بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ يَكُوْنُ السِّيْنُ زَائِدًا كَالْهَاءِ فِيْ اِهْرَاقٍ اَصْلُهٗ اَرَاقَ لِاَنَّهٗ مِنَ الْاِرَاقَةِ ثُمَّ زِيْدَتْ عَلَيْهِ الْهَاءُ عَلٰى خِلَافِ الْقِيَاسِ۔

﴿ترجمہ﴾: اور جیسے اِظَّلَمَ اس میں بھی ادغام جائز ہے۔ طاء کو ظاء کر کے اور ظاء کو تاء کر کے ان دونوں بڑا ہونے کے لحاظ سے برابر ہونے میں اور باعتبار ذات کے جنسیت نہ ہونے کی وجہ سے فک ادغام بھی جائز ہے جیسے اِظَّلَمَ، اِطَّلَمَ، اور اِظْطَلَمَ، اور اِتَّقَدَ کہ اس کی اصل اِوْتَقَدَ ہے۔ پس واؤ کو تاء کر دیا گیا اس؛ لیے کہ اگر اس واؤ کو تاء سے نہ بدلیں گے تو یہ اپنے ماقبل کے مکسور ہونے کی وجہ سے یاء سے بدل جائے گی تو پس اس وقت فعل کا کبھی یائی ہونا لازم آئے گا جیسے اِیْتَقَدَ اور کبھی واوی ہونا لازم آئے گا جیسے اِوْتَقَدَ یالگا تار کسرات کا آنا لازم آئے گا جیسے اِتَّسَرَ کہ اس کی اصل اِیْتَسَرَ ہے، پس یاء کو تاء کر دیا گیا تو الی کسرات سے بچنے کے لیے اور اِیْتَکَلَ کی مثل میں ادغام نہیں کیا جائے گا اس لیے کہ یاء لازمہ نہیں ہے یعنی یاء، ہمزہ ہو جائے گی جب اس کو ثلاثی بنایا جائے گا اور اسی وجہ سے حَیِیَ میں ادغام نہیں کیا جائے گا۔ بعض لغات میں اور اِتَّخَذَ کا ادغام شاذ ہے۔ اور جب تائے افتعال کے بعد ان حروف یعنی ت د ذ س ص ض ط ظ میں سے کوئی حرف واقع ہو جائے تو ادغام جائز نہیں ہو گا جیسے یَقْتَّلُ، یَبَدَّلُ، یَعَذِّرُ، یَنَزِّعُ، یَبَسِّمُ، یَخَصِّمُ، یَنَضِّلُ، یَبَطِّرُ، اور یَنَظِّمُ وغیرہ ان میں ادغام جائز نہیں ہے مگر ادغام اس وقت ہو گا کہ جب تا کر دیا جائے عین کی مثل مؤخر کی استدعاء کے ضعف کی وجہ سے اور بعض اہل صرف کے نزدیک یہ ادغام ماضی میں نہیں آئے گا تا کہ ماضی کا تفعیل کے ساتھ التباس نہ ہو۔ اس لیے کہ ان کے نزدیک تاء کی حرکت اس کے ماقبل کی طرف منتقل ہو جائے گی اور بعض اہل صرف کے نزدیک فاء کے کسرہ کے ساتھ آئے گا جیسے خِصَّمَ اس لیے کہ ان کے نزدیک فاء کا کسرہ التقائے ساکنین کی وجہ سے ہے۔ اس بعض کے نزدیک اس حرکت کو لایا جائے گا جو کہ اس سے استغناء کے لیے داخل کی گئی تھی جیسے اِخَصَّمَ اس کے اصل کے ساکن ہونے کی

طرف غور کرتے ہوئے اور اس کے مستقبل میں فاء کے کسرہ کے ساتھ اور اس کے فتحہ کے ساتھ بھی جائز ہے جیسا کہ ماضی میں تھا جیسے یَخَصِّمُ اور اس کے فاعل میں فاء کے ضمہ کے اس کے فتحہ کی اور اس کے کسرہ کی اتباع کی وجہ سے جیسے مُخِصِّمُوْنَ مُخَصِّمُوْنَ اور اس کا مصدر خِصَّامًا آئے گا خاء کے کسرہ کے ساتھ نہ کہ التقائے ساکنین کے علاوہ کی وجہ سے یا تاء کے کسرہ کو خاء کی طرف نقل کرنے کی وجہ سے اور خَصَّامًا آئے گا اگر اس میں مدغم صاد کی حرکت کا اعتبار کیا جائے اور اصل سکون کے اعتبار سے اِخْصَّامًا آئے گا۔ باب تفعل اور تفاعل کی تا کا ادغام کیا جائے گا اس میں جو کہ اس کے بعد ہوگا ہمزہ داخل کرنے کے ساتھ تا کہ ابتداء بالسکون لازم نہ آئے جیسے کہ باب افتعال میں گذرا، مثال اِطَّهَّرَ اس کی اصل تَطَهَّرَ ہے اور اِثَّاقَلَ اس کی اصل تَثَاقَلَ اور اِسْتَطْعَمَ کی طرح مثال میں کہ جس میں طاء ساکن ہو اس کی بات کی تحقیق ہے کہ اس میں ادغام نہیں کیا جائے گا اور اِسْتَـــدَانَ میں تقدیراً ادغام نہیں کیا جائے گا اور لیکن اس کی تاء کو بعض جگہوں میں حذف کرنا جائز ہے، جیسے اِسْطَاعَ، یَسْطِیْعُ جیسا کہ ظَلْتَ میں گذرا، اور جب آپ اَسْطَاعَ کہیں ہمزہ کے فتحہ کے ساتھ تو اس وقت سین زائد ہوگا اس ہاء کی طرح کہ جو اِهْـرَاق میں ہے کہ جس کی اصل اَرَاقَ ہے اس لیے کہ وہ اَلْاِرَاقَةُ سے ہے پھر اس پر ہاء کو زائد کیا گیا خلاف قیاس۔

﴿تشریح﴾:

وَنَحْوُ اظَّلَمَ یَجُوْزُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

جب بابِ افتعال کے فاء کلمہ میں ظاء آجائے:

﴿سوال﴾: جب بابِ افتعال کے فاء کلمہ میں ظاء آجائے مثلاً اِظْتَلَمَ تو تعلیل کی صورت حال کیا ہوگی؟

﴿جواب﴾: پہلے اِظْتَلَمَ کی تاء کو طاء سے بدلتے ہیں پھر اس طاء کو ظاء یا ظاء کو طاء سے بدل کر ادغام کریں گے اور اِظَّلَمَ یا اِطَّلَمَ پڑھیں گے، کیونکہ یہ دونوں حرف مستعلیہ مطبقہ میں سے ہیں اور تیسری صورت یعنی فک ادغام بھی جائز ہے کیونکہ ذاتی اعتبار سے یہ ہم جنس نہیں ہیں، اس صورت میں اِظْطَلَمَ پڑھا جائیگا۔

نَحْوُ اِیْتَقَدَ وَمَرَّةً الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اُوْتُقِدَ میں تعلیل کی کیا صورت حال ہوگی؟

﴿جواب﴾: اُوْتُقِدَ میں واو کو تاء سے بدلا پھر تاء کا تاء میں ادغام کیا اُتُّقِدَ ہوگیا۔

وَیَلْزَمُ تَوَالِی الْکَسْرَاتِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اگر واؤ کو تاء سے نہ بدلتے تو کیا خرابی لازم آتی؟

﴿جواب﴾: اگر واؤ کو تاء سے نہ بدلا جاتا تو معروف کے صیغے میں واو کے ماقبل ہمزہ کے مکسور (اِوْتَقَدَ ہے) ہونے کی وجہ سے واؤ کو یاء سے بدلنا پڑتا اور اِیْتَقَدَ پڑھا جاتا ہے، تو توالی کسرات لازم آتا کیونکہ یاء دو کسروں کے قائم مقام ہے اور اس سے پہلے ہمزہ بھی مکسور ہے۔

وَنَحْوُ اِتَّسَرَ اَصْلُه الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اِتَّسَرَ اصل میں کیا تھا اور یہاں ادغام کیوں کیا گیا؟

﴿جواب﴾: اِتَّسَرَ اصل میں اِیْتَسَرَ تھا یاء کو تاء سے بدل کر ادغام کیا تو اِتَّسَرَ ہو گیا اگر یاء کو تاء سے نہ بدلتے تو تین کسروں کا جمع ہونا لازم آتا کیونکہ ہمزہ بھی مکسور ہے اور یاء دو کسروں کے قائم مقام ہے۔

وَلَمْ یُدْغَمْ فِیْ مِثْلِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ''اِیْتَکَلَ'' میں ''اِیْتَقَدَ'' کی طرح یاء کو تاء سے کیوں نہیں بدلا؟

﴿جواب﴾: ''اِیْتَکَلَ'' کی یاء کو تاء سے اس لئے نہیں بدلا کہ یہ یاء لازم نہیں ہے......یعنی یہ یاء ثلاثی مجرد میں ہمزہ ہو جاتی ہے، اور اَکَلَ پڑھتے ہیں ۔

وَمِنْ ثَمَّ لَا یُدْغَمُ فِیْ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: کیا آپ کوئی ایسی مثال بتا سکتے ہیں جس میں غیر لازم حرف کو نہ بدلا گیا ہو؟

﴿جواب﴾: جی ہاں! مثلاً (حِیَیَ) بعض لغات میں بغیر ادغام میں پڑھتے ہیں کیونکہ مضارع میں یہ یاء الف سے بدل کر یَحْیٰ پڑھا جاتا ہے لہٰذا حِیَیَ کی یاء کو غیر لازم سمجھتے ہوئے ادغام نہیں کیا جاتا۔

وَاِدْغَامُ اِتَّخَذَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ''اِتَّخَذَ'' جو اصل میں ''اِیْتَخَذَ'' ہے اس کی یاء بھی ماضی میں ہمزہ ہو جاتی ہے لہٰذا غیر لازم ہوئی، اس کے باوجود آپ نے اسے تاء سے کیوں بدلا؟

﴿جواب﴾: یہ شاذ ہے۔

وہ حروف جو تائے افتعال کے بعد واقع ہوں تو ادغام جائز:

وَیَجُوْزُ الْاِدْغَامُ اِذَا الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: وہ کون کون سے حروف ہیں جو تائے افتعال کے بعد واقع ہوں تو ادغام جائز ہے؟

﴿جواب﴾: تائے افتعال کے بعد تاء، دال، ذال، زاء، سین، صاد، ضاد، طا، ظا میں سے کوئی حروف واقع ہو تو تاء کو عین کلمہ سے بدل کر ادغام کرنا جائز ہے جیسے یَقَتِّلُ، یَبَدِّلُ، یَخَصِّمُ وغیرہ اصل میں یَقْتَتِلُ، یَبْتَدِلُ، یَخْتَصِمُ تھا لیکن یہاں عین کو تاء سے بدل کر ادغام کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ تاء میں صفت ہمس کی وجہ سے ضعف ہے لہٰذا وہ عین کلمے کو اپنی طرف لانے

میں کمزور ہے۔

وَعِنْدَ بَعْضِ الصَّرْفِیِّیْنَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: کیا یہ ادغام ہر جگہ ہو سکتا ہے؟

﴿جواب﴾: بعض صرفیوں کے نزدیک یہ ادغام ماضی میں جائز نہیں ہوگا کیونکہ اس صورت میں تاء کی حرکت ما قبل کو دی جائے گی اور ہمزہ وصل کو حذف کر دیا جائیگا تو اس طرح باب افتعال کی ماضی کا باب تفعیل کی ماضی سے التباس لازم آئیگا، مثلاً "اِخْتَصَمَ" میں تاء کا فتحہ خا کو دے کر اور تا کو صاد سے بدل کر صاد میں ادغام کر دیں اور ہمزہ وصل کو گرا دیں تو "خَصَّمَ" بن جائیگا اور باب تفعیل کی ماضی بھی خَصَّمَ ہے لیکن بعض لوگوں کے نزدیک "اِخْتَصَمَ" کی تاء کا فتحہ ما قبل کو نہیں دینگے بلکہ اسے گرا دینگے کیونکہ ساکن کو حرکت کسرہ دی جاتی ہے اور ہمزہ وصل گرا دینگے خِصَّمَ بن جائیگا اس صورت میں التباس لازم نہیں آئیگا اور بعض کے نزدیک چونکہ فاء کلمہ یعنی خاء کا سکون اصلی ہے اور حرکت عارضی لہٰذا ہمزہ وصلی کو نہیں گرائیں گے، اس صورت میں اِخَصَّمَ پڑھیں گے اور التباس لازم نہیں آئے گا۔

وَيَجُوْزُ فِیْ مُسْتَقْبِلِهٖ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: کیا ماضی کی طرح مضارع میں بھی فاء کلمہ کو مکسور یا مفتوح پڑھ سکتے ہیں؟

﴿جواب﴾: ماضی کی طرح مضارع میں بھی مکسور الفاء اور مفتوح الفا پڑھنا جائز ہے جیسے یَخَصِّمُ اور یَخِصِّمُ۔

وَفِیْ فَاعِلِهٖ ضَمٌّ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

اسم فاعل میں ادغام کی صورتیں:

﴿سوال﴾: اسم فاعل میں کون کون سی صورتیں جائز ہیں؟

﴿جواب﴾: اسم فاعل میں تین صورتیں جائز ہیں، یا تو میم کی اتباع میں فاء کلمہ کو ضمہ دینگے یا تاء کا فتحہ نقل کر کے خاء کو دے کر فاء کلمہ کو فتحہ کیساتھ پڑھیں گے یا تاء کی حرکت گرا کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے فاء کو کسرہ دینگے اور اس صورت میں فاء کلمہ کو کسرہ کیساتھ پڑھیں گے اس طرح اسے مُخِصِّمُوْنَ پڑھیں گے۔

وَيَجِیْءُ مَصْدَرُهٗ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: مصدر کو کیسے پڑھا جائیگا؟

﴿جواب﴾: مصدر میں صرف مکسور الفا پڑھیں گے کیونکہ اصل میں اِخْتِصَامًا ہے اگر تاء کی حرکت خاء کو دیں تو بھی کسرہ اور تاء کی حرکت گرا کر خاء کو مستقل حرکت دیں تو بھی کسرہ ہوگا البتہ بعض لوگوں نے یہ کہا ہے کہ صاد مدغم فیہ کی حرکت کا اعتبار کر کے خاء کو فتحہ دیں تو خَصَّامًا پڑھیں گے اور اگر خاء کے سکون اصلی کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہمزہ کو نہ گرائیں گے تو اِخِصَّامًا پڑھیں گے۔

تَفَعُّلُ اور تَفَاعُل میں ادغام کی صورت

وَيُدْغَمُ تَاءُ تَفَعُّلٍ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: باب تَفَعُّلُ اور تَفَاعُل میں ادغام کی کیا صورت ہے؟

﴿جواب﴾: باب تَفَعُّلُ اور تَفَاعُل کی تاء کو بعد والے حرف سے بدل کر ادغام کرتے ہیں اور شروع میں ہمزہ وصل لاتے ہیں کیونکہ مدغم حرف ساکن ہوتا ہے اور ساکن سے ابتدا محال ہے، اب تَطَهَّرَ سے اِطَّهَّرَ اور تَثَاقَلَ سے اِثَّاقَلَ ہوگا۔

وَلَا يُدْغَمُ فِيْ نَحْوِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اِسْتَطْعَمَ میں تاء اور طاء قریب المخرج جمع ہیں تو پھر ادغام کیوں نہیں کیا گیا؟

﴿جواب﴾: چونکہ دوسرا حرف یعنی طا ساکن ہے اور جب دوسرا حرف ساکن ہو چاہے حقیقتاً یا تقدیراً تو ادغام نہیں ہوتا حقیقتاً ساکن کی مثال ہے اِسْتَطْعَمَ اور تقدیراً کی مثال اِسْتَدَانَ ہے اگرچہ یہاں بظاہر دال متحرک ہے لیکن اصل میں یہ اِسْتَدْيَنَ تھا لہٰذا دال ساکن ہوئی البتہ ایسی صورت میں جب دو قریب المخرج یا ہم جنس حروف اکٹھے ہو جائیں اور ان میں دوسرا حرف ساکن ہو تو تاء کو بعض مقامات پر حذف کر دیتے ہیں جیسے اِسْطَاعَ يَسْطِيْعُ جو اصل میں اِسْتَطَاعَ يَسْتَطِيْعُ تھے جیسا کہ ظَلْتُ اصل میں ظَلَلْتُ تھا دوسری لام کو حذف کر دیا۔

اِسْطَاعَ اور اَسْطَاعَ میں فرق:

وَاِذَا قُلْتَ اَسْطَاعَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اِسْطَاعَ اور اَسْطَاعَ میں کیا فرق ہے؟

﴿جواب﴾: اِسْطَاعَ باب افتعال کی ماضی ہے یہاں سے تاء گرائی گئی ہے اور اَسْطَاعَ باب افعال کی ماضی ہے یہاں سین زائد ہے اصل میں یہ اَطَاعَ تھا جیسے اَهْرَاقَ، اصل میں اَرَاقَ تھا جو اِرَاقَۃٌ سے بنا ہے پھر خلاف قیاس ھاء زیادہ کر دی۔

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

تیسرا باب:

مہموز کا بیان

﴿عبارت﴾: اَلْبَابُ الثَّالِثُ فِی الْمَهْمُوْزِ وَلَایُقَالُ لَهٗ صَحِیْحٌ لِصَیْرُوْرَةِ هَمْزَتِهٖ حَرْفَ الْعِلَّةِ فِی التَّلْیِیْنِ وَهُوَ یَجِیْءُ عَلٰی ثَلٰثَةِ اَضْرُبٍ مَهْمُوْزُ الْفَاءِ نَحْوُ اَخَذَ وَالْعَیْنِ نَحْوُ سَاَلَ وَاللَّامِ نَحْوُ قَرَأَ وَحُکْمُ الْهَمْزَةِ کَحُکْمِ الْحَرْفِ الصَّحِیْحِ اِلَّا اَنَّهَا قَدْ تُخَفَّفُ بِالْقَلْبِ وَجُعِلَهَا بَیْنَ بَیْنَ اَیْ بَیْنَ مَخْرَجِهَا وَبَیْنَ مَخْرَجِ الْحَرْفِ الَّتِیْ مِنْهُ حَرْکَتُهَا وَالْحَذْفُ الْاَوَّلُ یَکُوْنُ اِذَا کَانَتْ سَاکِنَةً وَّمُتَحَرِّکَةً مَاقَبْلَهَا فَقُلِبَتِ الْهَمْزَةُ بِشَیْءٍ یُوَافِقُ مَاقَبْلَهَا لِلِیْنِ عَرِیْکَةِ السَّاکِنَةِ وَاسْتِدْعَاءِ مَاقَبْلَهَا نَحْوُ رَاسٍ وَّلُوْمٍ وَّبِیْرٍ وَالثَّانِیْ یَکُوْنُ اِذَا کَانَتْ مُتَحَرِّکَةً وَّمُتَحَرِّکًا مَاقَبْلَهَا فَلَاتُقْلَبُ بَلْ یُجْعَلُ بَیْنَ بَیْنَ لِقُوَّةٍ عَرِیْکَتِهَا نَحْوُ سَاَلَ وَلَؤُمَ وَسُئِلَ اِلَّا اِذَا کَانَتْ مَفْتُوْحَةً وَّمَاقَبْلَهَا مَکْسُوْرَةً اَوْمَضْمُوْمَةً فَتُجْعَلُ یَاءً اَوْوَاوًا نَحْوُ مِیَرٍ وَّجُوَنٍ لِاَنَّ الْفَتْحَةَ کَالسُّکُوْنِ فِیْ حَقِّ اللِّیْنِ فَتُقْلَبُ کَمَافِی السُّکُوْنِ فَاِنْ قِیْلَ لِمَ لَاتُقْلَبُ فِیْ سَاَلَ وَهَمْزَتُهٗ مَفْتُوْحَةٌ ضَعِیْفَةٌ قُلْنَا فَتْحُهَا صَارَتْ قَوِیَّةً لِفَتْحَةِ مَاقَبْلَهَا وَنَحْوُ لَاهَنَاكَ الْمُرْتَعُ شَاذٌّ وَالثَّالِثُ یَکُوْنُ اِذَا کَانَتْ مُتَحَرِّکَةً وَسَاکِنًا مَاقَبْلَهَا وَلٰکِنْ تُلَیَّنُ فِیْهِ اَوَّلًا لِلِیْنِ عَرِیْکَتِهَا لِمُجَاوَرَةِ السَّاکِنِ مَاقَبْلَهَا ثُمَّ یُحْذَفُ لِاجْتِمَاعِ السَّاکِنَیْنِ ثُمَّ اُعْطِیَ حَرْکَتُهَا بِمَاقَبْلَهَا اِذَا کَانَ مَاقَبْلَهَا حَرْفًا صَحِیْحًا اَوْوَاوًا اَوْیَاءً اَصْلِیَّتَیْنِ اَوْمَزِیْدَتَیْنِ لِمَعْنًی نَحْوُ مَسَلَةٍ وَّمَلَكٍ اَصْلُهٗ مَلْاَكٌ مِنَ الْاُلُوْکَةِ وَهِیَ الرِّسَالَةُ وَالْاَحْمَرُ یَجُوْزُ فِیْهِ لَحْمَرُ لِاَنَّ الْاَلِفَ اُجْتُلِبَتْ لِاَجْلِ سُکُوْنِ اللَّامِ وَقَدِ انْعَدَمَ وَیَجُوْزُ فِیْهِ اَلَحْمَرُ لِطُرُوِّ حَرْکَةِ اللَّامِ وَجَیَلٌ وَّحَوَبَةٌ وَّاَبُوَیُوْبٍ وَّیَغْزُوَخَاهُ وَیَرْمِیَ وَبَاهُ وَاَبْتَغِیَ مْرَاَةً وَیَجُوْزُ تَحْمِیْلُ الْحَرْکَةِ عَلٰی حُرُوْفِ الْعِلَّةِ فِیْ هٰذِهِ الْمَوَاضِعِ نَظَرًا لِقُوَّتِهَا وَطُرُوِّ الْحَرْکَةِ وَاِذَا کَانَ مَاقَبْلَهَا حُرُفُ لِیْنٍ مَزِیْدٍ نُظِرَ فَاِنْ کَانَ یَاءً اَوْوَاوًا اَمَدَّتَیْنِ اَوْمَاتَشَابَهَ الْمَدَّةَ کَیَاءِ التَّصْغِیْرِ جُعِلَتْ مِثْلُ مَاقَبْلَهَا ثُمَّ اُدْغِمَ لِاَنَّ نَقْلَ الْحَرْکَةِ اِلٰی هٰذِهِ الْاَشْیَاءِ یُفْضِیْ اِلٰی تَحْمِیْلِ الضَّعِیْفِ فَیُدْغَمُ نَحْوُ خَطِیْئَةٍ وَمَقْرُوَّةٍ وَاُفَیِّسٍ فَاِنْ قِیْلَ یَلْزَمُ

تَحْمِيْلُ الضَّعِيْفِ اَيْضًا فِي الْاِدْغَامِ وَهِيَ الْيَاءُ الثَّانِيَةُ قُلْنَا الْيَاءُ الثَّانِيَةُ اَصْلِيَّةٌ فَلَا تَكُوْنُ ضَعِيْفَةً كَيَاءِ جَيَلٍ وَّيَاءِ يَرْمِيَ بَاهُ وَاِنْ كَانَ اَلِفًا تُجْعَلُ بَيْنَ بَيْنَ لِاَنَّ الْاَلِفَ لَا تَحْمِلُ الْحَرْكَةَ وَالْاِدْغَامَ نَحْوُ قَائِلٍ وَسَائِلٍ وَاِذَا اجْتَمَعَتْ هَمْزَتَانِ وَكَانَتِ الْاُوْلٰى مَفْتُوْحَةً وَالثَّانِيَةُ سَاكِنَةً تُقْلَبُ الثَّانِيَةُ اَلِفًا نَحْوُ اٰجَرَ وَاٰدَمَ وَاِذَا كَانَتِ الْاُوْلٰى مَكْسُوْرَةً تُقْلَبُ الثَّانِيَةُ يَاءً نَحْوُ اِيْسِرْ اِلَّا فِيْ اَئِمَّةٍ جُعِلَتْ هَمْزَتُهَا اَلِفًا كَمَا فِيْ اٰجَرْ ثُمَّ جُعِلَتْ يَاءً وَكُسِرَتْ لِاجْتِمَاعِ السَّاكِنَيْنِ وَعِنْدَ الْكُوْفِيِّيْنَ لَا تُقْلَبُ بِالْاَلِفِ حَتّٰى لَا يَلْزَمَ اجْتِمَاعُ السَّاكِنَيْنِ وَقُرِئَ عِنْدَهُمْ اَئِمَّةَ الْكُفْرِ فَاِنْ قِيْلَ اجْتِمَاعُ السَّاكِنَيْنِ فِيْ حَدِّهِمَا جَائِزٌ فَلِمَ لَا يَجُوْزُ فِيْ اٰمَّةٍ قُلْنَا الْاَلِفُ فِيْ اٰمَّةٍ لَيْسَتْ بِمَدَّةٍ فَكَيْفَ يَكُوْنُ اجْتِمَاعُ السَّاكِنَيْنِ فِيْ حَدِّهِمَا وَاَمَّا كُلْ خُذْ وَمُرْ فَشَاذٌّ وَهٰذَا اِذَا كَانَ فِيْ كَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ وَاِذَا كَانَتَا فِيْ كَلِمَتَيْنِ تُخَفَّفُ الثَّانِيَةُ عِنْدَ الْخَلِيْلِ نَحْوُ قَدْ جَاءَ اَشْرَاطُهَا وَعِنْدَ الْحِجَازِ تُخَفَّفُ كِلَاهُمَا مَعًا وَعِنْدَ بَعْضِ الْعَرَبِ يُقْحَمُ بَيْنَهُمَا اَلِفٌ نَحْوُ ءَاَنْتِ ظَبْيَةٌ اَمْ اُمُّ سَالِمٍ وَلَا تُخَفَّفُ الْهَمْزَةُ فِيْ اَوَّلِ الْكَلِمَةِ لِقُوَّةِ الْمُتَكَلِّمِ فِي الْاِبْتِدَاءِ وَتَخْفِيْفُهَا بِالْحَذْفِ فِيْ نَاسٍ اَصْلُهُ اُنَاسٌ شَاذٌّ وَكَذٰلِكَ فِي اللّٰهِ اَصْلُهُ اِلٰهٌ فَحَذَفُوا الْهَمْزَةَ فَصَارَ لَاهٌ ثُمَّ اَدْخَلُوْا عَلَيْهِ الْاَلِفَ وَاللَّامَ فَصَارَ اَللَّاهُ ثُمَّ اُدْغِمَ فِي اللَّامِ فَصَارَ اَللّٰهُ وَقِيْلَ اَصْلُهُ اَلْاِلٰهُ فَحُذِفَتِ الْهَمْزَةُ فَنُقِلَتْ حَرْكَةُ الْهَمْزَةِ اِلَى اللَّامِ فَصَارَ اَلِلَاهُ ثُمَّ اُدْغِمَ اللَّامُ فِي اللَّامِ فَصَارَ اَللّٰهُ كَمَا يُقَالُ فِيْ يَرٰى

﴿ترجمہ﴾: اس کو صحیح نہیں کہا جا سکتا ہمزہ کی نرمی کے ساتھ ادائیگی کی وجہ سے حرف علت ہو جانے کی وجہ سے۔ اور یہ تین قسم پر آتا ہے۔(۱) مھموز الفاء جیسے اَخَذَ،(۲) مھموز العین جیسے سَأَلَ۔(۳) مھموز اللام جیسے قَرَأَ اور ہمزہ کا حکم حرف صحیح کے حکم کی طرح ہی ہے مگر یہ کہ اس میں کبھی قلب کے ذریعے تخفیف ہو جاتی ہے اور اس کو بین بین رکھا جاتا ہے۔ اور کبھی حذف کے ذریعے تخفیف کی جاتی ہے پہلی یہ کہ جب وہ ساکن ہو اور اس کا ماقبل متحرک ہو تو ہمزہ کو ایسی چیز کے ساتھ بدلا جائے گا کہ جو اس کا ماقبل موافق ہو ایسے لین کے جو ساکن سہارا لیے ہوئے اور اپنے ماقبل کی حرکت کے مطابق ہونے کا مطالبہ کر رہا ہو۔ جیسے رَأْسٌ ،بُؤْسٌ بِئْرٌ۔ اور قلب کی دوسری صورت یہ ہے کہ ہمزہ خود بھی متحرک ہو اور اس کا ماقبل بھی متحرک ہو تو اس کو بدلا نہیں جائے گا بلکہ اس کو اپنے ماقبل کی حرکت کے مطابق بین بین کیا جائے گا۔ سَأَلَ ،لَؤُمَ ،سُئِلَ مگر یہ کہ جب وہ خود مفتوح ہو اور اس کا ماقبل مکسور ہو یا مضموم ہو تو اس کو واو یا یاء بنایا جائے گا، جیسے مِئَرٌ، جُؤَنٌ اس لیے کہ فتحہ لین کے حق میں سکون کی طرح ہی ہے پس اسی طرح ہی بدلا جائے گا کہ جس طرح حالت سکون میں بدلا جاتا ہے پس اگر یوں سوال کیا جائے کہ سال میں کیوں نہیں

بدلا گیا حالانکہ اس کا ہمزہ مفتوحہ ضعیف تھا تو اس کے جواب میں ہم یہ کہتے ہیں کہ اس کا ہمزہ اس فتحہ کی وجہ سے قوی ہو گیا کہ جو اس کے ماقبل پر تھا اور لَاهُنَاكَ الْمُرْتَعُ ہے یہ شاذ ہے۔ اور تیسری صورت اس کے قلب کے ساتھ تخفیف کی یہ ہے کہ جب وہ ہمزہ خود متحرک ہو اور اس کا ماقبل ساکن ہو اور لیکن اس میں پہلے لین بنانے کی صورت کو اختیار کیا جائے گا۔ اس کو ماقبل کے پڑوسی (حرف ساکن) کی عریکہ (ماقبل کی حرکت) کے لین ہونے کی وجہ سے پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کیا جائے گا۔ پھر اس کو وہ حذف شدہ حرکت دی جائے گی۔ اس کے ماقبل کی وجہ سے جبکہ اس کو ماقبل حرف صحیح ہو یا واؤ اور یاء اصلی ہوں یا مزید تین ہوں۔ معنوی لحاظ سے۔ جیسے مَسَلَة اور مَلَك اس کی اصل مَلْاَك ہے جو کہ الْاَلُوكَة سے ہے اور اس الالوکۃ سے مراد رسالہ ہے۔ وَالْاَحْمَرُ اس میں لَحْمَرُ پڑھنا بھی جائز ہے۔ اس لیے کہا الف شروع میں لام کے ساکن ہونے کی وجہ سے داخل کی گئی ہے۔ حالانکہ وہ سکون منعدم ہو گیا ہے اور اس میں اَلَحْمَرُ بھی جائز ہے لام کی حرکت کے نرم ہونے کی وجہ سے۔ اور جَيَلٌ وَحَوَبَةٌ وَاَبُويُوْبَ وَيَغْزُوَخَاهُ وَيَرْمِيَ بَاهُ وَابْتَغِيَ مُرَاةً اور ان مواقع پر حروف علت کو حرکت دینا ان کی قوت اور حرکت کی نرمی کی طرف نظر کرتے ہوئے۔ اور جب اس کو ماقبل حرف لین زائدہ ہو تو غور کیا جائے گا۔ پس اگر ہو یا واؤ اور وہ دونوں مدہ ہوں یا پھر کوئی حرف ایسا ہو کہ جو مدہ کے متشابہ ہو جیسے یائے تصغیر تو اس کو اس کے ماقبل کی مثل بنایا جائے گا پھر ادغام کی جائے گا اس لیے کہ ان چیزوں کی طرف حرکت کا نقل کرنا ضعیف کو حرکت برداشت کرنے کی طرف پہنچا دیتا ہے۔ پس ادغام کیا جائے گا۔ جیسے خَطِيَّةٌ اور مَقْرُوَّةٌ اور اُفَيِّسٌ۔ پس اگر یوں پوچھا جائے کہ ادغام میں بھی تَحْمِيْلُ الضَّعِيْف (ضعیف حرف کو حرکت برداشت کرانا) لازم آئے گا اور وہ حرف دوسری یاء ہے تو اس کے جواب میں ہم یہ غرض کرتے ہیں دوسری یاء ے اصلی ہے۔ پس وہ ضعیف نہ ہوئی، جیسے کہ جَيَل اور يَرْمِيَ بَاهُ کی یاء، اور اگر الف ہو بین بین کیا جائے گا اس لیے کہ الف حرکت اور ادغام کو برداشت کرتا۔ جیسے قَائِل اور سَائِل اور جب دو ہمزے جمع ہو جائیں اور پہلا مفتوح ہو اور دوسرا ساکن ہو تو دوسرے کو الف سے بدلا جائے گا جیسے اَجَرَ، آدَمَ اور جب پہلا مضموم ہو تو دوسرے کو واؤ سے بدلا جائے گا جیسے اُوْجَرُ، اُوْدَمُ اور جب پہلا مکسور ہو تو دوسرے کو یاء سے بدلا جائے گا جیسے اِيْسِرُ مگر آئِمَّة میں اس کے ہمزہ کو الف سے بدلا جائے گا جیسا کہ اجــر میں تھا، پھر الف کو یاء کیا جائے گا اور اجتماع ساکنین کی وجہ سے کسرہ دیا جائے گا جبکہ کوفیوں کے نزدیک الف سے نہیں بدلا جائے گا۔ تاکہ اجتماع ساکنین واقع نہ ہو جائے اور ان کے نزدیک اَئِمَّةَ الْكُفْرِ پڑھیں گے دونوں ہمزوں کے ساتھ، پس اگر یوں سوال کیا جائے کہ جب اجتماع ساکنین فی حدہما جائز ہے تو پھر آمّة میں کیوں جائز نہیں۔ تو اس کے جواب میں ہم یوں عرض کریں گے کہ آمّة میں الف مدہ نہیں ہے۔ تو اجتماع ساکنین فی حدہما کیسے جائز ہوگا؟ باقی رہی یہ بات كُلْ، مُرْ، خُذْ کی تو وہ شاذ ہیں اور یہ صورت اور

طریقہ اس وقت ہے جب وہ ایک کلمہ میں ہو اور جب دو ہمزے دو کلموں میں ہوں تو خلیل نحوی کے نزدیک دوسرے ہمزہ میں تخفیف کیا جائے گی۔ جیسے جَاءَ اَشْرَاطُھَا، اور اہل حجاز کے نزدیک الف دونوں اکٹھی تخفیف کی جائے گی اور بعض اہل عرب کے نزدیک الف برائے فاصلہ داخل کیا جائے گا جیسے آاَنْتَ ظَبْیَۃٌاَمْ اُمُّ سَالِمٍ اور کلمہ کے شروع میں موجود ہمزے میں تخفیف نہیں کی جائے گی۔ ابتداء میں متکلم کی قوت کے لیے اور اس کی تخفیف حذف کے ساتھ کرنا جیسے کہ نَاسٌ کہ اس کی اصل اُنَاسٌ ہے یہ شاذ ہے۔ اور اسی طرح لفظِ اللہ میں کہ اس کی اصل اِلَاہٌ تھی تو انہوں نے ہمزہ کو حذف کر دیا تو لَاہٌ ہو گیا پھر انہوں نے اس پر الف اور لام کو داخل کر دیا تو اَللَاہُ ہو گیا پھر لام کا لام میں ادغام کر دیا تو اللہ ہو گیا، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کی اصل اَلْ اِلٰـہُ ہے پس دوسرے ہمزہ کو حذف کر دیا گیا پھر ہمزہ کی حرکت لام کی طرف منتقل کر دی تو اَلَلَاہُ ہو گیا پھر لام کا لام میں ادغام کر دیا گیا تو اللہ ہو گیا۔ جیسا کہ یَرٰی میں کہا جاتا ہے۔

﴿تشریح﴾:

اَلْبَابُ الثَّالِثُ فِی الْمَھْمُوْزِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ تیسرا باب مہموز کے متعلق بیان کرنا ہے۔

مہموز کی تعریف و تقسیم:

مہموز وہ کلمہ ہے جس کے حروف اصلیہ میں ہمزہ ہو......اس کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) **مهموز الفاء :**...... جس کے فاء کلمہ میں ہمزہ ہو۔ جیسے اَخَذَ۔

(۲) **مهموز العين :**...... جس کے عین کلمہ میں ہمزہ ہو۔ جیسے سَأَلَ۔

(۳) **مهموز اللام :**...... جس کے لام کلمہ میں ہمزہ ہو۔ جیسے قَرَأَ۔

وَلَایُقَالُ لَہٗ صَحِیْح الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: مہموز میں تمام حروف صحیح ہوتے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ اسے صحیح نہیں کہا جاتا؟

﴿جواب﴾: بعض اوقات ہمزہ کو ماقبل حرف کی حرکت موافق حرف علت سے بدل دیتے ہیں اس لئے اسے صحیح نہیں کہا جاتا۔

وَھُوَیَجِیْءُ عَلٰی الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوالِ مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: مہموز کی کتنی اور کون کونسی اقسام ہیں؟ نیز ہمزہ کا کیا حکم ہے؟

﴿جواب﴾: اس کی تین اقسام ہیں۔ (۱) مہموز الفاء (۲) مہموز العین (۳) مہموز اللام۔ جیسے "اَخَذَ سَاَلَ قَرَءَ" وغیرہ ہمزہ کا حکم وہی ہے جو حرف صحیح کا ہے کیونکہ یہ بھی حرف صحیح ہے لہٰذا اس میں وہی تَصَرُّفَات ہوں گے جو حرف صحیح میں

ہوتے ہیں البتہ اس کی تختی یعنی مخرج میں آواز کے بند ہو جانے کی وجہ سے اس میں تخفیف پائی جاتی ہے۔

ہمزہ میں تخفیف کی صورتیں

اِلَّا اَنَّهَا قَدْ تُخَفَّفُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ہمزہ میں تخفیف کی کون کون سی صورتیں ہیں؟

﴿جواب﴾: ہمزہ تخفیف کی تین صورتیں ہیں۔(۱) قلب! یعنی ہمزہ کو حرفِ علت سے بدل دینا۔(۲) بین بین یعنی ہمزہ کے مخرج اور اس حرف کے مخرج کے درمیان ہمزہ کو پڑھنا جو ہمزہ کی حرکت کے موافق ہے یعنی ہمزہ پر فتحہ ہوگا تو ہمزہ کو اس کے اپنے مخرج اور الف کے مخرج کے درمیان پڑھیں گے، اسی طرح ضمہ اور کسرہ کا مسئلہ ہے۔(۳) حذف۔

اَلْاَوَّلُ يَكُوْنُ اِذَا كَانَتْ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: قلب کب ہوگا؟

﴿جواب﴾: جب ہمزہ ساکن ہو اور اس کا ماقبل متحرک ہو تو ہمزہ کو پہلے حرف کی حرکت کے موافق حرف علت سے بدلیں گے جیسے "رَاسٌ بِيْرٌ لُوْمٌ" جو اصل میں رَأْسٌ بِئْرٌ لُؤْمٌ تھا۔

لِلِيْنِ عَرِيْكَةِ السَّاكِنَةِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: یہاں ہمزہ کو حرف علت سے بدلنے کی کیا وجہ ہے؟

﴿جواب﴾: چونکہ ساکن حرف کی طبیعت میں نرمی ہوتی ہے اور ماقبل چاہتا ہے کہ اسے اپنے موافق کر لیا جائے لہٰذا اسے ماقبل حرکت کے موافق بنا دیتے ہیں۔

وَالثَّانِيْ يَكُوْنُ اِذَا كَانَتْ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: بین! بین کب ہوتا ہے؟

﴿جواب﴾: جب ہمزہ متحرک ہو اور اس کا ماقبل بھی متحرک ہو تو چونکہ ہمزہ کے متحرک ہونے کی وجہ سے اس کی طبیعت میں قوت پائی جاتی ہے لہٰذا حرف علت سے بدلنے کی بجائے اسے بین بین کے طریقے پر پڑھیں گے جیسے سَاَلَ، لَؤُمَ سُئِلَ۔

اِلَّا اِذَا كَانَتْ مَفْتُوْحَةً وَّمَا قَبْلَهَا الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: کیا کوئی ایسی صورت بھی ہے کہ ہمزہ کے متحرک ہونے کے باوجود اسے حرف علت سے بدل دیا جائے؟

﴿جواب﴾: ہاں! جب ہمزہ مفتوح ہوگا جیسے مِيَرٌ میں ہمزہ کو یا سے اور جُوَنٌ میں واو سے بدلتے ہیں۔

فَاِنْ قِيْلَ لِمَ لَا تُقْلَبُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال ذکر کر کے اس کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: سَــأَلَ میں بھی ہمزہ مفتوح ہے اور سکون کے حکم میں ہے لہٰذا اسے حرف علت سے بدلنا چاہیے تھ

لیکن بدلا نہیں گیا، آخر نہ بدلنے کی کیا وجہ ہے؟

﴿جواب﴾: چونکہ ہمزہ سے پہلا حرف بھی مفتوح ہے اور سکون کے حکم میں ہے لہذا یہ اپنے ہم جنس سے مل کر قوی ہو جائے گا۔

فَاِنْ قِيْلَ لِمَ لَا تُقْلَبُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: "لَا هَنَاكَ الْمُرْتَع" میں هَنَا اصل میں هَنَأَ تھا اور یہ ہمزہ مفتوح ہے اور ماقبل بھی مفتوح ہے چاہیے تو یہ تھا کہ سَأَلَ کی طرح ہمزہ کو نہ بدلا جاتا لیکن یہاں حرف علت سے بدل دیا گیا اس کی کیا وجہ ہے؟

﴿جواب﴾: یہ شاذ ہے۔

ہمزہ کب حذف کرتے ہیں؟

وَالثَّالِثُ يَكُوْنُ اِذَا كَانَتِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ہمزہ کب حذف کرتے ہیں؟

﴿جواب﴾: جب ہمزہ، ہمزہ متحرک ہو اور اس سے پہلا حرف ساکن ہو تو ہمزہ کو حذف کر دیں گے لیکن اس طرح کہ پہلے ہمزہ کو ساکن کرینگے، ساکن کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ساکن حروف کی مجاورت کی وجہ سے ہمزہ کی طبیعت میں ضعف آ گیا لہٰذا اسے ساکن کر دینگے اب اجتماع ساکنین لازم آنے کی وجہ سے ہمزہ حذف کر دیا جائیگا اور وہ حرکت جو ہمزہ سے حذف ہوئی تھی ماقبل کو دی جائیگی۔

﴿سوال﴾: ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دینے کی کیا وجہ ہے؟ کوئی دوسری حرکت بھی دی جاسکتی ہے؟

﴿جواب﴾: یہ حرکت اس لئے دی گئی تا کہ ہمزہ محذوفہ پر دلالت کرے۔

ثُمَّ اُعْطِيَ حَرَكَتُهَا بِمَا قَبْلَهَا الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: کیا ہر جگہ ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دینا اور ہمزہ کو حذف کرنا جائز ہے یا مخصوص صیغوں میں ایسا ہوتا ہے؟

﴿جواب﴾: یہ اس صورت میں ہوگا جب ہمزہ کا ماقبل حرف صحیح ہوگا یا "واؤ" اور "یا" اصلی ہو یا "واؤ" اور "یا" کسی معنی کیلئے زائد ہوں محض وزن کیلئے زائد نہ ہوں۔ صحیح کی مثال مَسَلَةٌ اصل میں مَسْئَلَةٌ تھا اور مَلَكَ اصل میں مَلْئَكَ تھا "مَلْئَكَ! اَلُوْكَةٌ" سے بنا ہے اس کا معنی رسالہ ہے مَلْئَكٌ میں ہمزہ پہلے تھا قلب کرتے ہوئے ہمزہ کو لام کے بعد لے آئے اب ہمزہ کی حرکت لام کو دے دی ہمزہ گرا دیا تو مَلَكٌ ہو گیا اَلْاَحْمَرُ میں دوسرے ہمزہ کو ساکن کر کے اجتماع ساکنین کی وجہ سے ہمزہ کو گرا دینگے اب دو صورتیں ہونگی یا تو لام کے متحرک ہونے کی وجہ سے پہلے ہمزہ کو بھی گرا دینگے لَحْمَرُ پڑھیں گے یا یہ خیال کرتے ہوئے کہ لام کی حرکت عارضی ہے، پہلے ہمزہ کو نہیں گرائیں گے اور اَلَحْمَرُ پڑھیں گے واؤ اور تاء کی مثالیں جَيَلٌ، حَوَبَةٌ، اَبُوَيُّوْبَ يَرْمِيَ بَاهُ اصل میں جَيْئَلٌ حَوْئَبَةٌ اَبُوْ اَيُّوْبَ يَرْمِيْ اَبَاهُ تھا۔

☆ اَبْتَغِیُ اِمْرَأَۃً یہ (اَبْتَغِیُ) صیغہ واحد متکلم ہے......اس کی یاء اصلی ہے......اس مثال میں امراۃ کے ہمزہ کا کسرہ بھی یاء کو نہیں دیا جائیگا ورنہ توالی اربع کسرات لازم آئینگے بلکہ فتحہ یاء کو دیا جائیگا جو کہ خفیف حرکت ہے۔ پس اَبْتَغِیَ مْرَأَۃً ہو گیا

وَیَجُوْزُ تَحْمِیْلُ الْحَرْکَۃِ عَلٰی الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: آپ نے تخفیف کیلئے ہمزہ کو گرایا لیکن حروف علت کو متحرک کر دیا حالانکہ حروفِ علت کو تخفیف کے لئے ساکن کیا جاتا ہے۔

﴿جواب﴾: ان مقامات پر حروف علت کو متحرک کرنا اس بنیاد پر ہے کہ وہ قوی ہونے کی وجہ سے حرکت کو برداشت کر سکتے ہیں نیز یہ حرکت دائمی نہیں عارضی ہے۔

وَاِذَا کَانَ مَاقَبْلَهَا الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک ضابطہ بیان کرنا ہے۔

جب ہمزہ متحرک کا ماقبل حرفِ علتِ زائد ہو اور وہ الحاق وغیرہ کے لئے بھی نہ ہو تو دیکھا جائے کہ وہ واؤ مدہ یا مدہ ہوں ہوں تو ہمزہ کو ماقبل کی جنس بنا کر ادغام کر دیا جائے......ایسے ہی اگر ماقبل یائے تصغیر ہو تو ہمزہ کو یاء بنا کر ادغام کر دیا جائے کیونکہ یائے تصغیر مدہ کے مشابہہ ہے تو اس صورت میں ہمزہ کو ماقبل کی جنس کر کے ادغام کر دیا جائے گا جیسے خَطِیَّۃٌ اصل میں خَطِیْئَۃٌ تھا مَقْرُوَّۃٌ، اُفَیِّسٌ اصل میں مَقْرُوْءَۃٌ، اُفَیْئِسٌ تھے۔

لِاَنَّ نَقْلَ الْحَرْکَۃِ اِلٰی الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ہمزہ کی حرکت ماقبل حرف علت کو دینا اور ہمزہ کو گرا دینا کیوں اختیار نہیں کیا گیا؟

﴿جواب﴾: اگر ہمزہ کی حرکت نقل کر کے حرف علت کو دی جاتی تو ضعیف کو حرکت دینا لازم آتا۔

فَاِنْ قِیْلَ یَلْزَمُ تَحْمِیْلُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال ذکر کر کے اس کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ضعیف پر حرکت اب بھی لازم آ رہی ہے کیونکہ ادغام کی صورت میں یائے ثانی اور واؤ ثانی متحرک ہونگے حالانکہ حرف علت ہونے کی وجہ سے یہ ضعیف ہیں؟

﴿جواب﴾: چونکہ یائے ثانی اور واؤ ثانی حرفِ اصلی یعنی ہمزہ سے بدلے ہوئے ہیں اس لئے یہ اصلی کہلاتے ہیں اور اصلی ہونے کی صورت میں ضعیف نہیں کہلاتے جیسا کہ جَیَلٌ اور یَرْمِیَ بَاہُ کی یاء اصلی ہے اور اس پر حرکت آ رہی ہے۔

وَاِنْ کَانَ اَلِفًا تُجْعَلُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک ضابطہ بیان کرنا ہے۔

اگر ہمزہ متحرکہ سے پہلے الف ہو تو وہاں بین بین کیا جائے گا کیونکہ الف حرکت کو برداشت نہیں کرتا لہٰذا ہمزہ کی حرکت الف کو دے کر ہمزہ کو گرا دیں یا ہمزہ کو الف سے بدل کر ادغام کریں یہ دونوں صورتیں ناممکن ہیں کیونکہ ادغام کی صورت میں بھی حرکت الف پر آئیگی لہٰذا بین بین کر کے پڑھیں گے جیسے قَائِلٌ، سَائِلٌ۔ میں ہمزہ کو یاء اور ہمزہ کے مخرج کے درمیان پڑھیں گے کیونکہ ہمزہ دونوں مثالوں میں مکسور ہے۔

اگر دو ہمزے جمع ہوں تو؟:

وَاِذَا اجْتَمَعَتْ هَمْزَتَانِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اگر دو ہمزے جمع ہوں تو کیا کریں گے؟

﴿جواب﴾: اگر دو ہمزے جمع ہو جائیں اور ان میں سے پہلا مفتوح اور دوسرا ساکن ہو تو دوسرے ہمزہ کو الف سے بدل دینگے جیسے اٰجَرَ، اٰدَمَ اصل میں اَءْ جَرَ اور اَءْ دَمَ تھا، اگر مضموم ہو تو دوسرے کو واؤ سے بدل دینگے جیسے اُوْ جِرَ اور اُوْدِمَ اور اگر پہلا ہمزہ مکسور ہو تو دوسرے کو یاء سے بدلیں گے جیسے اِیْسَرَ جو اصل میں اِءْ سَرَ تھا۔

اِلَّا فِیْ اَئِمَّةٍ جُعِلَتْ هَمْزَتُهَا الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ہمزہ ساکن سے پہلے ہمزہ متحرک مفتوح ہو تو ہمزہ ساکن کو الف سے بدلا جاتا ہے، جیسے آجَرَ اور آدَمَ میں ہوا لیکن اَئِمَّةٌ میں یہ صورت کیوں اختیار نہیں کی گئی؟

﴿جواب﴾: دوسرے ہمزہ کو تو الف سے بدلا جاتا ہے لیکن پھر اس الف کو یاء سے بدل کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء کو کسرہ دیتے ہیں اس طرح اَیِمَّةٌ بن جاتا ہے اصل میں یہ لفظ اَءْ مِمَةٌ تھا پہلے میم کو ساکن کر کے دوسرے میں ادغام کر دیا پھر دوسرے ہمزہ کو الف سے بدل کر الف کو یاء سے بدل دیا اور یاء کو کسرہ دے دیا کیونکہ یاء بھی ساکن اور میم مدغم بھی ساکن ہے اب اَیِمَّةٌ ہو گیا یہ نظریہ بصریوں کا ہے۔ کوفیوں کے نزدیک دوسرے الف کو ہمزہ سے نہیں بدلا جائیگا (تاکہ اجتماع ساکنین لازم نہ آئے) بلکہ میم کی حرکت ہمزہ کو دے کر میم کا میم میں ادغام کریں گے اور دونوں ہمزوں کو برقرار رکھتے ہوئے اَئِمَّةٌ پڑھیں گے۔

فَاِنْ قِیْلَ اجْتِمَاعُ السَّاکِنَیْنِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال ذکر کر کے اس کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: أَئِمَّة میں جب دوسرے ہمزے کو الف سے بدلا جائے تو آمَّةٌ ہو جائیگا اب اس کو اسی حال پر رہنے دیا جائے تو اجتماع ساکنین اگرچہ لازم تو آ رہا ہے لیکن یہ جائز ہے کیونکہ پہلا ساکن الف مدہ اور دوسرا مدغم کلمہ ایک ہے۔ یہ اجتماع ساکنین علی حدہ ہے جو کہ جائز ہے۔

﴿جواب﴾: اس میں پہلا ساکن مدہ نہیں...... کیونکہ مدہ وہ ہوتا ہے جو کسی کا بدل نہ ہو جبکہ یہ بدل ہے لہٰذا اسے مدہ نہیں کہا جائے گا۔

اَمَّا کُلْ خُذْ وَمُرْ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ''کُلْ، خُذْ، مُرْ'' جو اصل میں اُءْ کُلْ، اُءْ خُذْ، اُءْ مُرْ تھے یہاں قانون کے مطابق ہمزہ کو واؤ سے بدلنا اور اُوْ کُلْ اُوْ خُذْ اُوْ مُرْ پڑھنا چاہیے تھا لیکن آپ نے دونوں ہمزوں کو گرا دیا کس قانون کے تحت؟

﴿جواب﴾: یہ شاذ ہے۔

وَهٰذَا اِذَا کَانَ فِیْ کَلِمَةٍ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: یہ قواعد اس صورت سے متعلق ہیں جب دونوں ہمزے ایک کلمہ میں ہوں اگر وہ دو کلموں میں ہوں تو کیا طریقہ کار اختیار کیا جائے گا؟

﴿جواب﴾: اگر دونوں ہمزے دو کلموں میں ہوں یعنی ایک ہمزہ پہلے کلمہ کے آخر میں اور دوسرا ہمزہ دوسرے کلمہ کے شروع میں ہو تو یہاں تین طریقے اختیار کیے جاتے ہیں۔

(۱) دوسرے ہمزہ کو گرادیں گے جیسے قَدْ جَاءَ شَرَاطُهَا جو اصل میں قَدْ جَاءَ اَشْرَاطُهَا تھا یہ خلیل کا مذہب ہے۔

(۲) دونوں ہمزوں کو گرادیں گے جیسے قَدْ جَاشَرَاطُهَا یہ اہل مجاز کا مسلک ہے۔

(۳) دونوں ہمزوں کے درمیان الف فاصل لائیں گے جیسے ءَ اَنْتَ ظَبِيَّةٌ اَمْ اُمٌّ سَالِمٍ میں شروع میں پائے جانے والے دونوں ہمزوں کے درمیان الف پڑھا جائیگا البتہ لکھنے میں نہیں آئیگا کیونکہ تین الف جمع ہونا مکروہ ہے۔

وَلَاتُخَفَّفُ الْهَمْزَةُ فِي الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک ضابطہ بیان کرنا ہے کہ کلمہ کے شروع میں پائے جانے والے ہمزہ کو حذف نہیں کیا جائیگا کیونکہ ابتداء میں متکلم کو قوت حاصل ہوتی ہے لہٰذا تخفیف کی ضرورت نہ ہوگی۔

لفظِ اللہ کی اصل:

وَتَخْفِيفُهَا بِالْحَذْفِ فِي نَاسٍ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: آپ کا یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے کیونکہ اُنَاسٌ کے شروع سے ہمزہ کو حذف کر کے نَاسٌ پڑھتے ہیں؟

﴿جواب﴾: یہ شاذ ہے۔اسی طرح لفظ اللہ کے شروع کا ہمزہ بطور شاذ حذف کیا گیا ہے کیونکہ یہ اصل میں اِلَاهٌ تھا حذف ہمزہ کے بعد لَاهٌ رہ گیا پھر الف لام داخل کیا تو اَللَّاهُ ہو گیا پھر لام کا لام میں ادغام کیا تو ''اَللّٰهُ'' ہو گیا لیکن بعض لوگوں کے نزدیک شروع سے ہمزہ گرایا ہی نہیں گیا کیونکہ اصل ''اَلْ اِلٰـــه'' تھا دوسرا ہمزہ گرادیا اور اس کی حرکت لام کو دی اَلِلَاهُ ہو گیا اب لام کا لام میں ادغام کیا تو ''اَللّٰهُ'' ہو گیا۔اَلْ اِلٰه میں ہمزہ کی حرکت لام کی طرف منتقل کرنا ایسے ہی ہے جیسے یَرٰی میں جو اصل میں یَرْءَیُ تھا ہمزہ کی حرکت را کو دے دی۔

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

﴿عبارت﴾ اَصْلُهٗ يَرْاَیُ فَقُلِبَتِ الْيَاءُ اَلِفًا لِلْفَتْحَةِ مَاقَبْلَهَا ثُمَّ لُيِّنَتِ الْهَمْزَةُ فَاجْتَمَعَ ثَلٰثُ سَوَاكِنَ فَحُذِفَ الْاَلِفُ وَاُعْطِیَ حَرْكَتُهَا لِلرَّاءِ فَصَارَ يَرٰی وَهٰذَا التَّخْفِيفُ وَاجِبٌ فِیْ يَرٰی دُوْنَ اَخَوَاتِهٖ مَعَ اجْتِمَاعِ حَرْفِ عِلَّةٍ بِالْهَمْزَةِ فِی الْفِعْلِ الثَّقِيْلِ لِكَثْرَةِ الْاِسْتِعْمَالِ وَمِنْ ثَمَّ لَايَجِبُ يَنْاٰی فِیْ يَنْاَیُ وَيَسَلُ فِیْ يَسْئَلُ مَرَی فِیْ مَرْاٰی وَتَقُوْلُ فِی اِلْحَاقِ الضَّمَائِرِ رَاٰی رَاٰيَا رَاَوْا رَاَتْ رَاَتَا رَاَيْنَ اِلٰی اٰخِرِهٖ وَاِعْلَالُ الْيَاءِ سَيَجِیْءُ فِیْ بَابِ النَّاقِصِ اَلْمُسْتَقْبِلُ يَرٰی يَرَيَانِ يَرَوْنَ تَرٰی تَرَيَانِ يَرَيْنَ تَرٰی تَرَيَانِ تَرَوْنَ تَرَيْنَ تَرَيَانِ تَرَيْنَ اَرٰی

نَرٰی وَحُکْمُ یَرَوْنَ کَحُکْمِ یَرٰی وَلٰکِنْ حُذِفَ الْاَلِفُ الَّذِیْ فِیْ یَرَوْنَ لِاجْتِمَاعِ السَّاکِنَیْنِ الْاَلِفِ وَوَاوِ الْجَمْعِ وَحَرْکَۃُ یَاءِ یَرَیَانِ طَارِیَۃٌ وَلَا تُقْلَبُ اَلِفًا لِاَنَّہٗ لَوْقُلِبَتْ یَجْتَمِعُ السَّاکِنَانِ ثُمَّ یُحْذَفُ اَحَدُھُمَا فَیَلْتَبِسُ بِالْوَاحِدِ فِیْ مِثْلِ لَنْ یَّرٰی وَاَنْ یَّرٰی وَاَصْلُ تَرَیْنَ تَرْاَیِیْنَ عَلٰی وَزْنِ تَفْعَلِیْنَ فَحُذِفَتِ الْھَمْزَۃُ ثُمَّ نُقِلَ حَرْکَۃُ الْھَمْزَۃِ اِلَی الرَّاءِ کَمَا فِیْ تَرٰی فَصَارَ تَرَیِیْنَ ثُمَّ جُعِلَتِ الْیَاءُ اَلِفًا لِفَتْحَۃِ مَاقَبْلَھَا فَصَارَ تَرَایْنَ ثُمَّ حُذِفَتِ الْاَلِفُ لِاجْتِمَاعِ السَّاکِنَیْنِ فَصَارَ تَرَیْنَ وَسُوِّیَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ جَمْعِہٖ وَاکْتُفِیَ بِالْفَرْقِ التَّقْدِیْرِیِّ کَمَا فِیْ تَرْمِیْنَ وَسَیَجِیْءُ فِی النَّاقِصِ وَاِذَا دَخَلَتِ النُّوْنُ الثَّقِیْلَۃُ فِی الشَّرْطِ کَمَا فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی فَاِمَّا تَرَیِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا حُذِفَتِ النُّوْنُ عَنْہُ عَلَامَۃً لِلْجَزْمِ وَکُسِرَتْ یَاءُ التَّانِیْثِ حَتّٰی یَطَّرِدَ بِجَمِیْعِ النُّوْنَاتِ لِلتَّاکِیْدِ کَمَا فِیْ اِخْشَیِنَّ وَسَیَجِیْءُ تَمَامُہٗ فِیْ بَابِ اللَّفِیْفِ الْاَمْرُ رَ رَیَا رَوْا رَیْ رَیَا رَیْنَ وَلَا یُجْعَلُ الْیَاءُ اَلِفًا فِیْ رَیَا تَبَعًا لِتَرَیَانِ وَیَجُوْزُ بِھَا الْوَقْفُ مِثْلُ رَہْ فَحُذِفَتْ ھَمْزَتُہٗ کَمَا فِیْ تَرٰی ثُمَّ حُذِفَتِ الْیَاءُ لِاَجْلِ السُّکُوْنِ وَبِالنُّوْنِ الثَّقِیْلَۃِ رَیَنَّ رَیَانِّ رَوُنَّ رَیِنَّ رَیَانِّ رَیْنَانِّ وَیَجِیْءُ بِالْیَاءِ فِیْ رَیَنَّ لِانْعِدَامِ السُّکُوْنِ کَمَا فِیْ اِرْمِیَنَّ وَلَمْ تُحْذَفْ وَاوُ الْجَمْعِ فِیْ رَوُنَّ لِعَدَمِ ضَمَّۃِ مَاقَبْلَھَا بِخِلَافِ اُغْزُنَّ وَارْمُنَّ وَبِالنُّوْنِ الْخَفِیْفَۃِ رَیَنْ رَوُنْ رَیِنْ وَالْفَاعِلُ رَاءٍ اِلٰی اٰخِرِہٖ وَلَا یُحْذَفُ ھَمْزَتُہٗ کَمَا یَجِیْءُ فِی الْمَفْعُوْلِ وَقِیْلَ لَا تُحْذَفُ لِاَنَّ مَاقَبْلَھَا اَلِفٌ وَالْاَلِفُ لَا تَقْبَلُ الْحَرْکَۃَ وَلٰکِنْ یَجُوْزُ لَکَ اَنْ تَجْعَلَ بَیْنَ بَیْنَ کَمَا فِیْ سَاَلَ یَسْاَلُ وَقِسْ عَلٰی ھٰذَا اَرٰی یُرِیْ اِرَاءَۃً وَالْمَفْعُوْلُ مَرْءِیٌّ اِلٰی اٰخِرِہٖ اَصْلُہٗ مَرْءُ وْیٌ فَاُعِلَّ کَمَا فِیْ مَھْدِیٍّ وَلَا یَجِبُ حَذْفُ الْھَمْزَۃِ لِاَنَّ وُجُوْبَ الْھَمْزَۃِ فِیْ فِعْلِہٖ غَیْرُ قِیَاسِیٍّ کَمَا مَرَّ فَلَا یَسْتَتْبِعُ الْمَفْعُوْلَ وَغَیْرَہٗ وَتُحْذَفُ فِیْ نَحْوِ مُرَیٍ لِکَثْرَۃِ مُسْتَتْبِعِیْہِ وَھُوَ اَرٰی یُرِیْ وَاَخَوَاتِھِمَا وَالْمَوْضِعُ مَرْاٰی وَالْاٰلَۃُ مِرْاٰۃٌ وَاِذَا حُذِفَتِ الْھَمْزَۃُ فِیْ ھٰذِہِ الْاَشْیَاءِ یَجُوْزُ بِالْقِیَاسِ عَلٰی نَظَائِرِھَا اِلَّا اَنَّہٗ غَیْرُ مُسْتَعْمَلٍ اَلْمَجْھُوْلُ رُءِیَ یُرٰی اِلٰی اٰخِرِہٖ

﴿ترجمہ﴾: جیسا کہ یَرٰی میں کہا جاتا ہے، اس لیے کہ اس کی اصل یَرْاَیُ تھی، تو یاء کو الف سے بدل دیا گیا اس کے ماقبل کے مفتوح ہونے کی وجہ سے پھر ہمزہ کو لین بنایا گیا تو پس تین ساکن جمع ہو گئے تو الف کو حذف کر دیا گیا اور اس کی حرکت راء کو دے دی گئی۔ تو یَرٰی ہو گیا اور یہ تخفیف یَرٰی میں واجب ہے نہ کہ اس کے اخوات میں باوجود جمع حرف علت کے ہمزہ کے ساتھ فعل ثقیل میں کثرت استعمال کی وجہ سے۔ اور اسی وجہ سے واجب نہیں یَنْئٰی یَنْأیٰ میں اور یَسَلُ یَسْأَلُ میں مَرٰی مَرْاٰی میں اور تو کہے گا ضمیر کے الحاق کرنے کے متعلق کہے گا، رَأٰی،

رَأَيَا، رَأَوْا، رَأَتْ، رَأَتَا، رَأَيْنَ، الخ یاء کی تعلیل عنقریب ناقص مستقبل کے باب میں آئے گی۔ یَرٰی، یَرَیَانِ، یَرَوْنَ، تَرٰی، تَرَیَان، یَرَیْنَ، تَرٰی، تَرَیَانِ، تَرَوْنَ، تَرَیْنَ، تَرَیَانِ، تَرَیْنَ، اَرٰی، نَرٰی اور یَرَوْنَ کا حکم یَرٰی کے حکم کی طرح ہے اور لیکن اس الف کو حذف کیا جائے جو کہ یَرَوْنَ میں الف اور واؤ جمع کے التقائے ساکنین کی وجہ سے اور یَرَیَانِ کے یاء کی حرکت عارضی ہے اس کو الف سے نہیں بدلا جائے گا اور اگر بدل دیا جائے تو دو ساکن اکٹھے ہو جائیں گے پھر ان میں سے کسی ایک کو حذف کیا جائے گا تو پھر واحد کے ساتھ التباس لازم آئے گا۔ لَنْ یَّرٰی اور اَنْ یَّرٰی کی مثال میں اور تَرَیْنَ کی اصل تَرْأَیِیْنَ ہے پھر یاء کو ماقبل فتحہ کی وجہ سے الف سے بدل دیا گیا تو تَرَایْنَ ہو گیا پھر الف کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا تو تَرَیْنَ ہو گیا تو اس کے اور اس کے جمع کے درمیان برابر ہو گئی اور فرق تقدیری پر اکتفاء کیا۔ جیسا کہ تَرْمِیْنَ میں ہے اور عنقریب ناقص میں آئے گا اور فَاِمَّا تَرَیِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا تو اس سے نون کو حذف کر دیا گیا علامت جزمی کی وجہ سے اور یائے تانیث کو کسرہ دے دیا گیا تا کہ تاکید کے تمام نونات کے موافق ہو جائے جیسا کہ اِخْشَیِنَّ میں ہے اور عنقریب اس کی تمام مثالیں لفیف کے باب میں آئیں گی باقی اس سے امر یوں آئے گا۔ رَ، رَیَا، رَوْا، رَیْ، رَیْاَیْنَ، اور یاء کو الف نہیں کیا جائے گا رَیَا میں تَرَیَانِ کی اتباع کرتے ہوئے۔ اور اس میں ہاء کے ساتھ وقف کرنا جائز ہے مثل رَہْ کے، پس اس کے ہمزہ کو حذف کر دیا گیا جیسا کہ تَرٰی میں پھر یاء کو حذف کیا گیا ساکن کے پائے جانے اور نون ثقیلہ کے پائے جانے کی وجہ سے۔ رَیَنَّ، رَیَانِّ، رَوُنَّ، رَیِنَّ، رَیَانِّ رَیْنَانِّ اور رَیَنَّ میں یاء واپس آجائے گی کیونکہ سکون باقی نہیں رہے گا، جیسا کہ اِرْمَیَنَّ میں، واؤ جمع حذف نہیں کی جائے گی رَوُنَّ میں اس کے ماقبل پر ضمہ نہ ہونے کی وجہ سے بخلاف اُغْزُنَّ اور اِرْمِنَّ ہو گا الخ اور اس کی ہمزہ کو حذف نہیں کیا جائے گا جیسا کہ مفعول میں آئے گا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حذف نہیں کیا جائے گا اس لیے کہ اس کا ماقبل الف ہے اور الف حرکت کو قبول نہیں کرتا لیکن آپ کے لیے جائز ہے کہ آپ بین بین بنائیں جیسا کہ سَأَلَ یَسْأَلُ میں تھا اور اسی پر ہی اَرٰی یُرِیْ اِرَائَۃً کو قیاس کریں اور مفعول مَرْئِیٌّ آئے گا کہ اس کی اصل مَرْءُوْیٌ تو پس تعلیل کی جائے گی جیسا کہ مَھْدِیٌّ میں کی گئی اور ہمزہ کا حذف کرنا واجب نہیں ہے اس لیے کہ اس کے فعل میں ہمزہ کے حذف کا واجب ہونا غیر قیاسی ہے جیسا کہ گذر چکا ہے پس مفعول اور اس کے علاوہ کی اتباع نہیں کی جائے گی اور مُرِیٌّ جیسی مثال میں حذف کیا جائے گا اس کے کثرت سے اسم ظرف مَرْأَی اور اسم آلہ مِرْأَی آئے گا اور جن ان اشیاء میں سے ہمزہ کو حذف کر دیا جائے تو اسی طرح ان اشیاء کی نظائر میں قیاس کی وجہ سے حذف جائز ہو گا مگر یہ کہ وہ حذف کرنا غیر مستعمل ہے، مجہول رُئِیَ یُرٰی الخ ہے۔

﴿تشریح﴾:

اَصْلُهٗ یَرْأَیُ فَقُلِبَتِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ''یَرٰیٰ'' اصل میں کیا تھا اور اس میں تعلیل کس صورت میں ہوئی؟

﴿جواب﴾: یَرٰیٰ اصل میں یَرْءَیُ تھا یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدلا پھر ہمزہ کو ساکن کر دیا گیا اب تین ساکن اکٹھے ہو گئے۔(۱) را......(۲) ہمزہ......(۳) الف......ہمزہ کو گرا دیا اور چونکہ اب اجتماع ساکنین ہو گیا لہٰذا ہمزہ والی حرکت را کو دے دی یَرٰیٰ ہو گیا۔

وَهٰذَا التَّخْفِيْفُ وَاجِب الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ یہ بیان کرنا ہے کہ یہ تخفیف جو کہ یریٰ میں ہوئی یہ یریٰ میں ہی واجب ہے اس کے اخوات یعنی ماضی، اسم فاعل اور اسم مفعول وغیرہ میں واجب نہیں، کیونکہ ان میں مضارع جیسا ثقل نہیں، اور ان کا استعمال زیادہ نہیں حالانکہ وہاں تخفیف کا سبب پایا جاتا ہے یعنی حرف علت اور ہمزہ کا فعل ثقیل میں جمع ہونا

﴿سوال﴾: یَرٰیٰ میں دو تعلیلیں ہو گئیں، حذف اور بدل یہ توالی اعلالین کہلاتا ہے جو منع ہے؟

﴿جواب﴾: یہاں خلاف قیاس توالی اعلالین کو جائز قرار دیا گیا اور یہ شاذ ہے لیکن اس کے باوجود فصیح ہے کیونکہ شاذ فصاحت کے خلاف نہیں ہے۔

﴿سوال﴾: اس کی کیا وجہ ہے کہ پہلے یاء کو الف سے بدلا گیا اور بعد میں ہمزہ کو حذف کیا گیا اس کا الٹ ہو جاتا تو کیا حرج تھا؟

﴿جواب﴾: کیونکہ یاء طرف میں واقع تھی اور طرف میں اعلال پہلے ہوتا ہے اور اگر یہ اعلال پہلے نہ ہوتا اور ہمزہ کو پہلے حذف کر دیا جاتا تو اب یاء کو الف سے نہیں بدلا جا سکتا تھا کیونکہ اب یاء کا ماقبل ساکن ہوتا......مفتوح نہ ہوتا۔

وَمِنْ ثَمَّ لَایَجِبُ یَنْئٰی الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: کوئی ایسی مثال بتائیں جہاں ان شرائط کے باوجود محض کثرت استعمال نہ ہونے کی وجہ سے ہمزے کا حذف واجب نہیں۔

﴿جواب﴾: یَنْأَیُ یَسْئَلُ اور مُرْءِیْ میں حرف علت اور ہمزہ جمع ہیں لیکن حذف واجب نہیں۔

وَحُكْمُ يَرَوْنَ كَحُكْمِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ''یَرَوْنَ'' میں تعلیل کی کیا صورت ہے؟

﴿جواب﴾: ''یَرَوْنَ'' کا حکم بھی یَرٰیٰ کی طرح ہے یعنی یَرَوْنَ اصل میں ''یَرْءَیُوْنَ'' تھا یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدلا اور ہمزہ کو ساکن کر کے گرا دیا اور اس کی حرکت راء کو دے دی لیکن یاء سے بدلا ہوا الف گرا دیا جائے گا کیونکہ الف اور واؤ دو ساکن جمع ہونے سے اجتماع ساکنین لازم آتا ہے البتہ یَرٰیٰ میں جو الف یا سے بدل کر آیا ہے وہ حذف نہیں ہوگا۔

وَحَرَكَةُ يَاءِ يَرَيَانِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ''یَرَیَانِ'' میں یاء متحرک ماقبل مفتوح ہے لہٰذا اسے الف سے بدلنا چاہیے تھا تو کیوں نہیں بدلا گیا؟

﴿جواب﴾: یاء کی حرکت عارضی ہے نیز اگر اسے الف سے بدل دیا جائے تو اجتماع ساکنین لازم آئیگا یعنی تثنیہ کا الف اور یاء سے بدلا ہوا الف جمع ہو جائیں گے اور یہ دونوں ساکن ہوں گے اور جب اجتماع ساکنین کی وجہ سے ایک الف کو گرایا جائے تو نفی تاکید بلن اور حرف جزم داخل ہونے کی صورت میں واحد کے صیغے سے التباس لازم آئیگا لہٰذا تثنیہ کے صیغے سے یاء کو حذف نہیں کریں گے۔

وَاَصْلُ تَرَیْنَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ''تَرَیْنَ'' اصل میں کیا تھا اور اس کی تعلیل کیسے ہوئی؟

﴿جواب﴾: ''تَـرَیْـنَ'' صیغہ واحد مؤنث حاضر اصل میں ''تَـرْئَـیِیْـنَ'' تھا ہمزہ کو ساکن کر کے گرا دیا اور اس کی حرکت راء کو دے دی تَـرَیِیْـنَ ہو گیا اب یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدلا تو الف اور یاء دو ساکن جمع ہونے کی وجہ سے الف کو گرا دیا تَرَیْنَ ہو گیا۔

وَسُوِّیَ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: واحد مؤنث حاضر اور جمع مؤنث حاضر کے صیغے بظاہر ایک جیسے ہیں فرق کیسے ہوگا؟

﴿جواب﴾: بظاہر واحد مؤنث حاضر اور جمع مؤنث حاضر دونوں کیلئے تَرَیْنَ کا صیغہ استعمال ہوتا ہے لیکن اس میں تقدیری فرق ہے کیونکہ واحد مؤنث حاضر کے صیغہ میں نون اعرابی ہے اور جمع مؤنث حاضر میں نون ضمیر کا ہے اسی طرح تَرَیْنَ کی یاء واحد مؤنث حاضر کی ضمیر ہے جبکہ جمع مؤنث حاضر میں یہ یاء حرف اصلی ہے شرط کے موقع پر جب ''تَـرَیْـن'' کے آخر میں نون ثقیلہ داخل کیا جائے تو علامت جزم کے طور پر نون اعرابی گر جائیگا اور یاء تانیث کو کسرہ دیا جائیگا تاکہ ہر قسم کے نون تاکید کیساتھ اس کی موافقت ہو جائے جیسا کہ اِخْشَیِنَّ میں یاء کو کسرہ دیا گیا، مثال فَاِمَّاتَرَیِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا۔

وَلَایُجْعَلُ الْیَاءُ اَلِفًا الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: رَیَا میں یاء متحرک ماقبل مفتوح ہے لہٰذا یاء کو الف سے بدلنا چاہیے تھا کیوں نہیں بدلا گیا؟

﴿جواب﴾: چونکہ رَیَا! تَـرَیَانَ کے تابع ہے اور تَـرَیَانَ میں یاء کو الف سے نہیں بدلا گیا جس کی وجہ ماقبل میں گزر چکی ہے لہٰذا ''رَیَا'' میں بھی الف سے نہیں بدلا گیا واحد مذکر حاضر امر کا صیغہ ''رَ'' اِرْءَیْ سے بنتا ہے سکون کی وجہ سے یاء کو گرا دیا اور ہمزہ کی حرکت راء کو دے کر ہمزہ کو بھی حذف کر دیا راء کے متحرک ہونے کی وجہ سے پہلا ہمزہ بھی گرا دیا تو ''رَ'' بن گیا۔

﴿نوٹ﴾: امر با نون ثقیلہ میں یاء واپس آ جائیگی کیونکہ سکون باقی نہیں رہے گا جیسے رَیَنَّ۔

وَلَمْ تُحْذَفْ وَاوُ الْجَمْعِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: بانون ثقیلہ یا خفیفہ کی صورت میں جمع کی واو بھی گر جاتی ہے رَوُنَّ میں کیوں نہیں گرائی گئی؟

﴿جواب﴾: یہ واو اس وقت گرتی ہے جب اس سے پہلے ضمہ ہو جیسے اُغْزُوُنَّ اور اِرْمُوُنَّ سے واو کو گرا کر اُغْزُنَّ اور اِرْمُنَّ پڑھتے ہیں۔

راءٍ کا ہمزہ کیوں حذف نہیں کیا گیا؟

وَلَا يُحْذَفُ هَمْزَتُهُ كَمَا الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اسم فاعل راءٍ کا ہمزہ کیوں حذف نہیں کیا گیا؟

﴿جواب﴾: چونکہ اسکے فعل یَرٰی میں ہمزہ کو غیر قیاسی طور پر محض اس کے کثرتِ استعمال کی وجہ سے حذف کیا گیا لہٰذا، اسم فاعل، اسم مفعول اور اسم مکان وغیرہ میں اس کو حذف نہیں کیا جائے گا۔ بعض نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ چونکہ اس کا ماقبل الف ہے اور وہ حرکت کو قبول نہیں کرتا البتہ اسے سَأَلَ یَسْئَلُ کی طرح بین بین کر کے پڑھ سکتے ہیں۔

﴿نوٹ﴾: ہمزہ کے مخرج اور ہمزہ کی حرکت کے موافق حرف علت کے مخرج کے درمیان پڑھنا ''بین بین'' کہلاتا ہے۔

مَرْءِیٌّ ہمزہ کو حذف نہ کرنے کی وجہ:

اَصْلُهٗ مَرْءُوْی الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اسم مفعول مَرْءِیٌّ کی تعلیل واضح کریں اور ہمزہ کو حذف نہ کرنے کی وجہ لکھیں۔

﴿جواب﴾: اسم مفعول میں مَـرْءُوْیٌ تھا، واوٌ اور یاء جمع ہوئے ان میں سے پہلا ساکن ہے لہٰذا واوَ کو یاء سے بدل کر ادغام کیا مَرْءُیٌّ ہو گیا اب یاء کی مناسبت سے ہمزہ کو کسرہ دیا تو مَرْءِیٌّ ہو گیا۔

یہاں ہمزہ کو حذف نہ کرنے (یعنی حذف واجب نہ ہونے) کی وجہ وہی ہے جو اسم فاعل کے ضمن میں ذکر کی گئی کہ چونکہ اس کے فعل میں ہمزہ کو غیر قیاسی طور پر حذف کیا گیا لہٰذا یہاں بطور واجب حذف نہیں کیا جاتا۔

وَلَا يَجِبُ حَذْفُ الْهَمْزَةِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: جب راءٍ اسم فاعل میں ہمزہ حذف نہیں ہوا تو مُرًی (بابِ انعال کا اسم مفعول) جو اصل میں مُرْءَیٌ تھا، میں ہمزہ کو کیوں حذف کیا گیا؟

﴿جواب﴾: مجرد کے اسم فاعل و مفعول میں ہمزہ حذف نہیں کیا گیا کیونکہ ان کے فعل یعنی یری میں ہمزہ کو کثرتِ استعمال کی وجہ سے غیر قیاسی طور پر حذف کیا جاتا ہے اس لئے فعل! اسم فاعل و مفعول وغیرہ کو اپنے تابع نہیں بناتا، کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ اگر کسی کلمہ میں غیر قیاسی طور پر اعلال وغیرہ کیا جائے تو اس پر کسی اور کو قیاس نہیں کیا جاتا جبکہ باب افعال کے اسم مفعول

وغیرہ میں ہمزہ کو حذف کر دیا جاتا ہے کیونکہ انہیں اپنے فعل کی کثیر تابعداری حاصل ہے، کیونکہ یہ ان کی طرح کثیر الاستعمال ہیں

وَاِذَا حُذِفَتِ الْهَمْزَةُ الخ : سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: جب ہمزہ کو یری وغیرہ میں حذف کرتے ہیں تو آلہ اور ظرف وغیرہ میں بھی حذف کر سکتے ہیں یا نہیں؟

﴿جواب﴾: جی ہاں! آلہ اور ظرف وغیرہ میں بھی حذف کرنا جائز تو ہے لیکن یہ کثیر الاستعمال نہیں، لہٰذا ان میں ہمزہ کو حذف کرنا واجب نہیں، اور ہمزہ کو حذف کرنا مستعمل بھی نہیں۔

اَلْمَجْهُوْلُ رُءِیَ یُرٰی الخ : ماضی مجہول تابع ہے ماضی معلوم کے......اسی وجہ سے اس میں تخفیف نہیں ہوتی ، جیسے ماضی معلوم میں تخفیف نہیں ہوتی ، اور مضارع مجہول! مضارع معلوم کے تابع ہے اس لئے مضارع معلوم کی طرح مجہول میں بھی تخفیف ہوتی ہے۔

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

﴿عبارت﴾: اَلْمَهْمُوْزُ الْفَاءِ یَجِیْءُ مِنْ خَمْسَةِ اَبْوَابٍ نَحْوُ اَخَذَ یَاْخُذُ وَاَدَبَ یَاْدِبُ وَاَهَبَ یَاْهَبُ وَاَرِجَ یَاْرَجُ وَاَسُلَ یَاْسُلُ وَالْمَهْمُوْزُ الْعَیْنُ یَجِیْءُ مِنْ ثَلٰثَةِ اَبْوَابٍ نَحْوُ رَاٰی یَرٰی وَیَئِسَ یَیْئَسُ وَلَؤُمَ یَلْؤُمُ وَالْمَهْمُوْزُ اللَّامِ یَجِیْءُ مِنْ اَرْبَعَةِ اَبْوَابٍ نَحْوُ هَنَأَ یَهْنِیءُ وَسَبَأَ یَسْبَأُ وَصَدِیءَ یَصْدِیءُ وَجَرُؤَ یَجْرُؤُ وَلَا یَجِیْءُ فِی الْمُضَاعَفِ اِلَّا مَهْمُوْزُ الْفَاءِ نَحْوُ اَنَّ یَاِنُّ وَلَا تَقَعُ الْهَمْزَةُ مَوْضِعَ حُرُوْفِ الْعِلَّةِ وَمِنْ ثَمَّ لَا یَجِیْءُ فِی الْمِثَالِ اِلَّا مَهْمُوْزُ الْعَیْنِ وَاللَّامِ نَحْوُ وَاَدَ وَوَجَاَ وَفِی الْاَجْوَفِ اِلَّا مَهْمُوْزُ الْفَاءِ وَاللَّامِ نَحْوُ اٰنَ وَجَاءَ وَفِی النَّاقِصِ اِلَّا مَهْمُوْزُ الْفَاءِ وَالْعَیْنِ نَحْوُ اَرٰی وَرَاٰی وَفِی اللَّفِیْفِ الْمَفْرُوْقِ اِلَّا مَهْمُوْزُ الْعَیْنِ نَحْوُ وَاٰی وَفِی الْمَقْرُوْنِ اِلَّا مَهْمُوْزُ الْفَاءِ نَحْوُ اَوٰی وَتُكْتَبُ الْهَمْزَةُ فِی الْاَوَّلِ عَلٰی صُوْرَةِ الْاَلِفِ فِیْ كُلِّ الْاَحْوَالِ نَحْوُ اَبٌ وَاُمٌّ وَاِبِلٌ لِخِفَّةِ الْاَلِفِ وَقُوَّةِ الْكَاتِبِ عِنْدَ الْاِبْتِدَاءِ عَلٰی وَضْعِ الْحَرَكَاتِ وَفِی الْوَسْطِ اِذَا كَانَتْ سَاكِنَةً عَلٰی وَفْقِ حَرَكَةِ مَاقَبْلَهَا نَحْوُ رَاْسٌ وَلُؤْمٌ وَذِئْبٌ لِلْمُشَاكَلَةِ وَاِذَا كَانَتْ فِیْ اٰخِرِ الْكَلِمَةِ تُكْتَبُ عَلٰی وَفْقِ حَرَكَةِ مَاقَبْلَهَا لَا عَلٰی وَفْقِ حَرَكَةِ نَفْسِهَا لِاَنَّ الْحَرَكَةَ الطَّرْفِیَّةَ عَارِضِیَّةٌ نَحْوُ قَرَاَ وَجَرُؤَ وَفَتِیءَ وَاِذَا كَانَتْ مَاقَبْلَهَا سَاكِنًا لَا تُكْتَبُ عَلٰی صُوْرَةِ شَیْءٍ لِطُرُوِّ حَرَكَتِهَا وَعَدَمِ حَرَكَتِ مَاقَبْلَهَا نَحْوُ خَبْءٍ وَّدَفْءٍ وَّبُرْءٍ۔

”مہموز الفاء پانچ ابواب سے آتا ہے......جیسے اَخَذَ یَاْخُذُ، اَدَبَ یَاْدِبُ، اَهَبَ یَاْهَبُ، اَرِجَ یَاْرَجُ، اَسُلَ یَاْسُلُ اور مہموز العین تین ابواب سے آتا ہے نحو رَاٰی یَرٰی یَئِسَ یَیْئَسُ، لَؤُمَ یَلْؤُمُ اور مہموز اللام چار

ابواب سے آتا ہے جیسے هَنَأَيَهْنِأُ، سَبأَيَسْبأُ، صَدِئَ يَصْدِئُ، جَرُئَ يَجْرُئُ اور مضاعف میں صرف مہموز الفاء جیسے اَنَّ يَانُّ.....اور اہم بات یہ ہے کہ ہمزہ حروف علت کی جگہ واقع نہیں ہوتا اور اسی وجہ سے وہ مثال میں صرف مہموز العین اور مہموز اللام آتا ہے جیسے وَأَدَ، وَجَأَ.....اور اجوف میں صرف مہموز الفاء اور لام سے آتا ہے جیسے اٰنَ اور جَاءَ اور ناقص میں صرف مہموز الفاء سے آتا ہے نحو اَرٰی، رَاٰی اور لفیف مفروق میں صرف مہموز الفاء سے آتا ہے جیسے وَأَی اور لفیفِ مقرون میں صرف مہموز الفاء سے آتا ہے جیسے اَوَیٰ اور شروع میں ہمزہ لکھا جاتا ہے اور تمام احوال میں الف کی صورت پر جیسے اَبٌ، اُمٌّ، اِبِلٌ الف کے خفیف ہونے اور لکھنے والے کی قوت کی وجہ سے ابتداء کے وقت الف پر حرکت رکھنے پر اور درمیان میں اس وقت جبکہ ساکن ہو اور اپنے ماقبل کی حرکت کے موافق ہو، جیسے رَأْسٌ، لُؤْمٌ، ذِئْبٌ، مشاکلۃ کی وجہ سے اور جب متحرک ہو اور اپنی ذاتی حرکت کے موافق ہو یہاں تک کہ اس کی حرکت معلوم ہو جائے۔ جیسے سَأَلَ، لَؤُمَ، سَئِمَ اور جب وہ کلمہ کے آخر میں ہو تو وہ اپنے ماقبل کی حرکت مطابق لکھا جائے گا نہ کہ اپنی ذاتی حرکت کے موافق اس لیے کہ طرف کی حرکت عارضی ہوتی ہے جیسے، قَرَأَ، جَرُؤَ، فَتِئَ اور جب اس کا ماقبل ساکن ہو تو اسے ہمزہ کی حرکت کے مطابق حرفِ علت کی شکل میں لکھا نہیں جاتا کہ ہمزہ کی حرکت برطرف اور عارضی ہے، اس کا کوئی اعتبار نہیں، جیسے خَبْءٌ (چھپانا) دَفْءٌ (سخت گرمی) بَرْءٌ (بری ہونا)۔"

﴿تشریح﴾:

اَلْمَهْمُوْزُ الْفَاءِ يَجِيْءُ الخ: سے غرضِ مصنف علیہ الرحمۃ یہ بیان کرنا ہے کہ مہموز الفا سے پانچ باب آتے ہیں ....مہموز العین سے تین......اور مہموز اللام سے چار باب آتے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہیں۔

مہموز الفاء سے آنے والے ابواب:

❁ مہموز الفاء! مندرجہ ذیل پانچ ابواب سے آتا ہے۔

نمبر شمار	ابواب	امثلہ	معانی
1	نَصَرَ يَنْصُرُ	اَخَذَ يَأْخُذُ	پکڑنا
2	ضَرَبَ يَضْرِبُ	اَدَبَ يَأْدِبُ	دعوت کا کھانا تیار کرنا
3	فَتَحَ يَفْتَحُ	اَهَبَ يَأْهَبُ	ثابت ہونا
4	سَمِعَ يَسْمَعُ	اَرِجَ يَأْرَجُ	خوشبو دینا
5	كَرُمَ يَكْرُمُ	اَسُلَ يَأْسُلُ	نرم و ہموار ہونا

مہموز العین سے آنے والے ابواب:

مہموز العین: مندرجہ ذیل تین ابواب سے آتا ہے۔

نمبر شمار	ابواب	امثلہ	معانی
1	فَتَحَ يَفْتَحُ	رَأَىٰ يَرَىٰ	دیکھنا
2	سَمِعَ يَسْمَعُ	يَئِسَ يَيْئَسُ	مایوس ہونا
3	كَرُمَ يَكْرُمُ	لَؤُمَ يَلْؤُمُ	ذلیل ہونا

مہموز اللام سے آنے والے ابواب:

مہموز اللام مندرجہ ذیل چار ابواب سے آتا ہے۔

نمبر شمار	ابواب	امثلہ	معانی
1	ضَرَبَ يَضْرِبُ	هَنَأَ يَهْنِئُ	خوراک کا خوشگوار ہونا
2	سَمِعَ يَسْمَعُ	صَدِئَ يَصْدَئُ	لوہے کا زنگ آلود ہونا
3	فَتَحَ يَفْتَحُ	سَبَأَ يَسْبَأُ	شراب کو پینے کے لئے خریدنا
4	كَرُمَ يَكْرُمُ	جَرُؤَ يَجْرُؤُ	دلیر ہونا

کیا مضاعف اور مہموز اکٹھے ہو سکتے ہیں؟

وَلَا يَجِيْءُ فِي الْمُضَاعَفِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: کیا مضاعف اور مہموز اکٹھے ہو سکتے ہیں؟

﴿جواب﴾: مضاعف! ثلاثی میں صرف مہموز الفاء کے ساتھ جمع ہوتا ہے اَنَّ يَاَنُّ اَنِيْنًا۔

کیا معتل اور مہموز اکٹھے ہو سکتے ہیں؟

وَلَا تَقَعُ الْهَمْزَةُ مَوْضِعَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: کیا معتل اور مہموز اکٹھے ہو سکتے ہیں؟

﴿جواب﴾: جی ہاں! ایک فعل یا اسم معتل اور مہموز دونوں ہو سکتا ہے لیکن اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ مثال مہموز الفاء نہیں ہو سکتی اجوف مہموز العین نہیں ہو سکتا اور ناقص مہموز اللام نہیں ہو سکتا، یعنی جس جگہ حرف علت ہو گا وہاں ہمزہ نہیں ہو گا اسی لفیف مقرون میں صرف فاء کلمہ کی جگہ ہمزہ ہوتا ہے یا اور لفیف مفروق میں صرف عین کلمہ کی جگہ ہمزہ ہو سکتا ہے۔

ہمزہ لکھنے کی کیا کیا صورتیں ہیں؟

وَتُكْتَبُ الْهَمْزَةُ فِي الْأَوَّلِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ہمزہ لکھنے کی کیا کیا صورتیں ہیں؟

﴿جواب﴾: اگر ہمزہ شروع میں ہو تو ہر حال میں الف کی صورت میں لکھا جائیگا جیسے اَبٌ، اُمٌّ، اِبِـــلٌ کیونکہ الف خفیف ہوتا ہے اور ابتداء میں حرکت ڈالنے کے سلسلہ میں کاتب قوی ہوتا ہے۔

(۲): ہمزہ درمیان میں ہو اور ساکن ہو تو اس صورت میں ماقبل حرف کی حرکت کے موافق حرف علت کی شکل میں لکھا جائیگا جیسے رَأْسٌ، لُؤْمٌ، ذِئْبٌ وغیرہ۔

(۳): ہمزہ درمیان میں ہو اور ساکن ہو تو اس صورت میں ماقبل حرف کی حرکت کے موافق حرف علت کی شکل میں لکھا جائیگا جیسے سَئَالَ، لَؤُمَ، سَئِمَ وغیرہ ایسا اسلئے کرتے ہیں کہ اس کی اپنی حرکت کا علم ہو جائے۔

(۴): ہمزہ کلمہ کے آخر میں ہو تو اس صورت میں ہمزہ کو ماقبل حرف کی حرکت کے موافق حرف علت کی شکل میں لکھا جائیگا اس کی اپنی حرکت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا کیونکہ حرف طرفیہ عارضی ہے جیسے قَرَأَ، جَرُءَ، فَتِيَ وغیرہ۔

(۵): ہمزہ آخر میں ہو اور اس کا ماقبل ساکن ہو تو اس صورت میں کسی بھی حرف کی شکل میں نہیں لکھا جائے گا کیونکہ ہمزہ کی اپنی حرکت عارضی ہے اور ماقبل ساکن ہے مثلاً خَبْءٌ (چھپانا)...... دِفْءٌ (سخت گرمی)...... اور بُرُوْءٌ (بری ہونا)۔

ان مثالوں میں ہمزہ کی علامت لکھی گئی ہے کیونکہ یہ ہمزہ کی اصلی شکل نہیں ہے وہ حروف لین کی صورت میں لکھا جاتا ہے۔

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

چوتھاباب:

مثال کابیان

﴿عبارت﴾: اَلْبَابُ الرَّابِعُ فِی الْمِثَالِ وَيُقَالُ لِلْمُعْتَلِ الْفَاءِ مِثَالٌ لِاَنَّ مَاضِيَهٗ مِثْلُ مَاضِی الصَّحِيْحِ وَقِيْلَ لِاَنَّ اَمْرَهٗ مِثْلُ اَمْرِ الْاَجْوَفِ نَحْوُ عِدْوَزِنْ وَهُوَ يَجِیْءُ مِنْ خَمْسَةِ اَبْوَابٍ وَلَا يَجِیْءُ مِنْ فَعَلَ يَفْعُلُ اِلَّا وَجَدَ يَجُدُ فِیْ لُغَةِ بَنِیْ عَامِرٍ فَحُذِفَ الْوَاوُ فِیْ يَجُدُ فِیْ لُغَتِهِمْ لِثِقْلِ الْوَاوِ مَعَ ضَمَّةِ مَابَعْدَهَا وَقِيْلَ هٰذِهٖ لُغَةٌ ضَعِيْفَةٌ فَاُتْبِعَ لِيَعِدُ فِی الْحَذْفِ وَحُكْمُ الْوَاوِ وَالْيَاءِ اِذَا وَقَعَتَا فِیْ اَوَّلِ الْكَلِمَةِ كَحُكْمِ حَرْفِ الصَّحِيْحِ نَحْوُ وَعَدَ وَوُعِدَ وَوَقَرَ وَيَنَعَ لِقُوَّةِ الْمُتَكَلِّمِ عِنْدَ الْاِبْتِدَاءِ وَقِيْلَ اِنَّ الْاِعْلَالَ اِنَّمَا يَكُوْنُ بِالسُّكُوْنِ اَوْ بِالْقَلْبِ اِلٰی حَرْفِ الْعِلَّةِ اَوْ بِالْحَذْفِ وَثَلَاثَتُهَا لَا تُمْكِنُ اَمَّا السُّكُوْنُ فَلِتَعَذُّرِهٖ لِاَنَّهٗ مُبْتَدَاٌ وَالْاِبْتِدَاءُ مِنَ السَّاكِنِ مُتَعَذِّرٌ وَكَذَا الْقَلْبُ لِاَنَّ الْمَقْلُوْبَ بِهٖ غَالِبًا يَكُوْنُ بِحَرْفِ الْعِلَّةِ السَّاكِنَةِ وَاَمَّا الْحَذْفُ فَلِنُقْصَانِهٖ مِنَ الْقَدْرِ الصَّالِحِ فِی الثُّلَاثِیْ وَاَمَّا فِی الْمَزِيْدِ فَلِاتِّبَاعِ الثُّلَاثِیْ فِی الزَّوَائِدِ نَحْوُ اَوْلَجَ يُوْلِجُ اِيْلَاجًا وَلَا يُعَوَّضُ بِالتَّاءِ فِی الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ حَتّٰی لَا يَلْتَبِسَ بِالْمُسْتَقْبَلِ وَالْمَصْدَرِ فِیْ نَفْسِ الْحُرُوْفِ وَمِنْ ثَمَّ لَا يَجُوْزُ اِدْخَالُ التَّاءِ فِی الْاَوَّلِ فِی الْعِدَةِ لِلْاِلْتِبَاسِ بِالْمُسْتَقْبَلِ وَيَجُوْزُ فِی التُّكْلَانِ لِعَدَمِ الْاِلْتِبَاسِ وَعِنْدَ سِيْبَوَيْهِ يَجُوْزُ حَذْفُ التَّاءِ كَمَا فِیْ قَوْلِ الشَّاعِرِ وَاَخْلَفُوْكَ عِدَا الْاَمْرِ الَّذِیْ وَعَدُوْا لِاَنَّ التَّعْوِيْضَ مِنَ الْاُمُوْرِ الْجَائِزَةِ عِنْدَهٗ وَعِنْدَ الْفَرَّاءِ لَا يَجُوْزُ الْحَذْفُ لِاَنَّهَا عِوَضٌ مِنَ الْحُرُوْفِ الْاَصْلِیِّ اِلَّا فِی الْاِضَافَةِ لِاَنَّ الْاِضَافَةَ تَقُوْمُ مَقَامَهَا وَكَذٰلِكَ حُكْمُ الْاِقَافَةِ وَالْاِسْتِقَامَةِ وَنَحْوِهِمَا وَمِنْ ثَمَّ حُذِفَتِ التَّاءُ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَتَقُوْلُ فِیْ اِلْحَاقِ الضَّمَائِرِ وَعَدَ وَعَدَا وَعَدُوْا اِلٰی اٰخِرِهٖ وَيَجُوْزُ فِیْ وَعَدْتُّ اِدْغَامُ الدَّالِ فِی التَّاءِ لِقُرْبِ الْمَخْرَجِ اَلْمُسْتَقْبَلُ يَعِدُ اِلٰی اٰخِرِهٖ اَصْلُهٗ يَوْعِدُ فَحُذِفَ الْوَاوُ لِاَنَّهٗ يَلْزَمُ الْخُرُوْجُ مِنَ الْكَسْرَةِ التَّقْدِيْرِيَّةِ اِلَی الضَّمَّةِ التَّقْدِيْرِيَّةِ وَمِنَ الضَّمَّةِ التَّقْدِيْرِيَّةِ اِلَی الْكَسْرَةِ الْحَقِيْقَةِ وَمِثْلُ هٰذَا ثَقِيْلٌ وَمِنْ ثَمَّ لَا يَجِیْءُ لُغَةٌ عَلٰی وَزْنِ فِعُلٍ وَّفُعِلٍ اِلَّا حِبُكٌ وَدُئِلٌ وَحُذِفَ فِیْ تَعِدُ وَاَخَوَاتِهٖ

اَيْضًا لِلْمُشَاكَلَةِ وَحُذِفَ فِیْ مِثْلِ يَضَعُ لِاَنَّ اَصْلَهٗ يَوْضَعُ فَحُذِفَ الْوَاوُ ثُمَّ جُعِلَ تَضَعُ مَفْتُوْحًا نَظَرًا اِلٰی حَرْفِ الْحَلْقِ لِاَنَّ حَرْفَ الْحَلْقِ ثَقِيْلٌ وَّالْكَسْرَةُ اَيْضًا ثَقِيْلَةٌ فَاُبْدِلَتِ الْكَسْرَةُ فَتْحَةً وَّلَا تُحْذَفُ فِیْ يُوْعِدُ لِاَنَّ اَصْلَهٗ يَاَوْعِدُ اَلْاَمْرُ عِدْ اِلٰی اٰخِرِهٖ اَلْفَاعِلُ وَاعِدٌ اَلْمَفْعُوْلُ مَوْعُوْدٌ اَلْمَوْضِعُ مَوْعِدٌ وَالْاٰلَةُ مِيْعَدٌ اَصْلُهٗ مِوْعَدٌ فَقُلِبَتِ الْوَاوُ يَاءً لِكَسْرَةِ مَاقَبْلَهَا وَهُمْ يُقَلِّبُوْنَ بِالْحَاجِزِ فِیْ نَحْوِ قِنْيَةٍ فَبِغَيْرِ حَاجِزٍ يَكُوْنُ اَقْلَبَ۔

﴿ترجمہ﴾: چوتھا باب مثال کے بیان میں ہے "معتل فاء کومثال اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ اس کی ماضی ہمیشہ صحیح کی ماضی مثل ہوتی ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا امراجوف کے امر کی طرح ہوتا ہے، جیسے عِدْ اور زِنْ اور مثال پانچ ابواب سے آتا ہے اور فَعَلَ يَفْعُلُ سے نہیں آتا مگر وَجَدَ يَجُدُ بنی عامر کی لغت میں آتا ہے، پس ان کی لغت میں اس کی ا ُ کو مابعد کے ضمہ کی وجہ سے ثقل کے لازم آنے کی وجہ سے حذف کردیا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ لغت ضعیف ہے پس آپ حذف کرنے میں يَعِدُ کی اتباع کریں اور وہ واؤ اور یاء جو کہ کلمہ کے شروع میں واقع ہوں ان کا حکم صحیح کے حکم کی طرح ہیں۔ جیسے وَعَدَ، وُعِدَ، وَقَرَ، يَنَعَ، ابتداء کے وقت متکلم کی قوت کی وجہ سے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اعلال صرف سکون کی وجہ سے یا حرف علت کی طرف قلب کی وجہ سے یا حذف کی وجہ سے ہوتا ہے اور اس کی ثلاثت ممکن نہیں ہے۔ بہر حال سکون جو ہے وہ تو اس کے متعذر ہونے کی وجہ سے ہے، اس لیے کہ اس سے ابتداء ہوتی ہے اور ساکن سے ابتداء مشکل ہوتی ہے اور اسی طرح ہی قلب ہے اس لیے کہ وہ حرف جس کو بدلا جاتا ہے اکثر اوقات حرف علت ساکن ہوتا ہے اور جبکہ حذف وہ اس وجہ سے ثلاثی میں درست مقدار سے کم ہوجانے کہ وجہ سے۔

اور جبکہ مزید فیہ میں حروف زوائد میں ثلاثی کی اتباع کی وجہ سے جیسے اَوْلَجَ يُوْلِجُ اِيْلَاجًا اور تاء کے عوض میں شروع یا آخر میں کوئی چیز نہیں لائی جاتی تاکہ نفس حروف میں مستقبل کے شروع میں اور مصدر کے آخر میں التباس لازم نہ آئے۔ اسی وجہ سے عِدَةٌ کے شروع تاء کا داخل کرنا جائز نہیں ہے مستقبل کے ساتھ التباس کی وجہ سے اور جبکہ اَلتُّكْلَانِ میں یعنی اس کے شروع باء کو داخل کرنا جائز ہے التباس کے لازم نہ آنے کی وجہ سے اور سیبویہ کے نزدیک تاء کا حذف کرنا جائز جیسا کہ شاعر کے قول میں ہے وَاَخْلَفُوْكَ عِدَا الْاَمْرِ الَّذِیْ وَعَدُوْا (انہوں نے تمہارے ساتھ جن معاملات پر وعدہ کیا تھا اس کی مخالفت کی) اس لیے کہ کسی عوض میں حرف کو لانا یہ امور جائزہ میں سے ہے سیبویہ کے نزدیک جبکہ فراء کہتے ہیں کہ حذف کرنا جائز نہیں ہے اس لیے کہ عوض حرف اصلی سے ہوتا ہے مگر اضافت میں، اس لئے کہ اس کے قائم مقام ہوتی ہے اور اسی طرح اِقَامَةٌ اِسْتِقَامَةٌ اور ان دونوں کی مثل کا حکم ہے اور اسی وجہ تاء حذف کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قول وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ اور آپ ضمیروں سے الحاق کے وقت

یوں کہیں گے وَعَدَ، وَعَدَا، وَعَدُوْا الخ اور وَعَدْتِّ میں دال کا تاء میں ادغام جائز ہے مخرج کے قریب ہونے کی وجہ سے، مستقبل یَعِدُ الخ اس کی اصل یَوْعِدُ ہے پس واؤ کو حذف کر دیا گیا، اس لیے کہ کسرہ تقدیری سے ضمہ تقدیری کی طرف خروج لازم آتا ہے اور اس طرح ضمہ تقدیری سے کسرہ تقدیری کی طرف خروج لازم آتا ہے اور اسی کی مثل ثقیل ہے اور اس وجہ سے کوئی لغت فِعُلٌ اور فُعِلٌ کے وزن پر نہیں آتی مگر حِبُكٌ اور دُئِلٌ میں اور تعد اور اس کے اخوات میں بھی مشاکلت کی وجہ سے حذف کر دیا گیا تَضَعُ کی مثل میں بھی حذف کر دیا گیا اس لیے اس کی اصل تَوْضِعُ ہے، پس واؤ کو حذف کر دیا گیا پھر تَضَعُ کو مفتوح بنا دیا گیا حرف حلقی کی طرف غور وفکر کرتے ہوئے اس لیے وہ حرف حلقی ثقیل ہے اور کسرہ بھی ثقیل ہے پس کسرہ کو فتحہ سے بدل دیا گیا اور یُوْعِدُ میں واؤ کو حذف نہیں کیا جائے گا اس لیے کہ اس کی اصل یُاَوْعِدُ آتی ہے جو کہ بات افعال سے ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ اس سے امر عِدْ الخ اسم فاعل وَاعِدٌ اسم مفعول مَوْعُوْدٌ، اسم ظرف مَوْعِدٌ اور اسم آلہ مِیْعَدٌ آتا ہے کہ جس کی اصل مِوْعَدٌ ہے واؤ کو ماقبل کے کسرہ کی وجہ سے یاء سے بدل دیا حالانکہ اہل عرب قِـــنْیَةٌ جیسی مثال میں حاجز کے ساتھ سے تبدیل کرتے ہیں پس بغیر حاجز کے قلب زیادہ مناسب ہے۔

﴿تشریح﴾:

وَيُقَالُ لِلْمُعْتَلِ الْفَاءِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

مثال کی وجہ تسمیہ:

﴿سوال﴾: مثال کو مثال کیوں کہا جاتا ہے؟۔

﴿جواب﴾: چونکہ معتل الفاء کی ماضی! صحیح کی ماضی کی طرح ہوتی ہے یعنی اس میں تعلیل نہیں ہوتی، پس اسی مماثلت کی وجہ سے اسے مثال کہتے ہیں۔

☆ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس کا امر اجوف کے امر کے مثل ہوتا ہے جیسے زَانَ یَزِیْنُ اور وَزَنَ یَزِنُ سے امر کا صیغہ ''زِنْ'' آتا ہے گویا معتل الفاء کا امر اجوف کے امر کی مثل ہے اس مثلیت کی بناء پر اسے مثال کہتے ہیں۔

مثال کتنے اور کون سے ابواب سے آتا ہے؟

وَهُوَ يَجِيْءُ مِنْ خَمْسَةِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: مثال کتنے اور کون کون سے ابواب سے آتا ہے؟

﴿جواب﴾: مثال پانچ ابواب سے آتا ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

نمبر شمار	ابواب	امثلہ	معانی
1	ضَرَبَ یَضْرِبُ	وَعَدَ یَعِدُ	وعدہ کرنا
2	سَمِعَ یَسْمَعُ	وَجِلَ یَوْجَلُ	ڈرنا
3	فَتَحَ یَفْتَحُ	وَجَعَ یَوْجَعُ	دردمند ہونا
4	کَرُمَ یَکْرُمُ	وَجُهَ یَوْجُهُ	عالی مرتبہ ہونا
5	حَسِبَ یَحْسِبُ	وَرِثَ یَرِثُ	وارث بننا

صرف فَعَلَ یَفْعُلُ سے نہیں آتا......البتہ بنوعامر کی لغت میں ''وَجَدَ یَجُدُ'' فَعَلَ یَفْعُلُ سے آتا ہے ان کے نزدیک یَوْجُدُ سے واؤ کو گرایا گیا کیونکہ واؤ بھی ثقیل ہے لیکن دوسرے لوگ اس لغت کو ضعیف قرار دیتے ہوئے اس کا اعتبار نہیں کرتے اور یَـعِـدُ کی اتباع میں واؤ کو حذف کرتے ہیں اگرچہ وہ قاعدہ یہاں نہیں پایا جاتا یعنی واؤ، یا اور کسرہ کے درمیان واقع نہیں ہوتی۔

کلمہ کے شروع میں واؤ اور یاء واقع ہو تو ان کا حکم:

وَحُکْمُ الْوَاوِ وَالْیَاءِ اِذَا وَقَعَتَا الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: کلمہ کے شروع میں واؤ اور یاء واقع ہو تو ان کا کیا حکم ہے؟

﴿جواب﴾: کلمہ کے شروع میں واؤ اور یاء کا حکم وہی ہے جو حرف صحیح کا ہے یعنی تعلیل نہیں ہو گی جیسے وَعَدَ وَعِدَ، وَقَرَ اور یَنَعَ وغیرہ۔

لِقُوَّۃِ الْمُتَکَلِّمِ عِنْدَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اس کی وجہ کیا ہے کہ ان حروف کے حرف علت ہونے کے باوجود تعلیل نہیں ہوتی؟

﴿جواب﴾: اس کی دو وجوہات ہیں۔

(۱): چونکہ ابتداء میں متکلم کو قوت حاصل ہوتی ہے لہذا وہ ثقل محسوس نہیں کرتا۔

(۲): اعلال کی تین صورتیں ہیں۔ ساکن کرنا، دوسرے حرف سے بدلنا، حذف کرنا۔

یہ تینوں یہاں ناممکن ہیں کیونکہ سکون کی صورت میں ساکن سے ابتدا محال ہے اور اگر دوسرا حرف علت سے بدلا جائے تو وہ بھی عام طور پر ساکن ہوتا ہے لہذا اس صورت میں بھی ساکن سے ابتداء لازم آئے گی اور اگر اسے حذف کر دیا جائے تو ثلاثی مجرد میں قدر صالح سے حرف کم ہو جائیں گے اور ثلاثی مزید فیہ میں اگرچہ حروف کم نہیں ہوتے لیکن ثلاثی مجرد کی اتباع کی جائے۔

وَلَا یُعَوَّضُ بِالتَّاءِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: حرف علت کو گرا کر اس کی جگہ تاء کو لایا جاسکتا ہے جس طرح مصدر میں کیا گیا ہے؟

﴿جواب﴾: تاء لانے کی دو صورتیں ہوتی ہیں اور دونوں صورتوں میں التباس لازم آتا ہے۔

(۱): اگر شروع میں التباس لائی جائے تو مضارع سے التباس لازم آئے گا۔

(۲): اگر آخر میں التباس لائی جائے تو مصدر سے التباس لازم آئے گا۔

وَيَجُوْزُ فِي التُّكْلَانِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: آپ کے بیان کردہ ضابطہ کے مطابق مصدر کے شروع میں تاء لگانے سے مضارع سے التباس لازم آتا ہے یہ صحیح نہیں کیونکہ تُکْلَانٌ میں تاء مصدر کے شروع میں لگائی گئی ہے؟

﴿جواب﴾: یہاں مضارع کیساتھ التباس کا کوئی ڈر نہیں کیونکہ مضارع اس وزن پر نہیں آتا۔

مصدر کے آخر میں لائی گئی تاء کا حذف:

وَعِنْدَ سَيْبَوَيْهِ يَجُوْزُ حَذْفُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: کیا مصدر کے آخر میں لائی گئی تاء کو حذف کیا جاسکتا ہے؟

﴿جواب﴾: سیبویہ کے نزدیک مصدر کے آخر میں لائی گئی تاء تائے عوض کو حذف کرنا جائز ہے جیسا کہ ایک شعر میں ''وَاَخْلَفُوْكَ عِدَ الْاَمْرِ الَّذِیْ وَعَدُوْا یہاں پر عِدَ الْاَمْرِ میں عِدَةٌ کی تاء کو گرادیا گیا، سیبویہ کی دلیل یہ ہے کہ کسی حرف کے عوض میں حرف لانا جائز ہے، واجب نہیں۔ لیکن فرا کے نزدیک حرف معوض بہ کو حذف کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ وہ حرف اصلی کے عوض میں آتا ہے سیبویہ کی طرف سے پیش کی گئی مثال کا جواب فَرّا نے یوں دیا ہے کہ اضافت میں حرف عوض کو گراسکتے ہیں کیونکہ مضاعف الیہ اس حرف کا قائم مقام ہوجاتا ہے اَلْقَائِمَةِ، وَالْاِسْتِقَامَةِ اور اس کے مثل صیغوں میں یہی حکم ہوگا یعنی اضافت کی وجہ سے عوض میں لایا گیا حرف گرسکتا ہے ورنہ نہیں یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک میں اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ کی بجائے اِقَامَ الصَّلٰوةِ آتا ہے۔

وَيَجُوْزُ فِيْ وَعَدْتُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ''وَعَدْتُّ'' میں ادغام کیوں کیا گیا؟

﴿جواب﴾: وَعَدْتُّ میں چونکہ دال اور تاء قریب المخرج ہیں اس لئے دال کو تاء سے بدل کر ادغام کرنا جائز ہے۔

يَعِدُ اِلٰى اٰخِرِهٖ اَصْلُهٗ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: يَعِدُ کی تعلیل بیان کریں۔

﴿جواب﴾: يَعِدُ اصل میں يَوْعِدُ تھا یاء کسرہ تقدیری ہے واؤ ضمہ تقدیری ہے اور اس کے بعد عین کے نیچے کسرہ حقیقی ہے چونکہ کسرہ تقدیری سے ضمہ تقدیری ہے اور ضمہ تقدیری سے کسرہ حقیقی کی طرف خروج لازم آتا ہے اور عرب اسے ثقیل

سمجھتے ہیں یہی وجہ ہے فِعُلٌ اور فُعِلٌ کے وزن پر کوئی لغت نہیں آتی سوائے حِبُكٌ اور دُئِلٌ کے، لہٰذا واؤ کو گرادیا۔

حُذِفَ فِيْ تَعِدُ وَاَخَوَاتِه الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: تَعِدُ اور اس کے اخوات میں یہ ثقیل نہیں تھا پھر کیوں واؤ کو حذف کیا گیا؟

﴿جواب﴾: محض یَعِدُ کی اتباع کرتے ہوئے۔

وَحُذِفَ فِيْ مِثْلِ يَضَعُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: یَضَعُ میں واؤ کو کیوں حذف کیا گیا جبکہ یہاں عین کلمہ مکسور نہیں بلکہ مفتوح ہے؟

﴿جواب﴾: یَضَعُ اصل میں یَوْضِعُ تھا، عین کلمہ مکسور تھا لہٰذا یَعِدُ کی طرح یہاں بھی واؤ کو گرادیا اب یَضِعُ ہو گیا چونکہ کسرہ بھی ثقیل ہے اور عین حرف حلقی بھی ثقیل ہے لہٰذا اس ثقیل کو دور کرنے کیلئے کسرہ کو فتحہ سے بدلا تو یَضَعُ ہو گیا۔

وَلَاتُحْذَفُ فِيْ يُوْعِدُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: یُوْعِدُ میں واؤ کو حذف کیوں نہیں کرتے؟

﴿جواب﴾: یُوْعِدُ جو اصل میں یُـاَوْعِدُ تھا اس میں واؤ کو حذف نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہاں وہ سبب نہیں پایا گیا جو یَوْعِدُ میں تھا یعنی واؤ یاء، اور کسرہ کے درمیان واقع نہیں ہوئی۔ اسم آلہ مِیْعَدٌ اصل میں مِوْعَدٌ تھا واؤ کسرہ کے بعد واقع ہوئی اسے یاء سے بدل دیا کیونکہ اہل عرب کے ہاں کسرہ اور واؤ ساکن کے درمیان کوئی رکاوٹ ہو تو پھر بھی واؤ کو یاء سے بدل دیتے ہیں جیسے قِنْیَةٌ اصل میں قِنْوَةٌ تھا کسرہ اور واؤ کے درمیان نون کی رکاوٹ تھی پھر بھی واؤ کو یاء سے بدل دیا تو یہاں درمیان میں رکاوٹ بھی نہیں لہٰذا بدرجہ اولیٰ واؤ کو یاء سے بدلا جائیگا۔

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

پانچواں باب:

اجوف کا بیان

﴿عبارت﴾: اَلْبَابُ الْخَامِسُ فِي الْأَجْوَفِ وَيُقَالُ لَهُ اَجْوَفُ لِخُلُوِّ جَوْفِهِ عَنِ
الْحَرْفِ الصَّحِيْحِ وَيُقَالُ لَهُ ذُو الثَّلَاثَةِ لِصَيْرُوْرَتِهِ عَلٰى ثَلٰثَةِ اَحْرُفٍ فِي الْمَاضِي الْمُتَكَلِّمِ
نَحْوُ قُلْتُ وَبِعْتُ وَهُوَ يَجِيْءُ مِنْ ثَلٰثَةِ اَبْوَابٍ نَحْوُ قَالَ يَقُوْلُ وَبَاعَ يَبِيْعُ وَخَافَ يَخَافُ
وَاَمَّا طَالَ يَطُوْلُ فَهُوَ طَوِيْلٌ مِنْ كَرُمَ يَكْرُمُ فَلُغَةُ بَنِيْ تَمِيْمٍ فِي هٰذَا الْبَابِ وَقَالَ بَعْضُ
الصَّرْفِيِّيْنَ اَصْلًا شَامِلًا فِي بَابِ الْإِعْلَالِ يَخْرُجُ جَمِيْعُ الْمَسَائِلِ مِنْهُ وَهُوَ قَوْلُهُمْ اِنَّ
الْإِعْلَالَ فِي حُرُوْفِ الْعِلَّةِ فِي غَيْرِ الْفَاءِ يَتَصَوَّرُ عَلٰى سِتَّةَ عَشَرَ وَجْهًا لِاَنَّهُ يَتَصَوَّرُ فِي
حُرُوْفِ الْعِلَّةِ اَرْبَعَةُ اَوْجُهٍ الْحَرَكَاتُ الثَّلٰثُ وَالسُّكُوْنُ وَفِيْمَا قَبْلَهَا اَيْضًا كَذٰلِكَ فَاضْرِبِ
الْاَرْبَعَةَ فِي الْاَرْبَعَةِ حَتّٰى يَحْصُلَ لَكَ سِتَّةَ عَشَرَ وَجْهًا ثُمَّ اتْرُكِ السَّاكِنَةَ الَّتِيْ
فَوْقَهَا سَاكِنٌ لِتَعَذُّرِ اجْتِمَاعِ السَّاكِنَيْنِ فَبَقِيَ لَكَ سِتَّةَ عَشَرَ وَجْهًا اَلْاَرْبَعَةُ اِذَا كَانَ
مَا قَبْلَهَا مَفْتُوْحًا نَحْوُ الْقَوْلِ وَبَيْعَ وَخَوْفَ وَطُوْلَ وَلَا يُعَلُّ الْاُوْلٰى لِاَنَّ حَرْفَ
الْعِلَّةِ اِذَا سَكَنَتْ جُعِلَتْ مِنْ جِنْسِ حَرَكَةِ مَا قَبْلَهَا لِلِيْنِ عَرِيْكَةِ السَّاكِنِ وَاسْتِدْعَاءِ
مَا قَبْلَهَا نَحْوُ مِيْزَانٍ اَصْلُهُ مِوْزَانٌ وَيُوْسَرُ اَصْلُهُ يُيْسَرُ اِلَّا اِذَا انْفَتَحَ مَا قَبْلَهَا لَا تُقْلَبُ
لِخِفَّةِ الْفَتْحَةِ وَالسُّكُوْنِ وَعِنْدَهُمْ يَجُوْزُ الْقَلْبُ نَحْوُ الْقَالِ وَيُعَلُّ نَحْوُ اَغْزَيْتُ اَصْلُهُ
اَغْزَوْتُ بِوَاوٍ سَاكِنَةٍ تَبَعًا لِيُغْزِيْ وَيُعَلُّ فِي نَحْوِ كَيْنُوْنَةٍ مَعَ سُكُوْنِ الْوَاوِ وَانْفِتَاحِ مَا قَبْلَهَا لِاَنَّ
اَصْلَهُ كَيَّنُوْنَةٌ عِنْدَ الْخَلِيْلِ فَاُبْدِلَ الْوَاوُ يَاءً فَاُدْغِمَتْ كَمَا فِي مَيِّتٍ ثُمَّ خُفِّفَتْ
فَصَارَ كَيْنُوْنَةً كَمَا خُفِّفَتْ فِي مَيْتٍ وَقِيْلَ اَصْلُهُ كُوْنُوْنَةٌ بِضَمِّ الْكَافِ ثُمَّ فُتِحَ حَتّٰى
لَا يَصِيْرَ وَاوًا فِي نَحْوِ الصَّيْرُوْرَةِ وَالْغَيْبُوْبَةِ وَالْقَيْلُوْلَةِ ثُمَّ جُعِلَتِ الْوَاوِيَاءُ تَبَعًا لِلْيَائِيَاتِ
لِكَثْرَتِهَا وَمِنْ ثَمَّ قِيْلَ لَا يَجِيْءُ مِنَ الْوَاوِيَاتِ غَيْرُ الْكَيْنُوْنَةِ وَالدَّيْمُوْمَةِ
وَالسَّيْدُوْدَةِ وَالْهَيْعُوْعَةِ قَالَ ابْنُ جِنِّيْ فِي الثَّلَاثَةِ الْاَخِيْرَةِ تُسَكَّنُ حُرُوْفُ الْعِلَّةِ لِلْخِفَّةِ ثُمَّ

تُقْلَبُ اَلِفًا لِاسْتِدْعَاءِ الْفَتْحَةِ وَلِيْنِ عَرِيْكَةِ السَّاكِنِ اِذَا كُنَّ فِيْ فِعْلٍ اَوْفِيْ اِسْمٍ عَلٰى وَزْنِ فِعْلٍ اِذَا كَانَ حَرَكَتُهُنَّ غَيْرَ عَارِضِيَّةٍ وَتَكُوْنُ فَتْحَةً مَاقَبْلَهَا لَافِيْ حُكْمِ السُّكُوْنِ وَلَايَكُوْنُ فِيْ مَعْنَى الْكَلِمَةِ اِضْطِرَابٌ وَلَايَجْتَمِعُ فِيْهَا اِعْلَالَانِ وَلَايَلْزَمُ ضَمُّ حُرُوْفِ الْعِلَّةِ فِي الْمُضَارِعَةِ وَلَايُتْرَكُ لِلدَّلَالَةِ عَلَى الْاَصْلِ وَمِنْ ثَمَّ يُعَلُّ نَحْوُقَالَ اَصْلُهٗ قَوَلَ وَنَحْوُدَارٍ اَصْلُهٗ دَوَرٌ لِوُجُوْدِ الشَّرَائِطِ الْمَذْكُوْرَةِ وَيُعَلُّ مِثْلُ دِيَارٍ تَبَعًا لِوَاحِدِهٖ وَمِثْلُ قِيَامٍ تَبَعًا لِفِعْلِهٖ وَمِثْلُ سِيَاطٍ تَبَعًا لِوَاحِدِهٖ وَهِيَ مُشَابِهَةٌ بِالْفِ دَارٍ فِيْ كَوْنِهَا مَيِّتَةً اَعْنِيْ تُعَلُّ هٰذِهِ الْاَشْيَاءُ وَاِنْ لَمْ تَكُنْ فِعْلًا وَلَا اِسْمًا عَلٰى وَزْنِ فِعْلٍ لِلْمُتَابَعَةِ وَلَايُعَلُّ نَحْوُالْحَوَكَةِ وَالْخَوَنَةِ وَجَيَدٰى وَصَوَرٰى لِخُرُوْجِهِنَّ عَنْ وَزْنِ الْفِعْلِ لِعَلَامَةِ التَّانِيْثِ وَنَحْوُدَعَوُا الْقَوْمِ لِطُرُوِّ الْحَرَكَةِ وَنَحْوُعَوِرَوَاجْتَوَرَلِاَنَّ حَرَكَةَ الْعَيْنِ وَالتَّاءِ فِيْ حُكْمِ السُّكُوْنِ اَيْ فِيْ حُكْمِ عَيْنِ اِعْوَرَّوَاَلِفِ تَجَاوَزَوَنَحْوُحَيَوَانٍ حَتّٰى يَدُلَّ حَرَكَتُهٗ عَلٰى اِضْطِرَابِ مَعْنَاهُ وَالْمَوَتَانِ مَحْمُوْلٌ عَلَيْهِ لِاَنَّهٗ نَقِيْضُهٗ وَنَحْوُطَوٰى حَتّٰى لَايَجْتَمِعَ فِيْهِ اِعْلَالَانِ وَطَوَيَا مَحْمُوْلٌ عَلَيْهِ وَاِنْ لَّمْ يَجْتَمِعْ فِيْهِ اِعْلَالَانِ وَنَحْوُحَيِيَ حَتّٰى لَايَلْزَمَ ضَمُّ الْيَاءِ فِي الْمُسْتَقْبَلِ اَعْنِيْ اِذَا قُلْتَ حَايَ يَجِيْءُ مُسْتَقْبَلُهٗ يَحَايُ وَنَحْوُالْقَوَدِ حَتّٰى يَدُلَّ عَلَى الْاَصْلِ الْاَرْبَعَةُ اِذَا كَانَ مَاقَبْلَهَا مَضْمُوْمًا نَحْوُمُيْسِرٌوَبُيِعَ وَيَغْزُوْوَلَنْ يَّدْعُوَتُجْعَلُ فِي الْاُوْلٰى وَاوًالِضَّمَّةِ مَاقَبْلَهَا وَلِيْنِ عَرِيْكَةِ السَّاكِنِ فَصَارَمُوْسِرًا وَفِي الثَّانِيَةِ تُسْكَنُ لِلْخِفَّةِ ثُمَّ تُجْعَلُ وَاوًالِضَّمَّةِ مَاقَبْلَهَا وَلِيْنِ عَرِيْكَةِ السَّاكِنِ فَصَارَ بُوْعَ وَاِذَاجُعِلَتْ حَرَكَةُ مَاقَبْلَ حَرْفِ الْعِلَّةِ مِنْ جِنْسِهٖ فَصَارَحِيْنَئِذٍ بِيْعَ وَتُسْكَنُ فِي الثَّالِثَةِ لِلْخِفَّةِ فَصَارَ يَغْزُوْوَلَايُعَلُّ فِي الرَّابِعَةِ لِخِفَّةِ الْفَتْحَةِ وَمِنْ ثَمَّ لَايُعَلُّ غُيَبَةٌ وَّنُوَمَةٌ

﴿ترجمہ﴾: پانچواں باب اجوف کے بیان میں "اس کو اجوف اس وجہ سے کہا جاتا ہے کیونکہ اس کو پیٹ حرف صحیح سے خالی ہوتا ہے اور اس کو ثلاثی بھی کہا جاتا ہے۔ بوجہ ہونے اس کے ماضی واحد متکلم میں تین حرفی۔ جیسے قُلْتُ اور بِعْتُ اور وہ تین ابواب سے آتا ہے۔ جیسے قَالَ یَقُوْلُ، بَاعَ یَبِیْعُ اور خَافَ اور جبکہ طَالَ یَطُوْلُ فَھُوَ طَوِیْلٌ اَکْرَمَ یَکْرُمُ سے ہے، پس اس باب میں بنی تمیم کی لغت ہے اور بعض صرفیوں نے کہا ہے کہ ایسا قاعدہ جو کہ اعلال کے باب میں شامل ہے کہ اس سے تمام، مسائل نکلتے ہیں۔ حالانکہ ان کا قول یہ ہے کہ اعلال حروف علت میں فاء کے علاوہ میں ہوتا ہے جس کی سولہ قسمیں تصور کی جاتی ہیں۔ اس لیے کہ وہ متصور ہوتا ہے حروف علت میں چار صورتوں پر یعنی تین حرکات اور ایک سکون اور حروف علت سے ماقبل میں بھی اسی طرح ہے۔ پس آپ

چار کو چار سے ضرب دیں تو یہ کل سولہ صورتیں حاصل ہوتی ہیں پھر اس ساکن کو چھوڑ دیا جاتا ہے کہ جس کے اوپر سکون ہوتا ہے اجتماع ساکن کے مشکل ہونے کی وجہ سے پس باقی پندرہ صورتیں بچ گئیں چار اس وقت کہ جب اس کا ماقبل مفتوح ہو جیسے اُسْئُوْلُ، بَیْعَ، خَوْف، طَوْلَ اور پہلے میں تعلیل نہیں کی جائے گی اس لیے کہ جب حرف علت ساکن ہو جائے تو اپنے ماقبل کی حرکت کی جنس ہونے کی وجہ سے اس کی جنس ہو جاتا ہے ساکن کی طبعیت کے لین ہونے کی وجہ سے اور اپنے ماقبل کے مطالبے کی وجہ سے جیسے مِیْزَانٌ کہ اس کی اصل مِوْزَانٌ ہے اور یُوْسَرُ اس کی اصل یُیْسَرُ ہے۔

مگر جبکہ اس کا ماقبل مفتوح ہو تو فتحہ اور سکون کی خفت کی وجہ سے نہیں بدلا جائے گا اور بعض اہل صرف کے نزدیک قلب جائز ہے جیسے اَلْقَالَ اور تعلیل کی جائے گی جیسے اَغْزَیْتُ کہ اس کی اصل اَغْذَوْتُ تھی لِیُغْزِیْ کے تابع ہوتے ہوئے اور کَیْنُوْنَۃٌ کی مثل میں تعلیل کی جائے گی باوجود اس کے ماقبل کے مفتوح اور واؤ کے ساکن ہونے اس لیے کہ اس کی اصل کَوْیَنُوْنَۃٌ ہے خلیل کے نزدیک پس واؤ کو یاء سے بدل دیا گیا پھر اسی طرح ادغام کر دیا گیا کہ جس طرح مَیِّتٌ میں ادغام کیا گیا تھا، پھر تخفیف کی گئی تو کَیْنُوْنَۃٌ ہو گیا جیسا کہ میت میں تخفیف کی گئی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کی اصل کُوْنُوْنَۃٌ یہ کاف کے ضمہ کے ساتھ پھر اس کو فتحہ دیا گیا تا کہ واؤ ہو جائے جیسے اَلصَّیْرُوْرَۃُ، اَلْغَیْبُوْبَۃُ، اَلْقَیْلُوْلَۃُ پھر واؤ کو یاء سے بدل دیا گیا یائیات کی اتباع کرتے ہوئے ان کی کثرت کی وجہ سے اور اسی سے کہا گیا ہے کہ وہ واویات سے نہیں آتا سوائے اَلْکَیْنُوْنَۃُ، اَلدَّیْمُوْمَۃُ اَلسَّیْدُوْدَۃُ اور اَلْھَیْعُوْعَۃُ کے۔

جبکہ ابن جنی نے کہا ہے کہ آخری تین میں حروف علت کو خفت کی غرض سے ساکن کیا جائے گا پھر ان کو فتحہ کے مطالبے اور ساکن کی طبعیت کے لین ہونے کی وجہ سے الف سے بدلا جائے گا۔ جب کہ یہ کسی فعل میں ہوں یا کسی اسم میں ہوں جو کہ فعل کے وزن پر ہو جب کہ ان کی حرکت عارضی نہ ہو اور ان کے ماقبل کا فتحہ سکون کے حکم میں نہ ہو اور نہ ہی ایسے کلمہ کے معنی میں ہو کہ جس میں اضطراب ہو اور نہ ہی اس میں دو اعلال جمع ہو سکیں اور نہ ہی مضارع میں حروف علت پر ضمہ لازم آئے اور نہ ہی اس کو اصل پر دلالت کرنے کی وجہ سے چھوڑ جائے گا اور اسی وجہ سے تعلیل کی جائے گی جیسے کہ قَالَ کہ اس کی اصل قَوَلَ اور جیسے دَارٌ کہ اس کی اصل دَوَرٌ ہے گویا کہ مذکورہ شرائط پائے جانے کی وجہ سے تعلیل کی جائے گی اور دِیَارٌ میں تعلیل اس کے واحد کی اتباع کرتے ہوئے کی جائے گی اور سِیَاطٌ جیسی مثال میں اس کے واحد کی اتباع کرتے ہوئے تعلیل کی جائے گی اور وہ دَارٌ میں موجود الف کے مشابہہ ہے بوجہ اس کے ساکن ہونے کے یعنی ان اشیاء میں تعلیل کی جائے گی اگر چہ متابعت کے لیے کوئی فعل اور کوئی اسم فعل کے وزن پر نہ ہو۔ اور اَلْحَوَکَۃُ، اَلْخَوَنَۃُ، جَیَدٰی، اور صَوَرٰی جیسے کلمات میں تعلیل نہیں کی جائے گی ان کے

وزن فعل سے نکل جانے کی وجہ سے بوجہ علامت تانیث پائے جانے کے اور جیسے دَعَوُا الْقَوْمَ طرد حرکت یعنی حرکت کے خلاف نہ ہونے کی وجہ سے اور جیسے عَوِرَ اور اِجْتَوَرَ اس لیے کہ عین کی حرکت اور تا سکون کے حکم میں ہیں۔ یعنی اِعْوَرَّ کے عین اور تَجَاوَرَ کے الف کے حکم میں اور جیسے حَيَوَانٌ تاکہ اس کی حرکت اس کے معنی کے اضطراب پر دلالت کرے اور اَلْمَوَتَانُ اسی پر ہی محمول ہے اس لیے کہ وہ اس کی نقیض ہے۔ اور جیسے طَوٰى تاکہ اس میں دو اعلال جمع نہ ہوسکیں اور طَوَيَا اسی پر محمول ہے اگر چہ اس میں دو اعلال جمع نہیں ہیں اور جیسے حَيِيَ تاکہ مستقبل میں یاء کا ضمہ لازم نہ آئے یعنی جب آپ حَايَ کہیں گے تو اس کا مستقبل يَحَايُ آئے گا اور جیسے اَلْقَوَدُ ہے تاکہ وہ اصل پر دلالت کرتے۔ اور دوسرے چار کہ ان کا ماقبل جب مضموم ہو جیسے مُيْسِرٌ، بُيِعَ، يَغْزُوُ، اور لَنْ يَّدْعُوَ پہلی مثال میں ماقبل ضمہ کی وجہ سے واؤ سے بدلا جائے گا اور ساکن کے تابع کے لین ہونے کی وجہ سے پس مُوْسِرٌ ہو گیا اور دوسری مثال میں ساکن کیا جائے گا خفت کی وجہ پھر ماقبل ضمہ اور مُوْسِر ساکن کے تابع کے لین ہونے کی وجہ سے واؤ سے بدلا جائے گا۔ تو بُوْعَ ہو جائے گا اور جب حرف علت کے ماقبل کی حرکت اس کی جنس سے کردی گئی تو اس وقت یہ بیع ہو گیا۔ اور تیسری مثال میں حرف علت کو ساکن کیا جائے گا، خفت کی وجہ سے پس وہ يَغْزُ ہو جائے گا اور چوتھی مثال میں تعلیل نہیں کی جائے گی۔ فتحہ کے خفیف ہونے کی وجہ سے، اسی وجہ سے غُيَبَةٌ اور نُوَمَةٌ میں تعلیل نہیں کی جاتی۔

﴿تشریح﴾:

وَيُقَالُ لَهٗ اَجْوَفُ لِخُلُوِّ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

اجوف کے نام اور ان کی وجہ تسمیہ:

﴿سوال﴾: اجوف کے اور کون کون سے نام ہیں؟ ان کی وجہ تسمیہ بیان کریں۔

﴿جواب﴾: اجوف کے تین نام ہیں۔ (۱) اجوف (۲) معتل العین (۳) ذو ثلاثہ۔

اسے اجوف کہنے وجہ یہ ہے کہ اس کا عین کلمہ (یعنی درمیان والا کلمہ) حرف صحیح سے خالی ہوتا ہے۔

اسے معتل العین اسلئے کہا جاتا ہے کہ اس کا عین کلمہ حرف علت ہوتا ہے۔

اسے ذو ثلاثہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ ماضی متکلم میں اس کے تین حروف ہو جاتے ہیں مثلاً قُلْتُ، بِعْتُ وغیرہ۔

﴿نوٹ﴾: اگر چہ ماضی مخاطب میں بھی تین حروف ہوتے ہیں لیکن چونکہ کلام متکلم سے شروع ہوتا ہے اس لئے صاحب کتاب نے صرف متکلم کا ذکر کیا ورنہ متکلم کی تخصیص نہیں۔

وَهُوَ يَجِيْءُ مِنْ ثَلٰثَةِ اَبْوَابٍ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

اجوف ! تین ابواب سے آتا ہے:

﴿سوال﴾: اجوف کتنے اور کون کون سے ابواب سے آتا ہے؟

﴿جواب﴾: اجوف ا تین ابواب سے آتا ہے۔

نمبر شمار	ابواب	امثلہ
1	فَعَلَ يَفْعُلُ	قَالَ يَقُوْلُ
2	فَعَلَ يَفْعِلُ	بَاعَ يَبِيْعُ
3	فَعِلَ يَفْعَلُ	خَافَ يَخَافُ

وَاَمَّاطَالَ يَطُوْلُ فَهُوَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: طَالَ يَطُوْلُ (طَوُلَ يَطْوُلُ) باب فَعُلَ يَفْعُلُ سے آرہا ہے اور یہ بھی اجوف ہے لہٰذا آپ کا بیان کردہ قاعدہ درست نہیں؟

﴿جواب﴾: یہ صرف بنوتمیم کی لغت ہے (لہٰذا شاذ ہے)۔

تعلیل کے سلسلے میں بعض صرفیوں کا بیان کردہ جامع قاعدہ:

وَقَالَ بَعْضُ الصَّرْفِيِّيْنَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: تعلیل کے سلسلے میں بعض صرفیوں کا بیان کردہ جامع قاعدہ بیان کیجئے۔

﴿جواب﴾: بعض صرفیوں نے اعلال کے بیان میں ایک ایسا قاعدہ بیان کیا ہے جس کی رعایت سے تعلیل کے تمام مسائل حل ہو جاتے ہیں وہ قاعدہ یہ ہے کہ فاء کلمہ کے علاوہ جہاں بھی حرف علت واقع ہو اس میں تعلیل کی سولہ صورتیں بنتی ہیں کیونکہ حروف علت میں چار طریقے ہونگے فتحہ، ضمہ، کسرہ، سکون۔ نیز حروف علت سے ماقبل میں بھی یہی چار صورتیں ہونگی اس طرح چار کو چار سے ضرب دیں تو سولہ صورتیں حاصل ہوتی ہے لیکن ان میں سے ایک کو چھوڑ دیا جاتا ہے یعنی جب حرف علت ساکن ہو تو اسے چھوڑ دیتے ہیں کیونکہ اس سے اجتماع ساکنین لازم آتا ہے۔ باقی پندرہ صورتیں رہ گئیں۔

پہلی چار صورتیں:

حرف علت ! ساکن، مفتوح، مکسور یا مضموم ہو اور اس سے پہلا حرف مفتوح ہو جیسے قَوْلٌ، بَيَعَ، خَوِفَ طَوُلَ ان میں سے پہلی صورت یعنی قَوْلٌ میں تعلیل نہیں ہوگی...... کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ جب حرف علت ساکن ہو تو اسے ماقبل حرف کی حرکت کے مطابق حرف علت سے بدل دیتے ہیں اسلئے کہ ساکن کی طبیعت میں ضعف ہوتا ہے اور ماقبل کا تقاضا ہوتا ہے کہ اسے بدل دیا جائے جیسے مِیْزَانٌ اصل میں مِوْزَانٌ تھا البتہ حرف علت ساکن سے پہلے والا حرف مفتوح ہو تو حرف علت کو نہیں بدلا

جائیگا کیونکہ فتحہ ضعیف ہوتا ہے لیکن بعض لوگوں کے نزدیک بدلنا جائز ہے جیسے قَوْلٌ کو قَالٌ پڑھا جائے۔

نَحْوُ وَیُعَلُّ اَغْزَیْتُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: آپ کا بیان کردہ قاعدہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اَغْزَوْتُ میں واؤ ساکن ماقبل مفتوح ہے اس کے باوجود واؤ کو یاء سے بدل کر اَغْزَیْتُ پڑھتے ہیں۔

﴿جواب﴾: اس میں واؤ کا بدلنا اس وجہ سے نہیں کہ واؤ ساکن ماقبل مفتوح ہے بلکہ یُغْذِیْ (مضارع) کی اتباع میں واؤ کو یاء سے بدلا گیا۔ یُغْذِیْ اصل میں یُغْزِوُ تھا...... واؤ طرف میں کسرہ کے بعد واقع ہوئی تو اسے یاء سے بدل دیا، پھر یاء پر ضمہ ثقیل تھا اسے گرادیا تو یُغْزِیْ ہوگیا، پس اسی کی وجہ سے ماضی میں بھی تعلیل کردی گئی۔

وَیُعَلُّ فِیْ نَحْوِ کَیْنُوْنَۃَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: کَیْنُوْنَۃٌ اصل میں واؤ ساکن ماقبل مفتوح کَوْنُوْنَۃٌ تھا آپ نے واؤ کو یاء سے بدل دیا کیوں؟

﴿جواب﴾: خلیل کے نزدیک یہ اصل میں کَوْیَنُوْنَۃٌ تھا واؤ کو یاء سے بدلا پھر یاء کا یاء میں ادغام کیا بعد ازاں تخفیف کی غرض سے ایک یاء کو گرادیا کَیْنُوْنَۃٌ ہوگیا جیسے مَیِّتٌ اصل میں مَیْوِتٌ تھا واؤ کو یاء سے بدل کر ادغام کیا مَیِّتٌ ہوگیا یہاں بھی تخفیف کی خاطر یاء کو گرانا جائز ہے بعض لوگوں کے نزدیک کَیْنُوْنَۃٌ اصل کُوْنُوْنَۃٌ تھا کاف کو فتحہ دے دیا تا کہ صَیْرُوْرَۃٌ، غَیْبُوْبَۃٌ قَیْلُوْلَۃٌ جیسے مصادر میں یاء کو واؤ سے بدلنا نہ پڑے پھر یائی مصادر کی اتباع کرتے ہوئے کَوْنُوْنَۃٌ کی واؤ کو یاء سے بدل دیا کَیْنُوْنَۃ ہوگیا۔

یائی مصادر کی اتباع:

تَبَعًا لِلْیَائِیَّاتِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: یائی مصادر کی اتباع کیوں ضروری سمجھی گئی؟

﴿جواب﴾: چونکہ یائی مصادر کثیر ہیں اور یہی وجہ ہے کہ واوی مصادر کے صرف چند الفاظ ہیں کَیْنُوْنَۃٌ، وَیْھُوْمَۃٌ، سَیْدُوْدَۃٌ، ھَیْعُوْعَۃٌ اس لئے یائی کی اتباع کی گئی۔

ابن جنّی (یہ کنیت ہے ابو یعقوب یوسف سکا کی کی، جو کہ صاحب ''مفتاح العلوم'' ہیں) نے آخری تین یعنی بَیَعَ، خَوِفَ، طَوُلَ کے بارے میں کہا ہے کہ حرف علت کو بدلنے کیلئے پہلے اسے ساکن کرنا پڑے گا تا کہ اس میں تخفیف پائی جائے اور پھر ماقبل کے فتحہ کے تقاضا کے مطابق اسے الف سے بدل دیا جائیگا لیکن اس قلب کیلئے سات شرائط ہیں۔

1: حرف علت فعل میں ہو یا ایسے اسم میں ہو جو فعل کے وزن پر ہو۔

2: اس کی حرکت عارضی نہ ہو۔ لہٰذا دَعَوُ الْقَوْمَ میں اعلال نہیں ہوگا کیونکہ واؤ پر حرکت التقائے ساکنین کی وجہ سے ہے۔

3: ماقبل کا فتحہ سکون کے حکم میں نہ ہو۔ جیسے عَوِدَ بمعنیٰ اَعْوَرَ، لہٰذا عَوِدَ میں اعلال نہیں ہوگا کیونکہ عَوِدَ میں واؤ کے

ماقبل کا فتحہ سکون کے حکم میں ہے یعنی اَعْوَرَ میں عین ساکن ہے اور عَوِرَ اس کے معنیٰ میں ہے۔

4: حرف علت کی حرکت اضطراب پر دلالت نہ کر رہی ہو۔ یاد رہے اضطراب سے مراد تحرک ہے، جیسے حَيَوَان میں یاء کی حرکت حَيَوَان کی زندگی اور اس کے حرکت کرنے پر دلالت کر رہی ہے لہٰذا اس میں اعلال نہیں ہوگا۔

5: اس میں دو تعلیلیں جمع نہ ہوں۔ جیسے طَوٰی کہ اس میں ایک اعلال لام کلمہ میں ہوا، اب دوسرا اعلال عین کلمہ میں نہیں ہو سکتا تا کہ دو اعلال جمع نہ ہو جائیں۔

6: اعلال کی وجہ سے اگر مضارع پر ضمہ لازم آئے تو اعلال نہیں کرینگے اور نہ لازم آئے تو اعلال کرینگے جیسے حَيِيَ میں اگر پہلی یاء کو الف سے تبدیل کریں تو حَایَ ہو جائیگا اور مضارع یَحَایُ ہوگا، یاء پر ضمہ لازم آئیگا جو کہ جائز نہیں، پس اعلال نہیں کرینگے تا کہ ضمہ لازم نہ آئے۔

7: اسے اصل پر دلالت کرنے کیلئے بغیر تعلیل کے نہ چھوڑا گیا، پس اگر اعلال کریں گے تو مقصد فوت ہو جائیگا۔ جیسے قَوَدٌ میں اعلال نہیں کیا جاتا تا کہ پتہ چلے کہ اس کا معنیٰ قصاص لینا ہے، اور قَادٌ کا معنیٰ قیادت کرنا ہے۔

وَمِنْ ثَمَّ يُعَلُّ نَحْوُ قَالَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ یہ بیان کرنا ہے کہ حرف علت متحرک ہو، اور اس کی حرکت لازمی ہو ماقبل اس کا مفتوح ہو فعل ہو یا اسم ہو لیکن فعل کے وزن پر ہو تو اسے الف سے تبدیل کر دیا جاتا ہے جبکہ اس میں تمام شرائط پائی جائیں، تو اسی وجہ ہے کہ قَالَ جیسے صیغے میں جو کہ اصل میں قَوَلَ تھا اور دَارٌ جو کہ اصل میں دَوَرٌ تھا تعلیل ہوتی ہے کیونکہ ان میں شرائط مذکورہ پائی جاتی ہیں۔

وَيُعَلُّ مِثْلُ دِيَار الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: دِيَارٌ، قِيَامٌ اور سِيَاطٌ اسم ہیں اور وزن فعل پر بھی نہیں ہیں اس کے باوجود ان میں تعلیل کیوں کی گئی ؟ جبکہ ان کی اصل دِوَارٌ، قِوَامٌ، سِوَاطٌ ہے۔

﴿جواب﴾: دِيَارٌ میں واحد کی اتباع میں تعلیل کی گئی...... قِيَامٌ میں فعل کی اتباع کی گئی...... اور سِيَاطٌ میں واحد کی اتباع کی گئی...... یعنی اگر چہ یہ اسماء نہ فعل ہیں اور نہ ہی فعل کے وزن پر ہیں لیکن متابعت کی وجہ سے تعلیل ہوئی سَـــوْطٌ کی واؤ ساکن ہونے کی وجہ سے دَارٌ کے الف کے مشابہ ہے۔

وَلَا يُعَلُّ نَحْوُ الْحَوَكَةِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اَلْحَوَكَةُ، اَلْخَوَنَةُ، جَيَدَای، صُوَرٰی ایسے اسم ہیں جو فعل کے وزن پر ہیں یہاں تعلیل کیوں نہیں ہوئی ؟

﴿جواب﴾: آخر میں علامت تانیث آنے کی وجہ سے یہ وزن فعل سے نکل گئے۔

وَنَحْوُ دَعَوُا الْقَوْمِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: دَعَوُا الْقَوْمَ میں دَعَوْا فعل ہے یہاں تعلیل کیوں نہیں ہوئی؟

﴿جواب﴾: یہاں حرکت عارضی ہے جیسے عَوِرَ اور اِجْتَوَرَ میں حرف علت کی حرکت عارضی ہے کیوں کہ عَوِرَ کی عین اَعْوَرَ کی عین کے حکم میں ہے اور اَجْتَوَرَ کی واو تَجَاوَرَ کے الف کے حکم میں ہے اور یہ دونوں یعنی اَعْوَرَ کی عین اور تَجَاوَرَ کا الف ساکن ہیں۔

حَيَوَانٌ میں تعلیل کیوں نہیں ہوئی؟

وَنَحْوُ حَيَوَانٍ حَتّٰى يَدُلَّ ا الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: حَيَوَانٌ میں تعلیل کیوں نہیں ہوئی؟

﴿جواب﴾: حَيَوَانٌ میں تعلیل اس لئے نہیں ہوئی تا کہ اس کی حرکت اس کے اضطراب معنیٰ پر دلالت کرے۔

یاد رہے اضطراب سے مراد تحرک ہے، جیسے حَيَوَان میں یاء کی حرکت حَيَوَان کی زندگی اور اس کے حرکت کرنے پر دلالت کررہی ہے لہٰذا اس میں اعلال نہیں ہوگا۔

وَالْمَوَتَانِ مَحْمُوْلٌ عَلَيْهِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: مَوَتَانِ میں تعلیل نہ ہونے کی کیا وجہ ہے حالانکہ حرف علت متحرک ماقبل مفتوح ہے؟

﴿جواب﴾: مَوَتَانِ میں تعلیل اس لئے نہیں کی گئی کہ اسے حَيَوَانٌ پر محمول کیا گیا کیونکہ وہ اس کی نقیض ہے اور اہل عرب نقیضین کو ایک دوسرے پر محمول کرتے ہیں۔

وَنَحْوُ طَوٰی حَتّٰى الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: طَوَیٰ میں تعلیل کرکے واؤ کو الف سے کیوں نہیں بدلا؟

﴿جواب﴾: طَوَیٰ کی واو میں اس لئے تعلیل نہیں کی گئی کہ دو اعلال جمع نہ ہوجائیں کیونکہ پہلے یاء کو الف سے بدلا گیا ہے طَوَيَا میں اگرچہ دو اعلال جمع نہیں ہوتے لیکن طَوٰی پر محمول کرتے ہوئے اس میں تعلیل نہیں کرتے۔

وَنَحْوُ حَيِّيَ حَتّٰى لَا يَلْزَمَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: حِيِّيَ میں تعلیل کرکے یاء کو الف سے کیوں نہیں بدلا؟

﴿جواب﴾: حِيِّيَ میں پہلی یاء کو الف سے اس لئے نہیں بدلا کہ اس صورت میں حَـــایَ بن جاتا اور پھر مستقبل میں يَحَايُ ہو کر آخر میں ضمہ آجاتا اور ناقص مضارع کے آخر میں ضمہ نہیں آتا اور دوسری یاء کا ماقبل مفتوح نہیں۔

وَنَحْوُ الْقَوَدِ حَتّٰى يَدُلَّ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: قَوَدٌ میں تعلیل نہ کرنے کی کیا وجہ ہے حالانکہ حرف علت متحرک ماقبل مفتوح ہے؟

﴿جواب﴾: اسے اصل پر دلالت کرنے کے لئے تعلیل کے بغیر چھوڑا گیا، کیونکہ بغیر اعلال کے قَوَدٌ کا معنیٰ قصاص لینا

ہے اور اعلال کے بعد یہ معنیٰ برقرار نہیں کیونکہ پھر لفظ قَادٌ بن جاتا ہے اور اس کا معنیٰ قیادت کرنا ہے۔

دوسری چار صورتیں:

1: جب حرف علت کا ماقبل مضموم ہو جیسے مُیْسِرٌ، بُیِعَ یَغْزُوُ، لَنْ یَّدْعُوَ پہلی صورت میں یاء کو ماقبل ضمہ کی وجہ سے واؤ سے بدل دیا جائے گا جیسے مُیْسِرٌ سے مُوْسِرٌ ہو جائیگا۔

2: دوسری صورت میں یاء کو آسانی کیلئے ساکن کر کے پھر اسے واؤ سے بدلیں گے کیونکہ اس کا ماقبل مضموم ہے اور ساکن کی طبیعت میں نرمی ہوتی ہے یہ بُوْعَ ہو جائیگا یا یاء کی مناسبت سے باء کو کسرہ دیں گے۔

3: تیسری صورت میں تخفیف کی غرض سے حرف علت کو ساکن کر دیا جائے گا جیسے یَغْزُوْ۔

4: چوتھی صورت میں چونکہ حرف علت پر فتحہ ہے اور فتحہ خفیف حرکت ہوتی ہے لہٰذا تعلیل نہیں ہوگی لَنْ یَّدْعُوَ پڑھیں گے جیسے غُیَبَۃٌ اور نُوَمَۃٌ میں تعلیل نہیں ہوتی۔

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

﴿عبارت﴾: اَلْاَرْبَعَۃُ اِذَا کَانَ مَاقَبْلَھَا مَکْسُوْرًا نَحْوُ مِوْزَانٍ وَّدَاعِوَۃٍ وَرَضِیُوْا وَتَرْمِیِیْنَ فَفِی الْاُوْلٰی تُجْعَلُ یَاءً لِمَامَرَّ وَفِی الثَّانِیَۃِ تُجْعَلُ یَاءً لِاسْتِدْعَاءِ مَاقَبْلَھَا وَلِیْنِ عَرِیْکَۃِ الْفَتْحَۃِ فَصَارَ دَاعِیَۃً وَلَا یُعَلُّ مِثْلُ دِوَلٍ لِاَنَّ الْاَسْمَاءَ الَّتِیْ لَیْسَتْ بِمُشْتَقَّۃٍ مِنَ الْفِعْلِ لَا یُعَلُّ لِخِفَّتِھَا اِلَّا اِذَا کَانَ عَلٰی وَزْنِ الْفِعْلِ فَحِیْنَئِذٍ یَجُوْزُ الْاِعْلَالُ فِیْہِ وَھُوَ لَیْسَ عَلٰی وَزْنِ الْفِعْلِ وَفِی الثَّالِثَۃِ تُسْکَنُ لِلْخِفَّۃِ ثُمَّ تُحْذَفُ لِاجْتِمَاعِ السَّاکِنَیْنِ فَصَارَ رَضُوْا وَالرَّابِعَۃُ مِثْلُھَا فِی الْاِعْلَالِ اَلثَّلَاثَۃُ اِذَا کَانَ مَاقَبْلَھَا سَاکِنًا نَحْوُ یَخْوَفُ وَیَبْیِعُ وَیَقْوُلُ تُعْطٰی حَرَکَاتُھُنَّ اِلٰی مَاقَبْلَھُنَّ لِضُعْفِ حَرْفِ الْعِلَّۃِ وَقُوَّۃِ الْحَرْفِ الصَّحِیْحِ وَلٰکِنْ یُّجْعَلُ فِیْ یَخْوَفُ اَلِفًا لِفَتْحَۃِ مَاقَبْلَھَا وَلِیْنِ عَرِیْکَۃِ السَّاکِنِ الْعَارِضِیِّ بِخِلَافِ الْخَوْفِ فَصِرْنَ یَخَافُ وَیَبِیْعُ وَیَقُوْلُ وَلَا یُعَلُّ فِیْ نَحْوِ اَدْوُرٍ وَاَعْیُنٍ حَتّٰی لَا یَلْتَبِسَ بِاَفْعَالٍ وَنَحْوُ جَدْوَلَ حَتّٰی لَا یَبْطُلَ الْاِلْحَاقُ وَنَحْوُ قَوَّمَ حَتّٰی لَا یَلْزَمَ الْاِعْلَالُ فِی الْاِعْلَالِ وَنَحْوُ الرَّمْیِ حَتّٰی لَا یَلْزَمَ السَّاکِنُ فِیْ اٰخِرِ الْمُعْرَبِ وَنَحْوُ تَقْوِیْمٍ وَّتِبْیَانٍ وَّمِقْوَالٍ وَمِخْیَاطٍ حَتّٰی لَا یَجْتَمِعَ السَّاکِنَانِ بِتَقْدِیْرِ الْاِعْلَالِ وَمِخْیَطٌ مَنْقُوْصٌ مِنَ الْمِخْیَاطِ فَلَا یُعَلُّ تَبَعًا لَہٗ فَاِنْ قِیْلَ لِمَ تُعَلُّ الْاِقَامَۃُ مَعَ حُصُوْلِ اجْتِمَاعِ السَّاکِنَیْنِ اِذَا اُعِلَّتْ کَاِعْلَالِ اَخَوَاتِھَا قُلْنَا تَبَعًا لِاَقَامَ فَاِنْ قِیْلَ لِمَ لَا یُعَلُّ التَّقْوِیْمُ تَبَعًا لِقَامَ وَھُوَ ثُلَاثِیٌّ اَصِیْلٌ فِی الْاِعْلَالِ قُلْنَا اَبْطَلَ قَوْلَہٗ قَوَّمَ اِسْتِتْبَاعَ قَامَ وَاِنْ کَانَ اَصِیْلًا فِی الْاِعْلَالِ لِقُوَّۃِ قَوَّمَ فِی الْاُخُوَّۃِ مَعَ التَّقْوِیْمِ وَلَا یَصْلَحُ اَقَامَ اَنْ یَّکُوْنَ

مَقْوِيًّا لِقَامَ لِاَنَّهٗ لَيْسَ مِنْ ثُلَاثِيْ اَصِيْلٍ وَلَا يُعَلُّ مِثْلُ مَا اَقْوَلَهٗ وَاَغْيَلَتِ الْمَرْاَةُ وَاسْتَحْوَذَ حَتّٰى يَدُلُّنَ عَلَى الْاَصْلِ وَتَقُوْلُ فِيْ اِلْحَاقِ الضَّمَائِرِ قَالَ قَالَا قَالُوْا اِلٰى اٰخِرِهٖ اَصْلُ قَالَ قَوَلَ فَجُعِلَ الْوَاوُ اَلِفًا لِمَا مَرَّ وَاَصْلُ قُلْنَ قَوَلْنَ فَقُلِبَتِ الْوَاوُ اَلِفًا ثُمَّ حُذِفَتْ لِاجْتِمَاعِ السَّاكِنَيْنِ فَصَارَ قَلْنَ ثُمَّ ضُمَّ الْقَافُ حَتّٰى يَدُلَّ عَلَى الْوَاوِ وَلَا يُضَمُّ خِفْنَ لِاَنَّ الْاَصْلَ فِيْ هٰذَا الْقَلْبِ نَقْلُ حَرَكَةِ الْوَاوِ الْمَحْذُوْفَةِ لِسُهُوْلَتِهَا وَلَا يُمْكِنُ هٰذَا فِيْ قُلْنَ لِاَنَّهٗ يَلْزَمُ فَتْحَةُ الْمَفْتُوْحَةِ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ جَمْعِ الْمُؤَنَّثِ فِي الْاَمْرِ لِاَنَّهُمْ لَا يَعْتَبِرُوْنَ الْاِشْتِرَاكَ الضِّمْنِيَّ وَهُوَ مُشْتَرَكٌ بَيْنَ الْمَعْلُوْمِ وَالْمَجْهُوْلِ وَيَكْتَفُوْنَ بِالْفَرْقِ التَّقْدِيْرِيِّ كَمَا فِيْ بِعْنَ اَوْ وَقَعَ مِنْ غُرَّةِ الْوَاضِعِ كَمَا فِي الْاِثْنَيْنِ وَالْجَمَاعَةِ مِنَ الْاَمْرِ وَالْمَاضِيْ فِيْ تَفَعَّلَ وَتَفَاعَلَ وَتَفَعْلَلَ وَيُفَرَّقُ بَيْنَ فَعُلْنَ وَفَعَلْنَ نَحْوُ طُلْنَ وَقُلْنَ لِاَنَّهٗ يُعْلَمُ مِنَ الطَّوِيْلِ اَنَّ اَصْلَ طُلْنَ طَوُلْنَ لِاَنَّ الْفَعِيْلَ يَجِيْءُ مِنْ فَعُلَ غَالِبًا كَمَا يُعْلَمُ الْفَرْقُ بَيْنَ خِفْنَ وَبِعْنَ مِنْ مُسْتَقْبَلَيْهِمَا اَعْنِيْ يُعْلَمُ مِنْ يَخَافُ اَنَّ اَصْلَ خِفْنَ خَوِفْنَ لِاَنَّ بَابَ فَعَلَ يَفْعَلُ لَا يَجِيْءُ اِلَّا مِنْ حُرُوْفِ الْحَلْقِ وَيُعْلَمُ مِنْ يَبِيْعُ اَنَّ اَصْلَ بِعْنَ بَيَعْنَ لِاَنَّ الْاَجْوَفَ لَا يَجِيْءُ مِنْ بَابِ فَعَلَ يَفْعُلُ الْمُسْتَقْبَلُ يَقُوْلُ اِلٰى اٰخِرِهٖ اَصْلُهٗ يَقْوُلُ وَاِعْلَالُهٗ مَرَّ فَحُذِفَ الْوَاوُ فِيْ يَقُلْنَ لِاجْتِمَاعِ السَّاكِنَيْنِ

﴿ترجمہ﴾: اوران میں سے چوتھی قسم یہ ہے کہ جب حرف علت کا ماقبل مکسور ہو جیسے مِوْزَانٌ ، دَاعِوَةٌ ،رَضِيُوْا اور تَـرْمِيِـيـْـنَ پس ان مثالوں میں سے پہلی مثال میں حرف علت کو یاء سے بدلا جائے گا اسی قانون اور شرط کی وجہ سے کہ جو گذر چکی ہے اور دوسری مثال میں واؤ کو یاء سے بدلا جائے گیا اس کے ماقبل کے تقاضے اور فتحہ کے تابع لین کی وجہ سے تو پس داعیۃ ہو گیا اور دول کی مثل میں تعلیل نہیں کی جائے گی اس لیے کہ وہ اسماء کہ جو فعل سے مشتق نہیں ہیں۔ان کے خفیف ہونے کی وجہ سے تعلیل نہیں کی جائے گی ،مگر جبکہ وہ فعل کے وزن پر ہو پس اس وقت اس میں اعلال جائز ہے، حالانکہ وہ فعل کے وزن پر نہیں۔اور تیسر مثال میں حرف علت کو تخفیف کی غرض سے ساکن کیا جائے گا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا جائے گا تو پس یہ رَضُـوْا ہو جائے گا اور چوتھی مثال میں تیسری مثال جیسا ہی اعلال ہو گا جبکہ اس کا ماقبل ساکن ہو جیسے يَخْوَفُ ، يَبْيِعُ ،يَقْوُلُ ،تو ان میں حروف علت کی حرکات اس کے ماقبل حرف کو دے دی جائیں گی حروف علت کے ضعف کی وجہ سے اور حرف صحیح کو قوت کی وجہ سے لیکن يَخْوَفُ میں واؤ کو الف سے بدلا جائے گا اس کے ماقبل کے فتحہ اور عارضی سکون کے تابع لین کی وجہ سے بخلاف اَلْخَوْفُ کے پس وہ يَخَافُ ،يَبِيْعُ اور يَقُوْلُ ہو جائیں گے۔اور اَدْوُرٌ اور اَعْيُنٌ جیسی مثالوں میں

تعلیل نہیں کی جائے گی تاکہ افعال کے ساتھ التباس نہ ہو اور جیسے جَدْوَل تاکہ الحاق باطل نہ ہو اور جیسے قوم تاکہ اعلال میں اعلال لازم نہ آئے اور جیسے تَقْوِیْم، تِبْیَان، مِقْوَال، اور مِخْیَاط تاکہ اعلال کی تقدیر سے اجتماع ساکنین لازم نہ آئے۔ اور مِخْیَط! اَلْمِخْیَاط سے منقوص ہے پس اس میں اسی کے تابع سمجھتے ہوئے اعلال نہیں ہوگا۔ پس اگر یوں کہا جائے کہ اجتماع ساکنین کے باوجود اَلْاِقَامَة میں اعلال کیوں کیا گیا، جبکہ اعلال اس کے اخوات کے اعلال ہی طرح کیا گیا ہے۔

تو اس کے جواب میں ہم یہ کہتے ہیں کہ قَامَ کی اتباع کرتے ہوئے۔ پس اگر یوں کہا کہ جائے اَلتَّقْوِیْم میں قَامَ کی اتباع کرتے ہوئے تعلیل کیوں نہ کی حالانکہ ثلاثی اعلال میں اصل ہے تو اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے قول قَوَّمَ اِسْتِتْبَاعُ قَامَ کو باطل کر دیا اگرچہ وہ اصل ہے اعلال میں باوجود تقویم کے اخوات کے ساتھ قَوَّمَ کی قوت کی وجہ سے اور اَقَامَ میں صلاحیت کو قدرت نہیں ہے کہ وہ قَامَ کے لیے مقوی ہو اس لیے کہ وہ ثلاثی میں اصل نہیں ہے اور مَا اَقْوَلَهٗ، اَغْیَلَتِ الْمَرْاَةُ اور وَاسْتَحْوَذَ کی مثل کلمات میں اعلال نہیں ہوگا تاکہ وہ اصل پر دلالت کریں اور تو ضمیروں کے الحاق کے وقت یوں کہے گا۔ قَالَ ، قَالَا، قَالُوْا الخ قَالَ کی اصل قَوَلَ تھی تو واؤ کو الف سے بدلا دیا گیا اسی قانون کی وجہ سے کہ جو پہلے گذر چکا ہے۔

اور قُلْنَ کی اصل قَوَلْنَ ہے پس واؤ کو الف سے بدلا، پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے اس کو حذف کر دیا تو قَلْنَ ہو گیا پھر قاف کو ضمہ دے دیا تاکہ وہ واؤ پر دلالت کرے تو قُلْنَ ہو گیا خِفْنَ میں ضمہ نہیں دیا گیا اس لیے کہ اس قلب کے اندر اصل میں نقل حرکت ہے اس واؤ کی کہ جو حذف ہوگئی ہے اس کی سہولت کے لیے، اور جبکہ یہ طریقہ قُلْنَ میں ممکن نہیں اس لیے کہ اس صورت میں مفتوح کلمے کو فتحہ دینا لازم آتا ہے اور ماضی کے جمع مؤنث اور امر جمع مؤنث میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اس لیے کہ وہ ضمنی اشتراک کا اعتبار نہیں کرتے اور قُلْنَ معلوم اور مجہول دونوں میں مشترک ہے۔ اور وہ تقدیری فرق پر ہی اکتفاء کرتے ہیں جیسا کہ بِعْنَ میں یا جو واضح کی غفلت سے واقع ہوا ہے جیسا کہ ماضی اور امر میں تثنیہ اور جمع میں باب تَفَعُّل، تَفَاعُل، اور تَفَعْلُلٌ سے اور فَعُلْنَ اور فَعَلْنَ کے درمیان فرق کیا جاتا ہے جیسا کہ قُلْنَ اور طُلْنَ میں فرق کیا جاتا ہے اس لیے کہ وہ اَلطَّوِیْلُ سے معلوم ہو جاتا ہے کہ طُلْنَ کی اصل طَوُلْنَ ہے، اس لیے کہ فَعِیْل اکثر اوقات فَعُلَ سے آتا ہے جیسا کہ خِفْنَ اور بِعْنَ میں فرق ان دونوں کے مضارع سے معلوم یعنی یَخَافُ سے معلوم ہو جاتا ہے کہ خِفْنَ کی اصل خَوِفْنَ ہے اس لیے کہ فَعَلَ یَفْعَلُ باب کا عین کلمہ یا لام کلمہ حرف حلقی سے ہوتا ہے اور یَبِیْعُ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بِعْنَ کی اصل بَیَعْنَ ہے اس لیے کہ اجوف فَعِلَ یَفْعِلُ باب سے نہیں آتا۔ یَقُوْلُ الخ اس کی اصل یَقْوُلُ ہے اور اس کی تعلیل گزر چکی ہے، یَقُلْنَ میں واؤ کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا گیا۔

﴿تشریح﴾:

اَلْاَرْبَعَةُ اِذَا كَانَ مَاقَبْلَهَا سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ماقبل کا تسلسل بیان کرنا ہے، ماقبل میں مصنف علیہ الرحمۃ نے تعلیل کے سلسلے میں بعض صرفیوں کا جامع قاعدہ بیان کیا تھا، جس کے تحت تعلیل کی 15 صورتیں بنیں، جن میں سے 8 کا تذکرہ ہوگیا ہے اب بقیہ 7 صورتوں کا تذکرہ یہاں سے کیا جارہا ہے۔

تیسری چار صورتیں:

جب حرف علت کا ماقبل مکسور ہو جیسے مِوْزَانٌ، دَاعِوَةٌ، رَضِيُوْا، تَرْمِيِيْنَ۔

1: پہلی صورت میں واؤ ساکن ماقبل مکسور ہے لہٰذا واؤ کو یاء سے بدلیں گے تو مِيْزَانٌ ہوجائیگا۔

2: دوسری صورت میں حرف علت کے مفتوح ہونے کی وجہ سے اس کی طبیعت میں کمزوری پائی گئی اور ماقبل مکسور ہے جو اس کی تبدیلی کو چاہتا ہے لہٰذا واؤ کو یاء سے بدلا دَاعِيَةٌ ہوگیا۔

وَلَا يُعَلُّ مِثْلُ دِوَلِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: دِوَلٌ میں حرف علت کے مفتوح ماقبل مکسور ہے اسے یاء سے کیوں نہیں بدلا؟

﴿جواب﴾: وہ اسماء جو کسی فعل سے مشتق نہیں ہیں ان کے خفیف ہونے کی وجہ سے ان میں تعلیل نہیں ہوتی البتہ اگر وزن فعل پر ہو تو اس وقت ان میں تعلیل جائز ہے۔ لیکن دِوَلٌ وزن فعل پر نہیں ہے۔

3: تیسری صورت یعنی رَضِيُوْا میں تخفیف کی غرض سے حرف علت یاء کو ساکن کرینگے التقائے ساکنین کی وجہ سے یاء کو گرا دیا جائے گا اس کے بعد چونکہ واؤ ماقبل مکسور ہے لہٰذا ضاد کو ضمہ دیں گے اب یہ رَضُوْا ہوجائے گا۔

4: چوتھی صورت یعنی تَرْمِيِيْنَ میں تیسری صورت کی طرح تعلیل ہوگی یاء کو ساکن کر کے اجتماع ساکنین کی وجہ سے ایک یاء کو گرا دیں گے۔

چوتھی تین صورتیں:

جب حرف علت کا ماقبل ساکن ہو جیسے يَخْوَفُ، يَبْيِعُ، يَقْوُلُ یہاں ان حروف علت کی حرکت ماقبل کو دیں گے کیونکہ حرف علت میں ضعف ہوتا ہے اور حرف صحیح قوی ہوتا ہے لہٰذا حرکت حرف کی طرف منتقل ہوگی البتہ يَخْوَفُ میں چونکہ حرف علت واؤ کا ماقبل مفتوح ہوجائیگا لہٰذا واؤ کو الف سے بدل دیں گے اگرچہ ماقبل کو حرکت دینے سے واؤ ساکن ہے لیکن یہ سکون عارضی ہے۔

بِخِلَافِ الْخَوْفِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: خَوْفٌ میں واؤ ساکن ہے اور اس کا ماقبل مفتوح اسے الف سے کیوں نہیں بدلا؟

﴿جواب﴾: خَــوْفٌ میں تعلیل اس لئے نہیں ہوئی کہ واؤ کا سکون اصلی ہے اور ماقبل مفتوح ہے لہٰذا اس میں تخفیف پائی جاتی ہے اور تعلیل ثقل کو دور کرنے کیلئے ہوتی ہے۔

وَلَايُعَلُّ فِيْ نَحْوِ اَدْوُرُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اَدْوُرُ اور اَعْيُنٌ میں حرف متحرک ماقبل ساکن ہے یہاں تعلیل کیوں نہیں ہوئی؟

﴿جواب﴾: ان مثالوں میں تعلیل سے بابِ افعال کیساتھ التباس لازم آنے کا خدشہ تھا مثلاً اَدْوَرَ سے اَوَادَ اور اَعْيَنَ سے اَعَانَ بن جاتا اور یوں باب افعال کی ماضی سے التباس لازم آتا۔

وَنَحْوُ جَدْوَلَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: جَدْوَلَ میں واؤ متحرک ماقبل ساکن ہے یہاں تعلیل نہ ہونے کی کیا وجہ ہے؟

﴿جواب﴾: اگر یہاں واؤ کی حرکت ماقبل کو دیتے تو وزن باقی رہنے کی وجہ سے الحاق باطل ہو جاتا کیونکہ یہ ملحق ہے۔

وَنَحْوُ قَوَّمَ حَتّٰى الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: قَوَّمَ میں واؤ متحرک اور ماقبل ساکن ہے یہاں تعلیل کیوں نہیں ہوتی؟

﴿جواب﴾: یہاں تعلیل کرنے سے اعلال میں اعلال لازم آتا کیونکہ ادغام کی وجہ سے پہلے تعلیل ہو چکی ہے۔

وَنَحْوُ الرَّمْيِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: رَمْيٌ میں یاء متحرک ماقبل ساکن ہے تعلیل نہ کرنے کی کیا وجہ ہے؟

﴿جواب﴾: یہاں تعلیل سے معرب کے آخر میں سکون لازم آتا ہے جو نہیں ہونا چاہیے اس لئے تعلیل نہیں ہوئی۔

نَحْوُ تَقْوِيْمٍ وَّتِبْيَانٍ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: تَقْوِيْمٌ، تِبْيَانٌ، مِقْوَالٌ اور مِخْيَاطٌ میں تعلیل کیوں نہیں ہوئی؟

﴿جواب﴾: چونکہ یہاں حرف علت کے بعد والا حرف ساکن ہے اس حرف علت کی حرکت ماقبل کو دینے سے اجتماع ساکنین لازم آتا ہے لہٰذا تعلیل نہیں کی گئی۔

مِخْيَطٌ مَنْقُوْصٌ مِنَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: مِـخْـيَـطٌ میں حرف علت کے بعد والا حرف ساکن نہ ہونے کی وجہ سے تعلیل کی صورت میں اجتماع ساکنین کا خطرہ نہیں تھا پھر تعلیل کیوں نہیں کی گئی؟

﴿جواب﴾: مِخْيَطٌ، مِخْيَاطٌ میں کمی کر کے بنایا گیا ہے لہٰذا مِخْيَاطٌ کی اتباع میں یہاں بھی تعلیل نہیں ہوتی۔

فَاِنْ قِيْلَ لِمَ تُعَلُّ الْاِقَامَةُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اگر کہا جائے کہ اَلْاِقَـامَۃُ میں جو اصل میں اِقْـوَامٌ تھا، تعلیل کی وجہ سے بھی اجتماع ساکنین لازم آتا

ہے پھر کیوں تعلیل کی گئی؟

﴿جواب﴾: اِقَامَۃٌ میں تعلیل اَقَامَ کی اتباع میں کی گئی۔

فَاِنْ قِیْلَ لِمَ لَا تُعَلَّ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: قَامَ جو ثلاثی مجرد ہے اور تعلیل میں اصل ہے اس کی اتباع کرتے ہوئے تَقْوِیْمٌ میں تعلیل کی جاسکتی تھی کیوں نہیں کی گئی؟

﴿جواب﴾: چونکہ تَقْوِیْمٌ کی ماضی قَوَّمَ ہے لہٰذا اَقَامَ کی اتباع باطل ہوگئی اگرچہ قَامَ تعلیل میں اصل ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ قَوَّمَ کو تَقْوِیْمٌ کیساتھ اخوت میں جو قوت حاصل ہے وہ قَامَ کو حاصل نہیں ہے۔

وَلَا یَصْلُحُ اَقَامَ اَنْ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: چونکہ اَقَامَ میں تعلیل ہوتی ہے بنابریں اَقَامَ کی وجہ سے قَامَ کو قوت حاصل ہوگئی لہٰذا اس کی اتباع میں تَقْوِیْمٌ میں تعلیل کی جانی چاہیے؟

﴿جواب﴾: اَقَامَ، قَامَ کو تقویت پہنچانے کی صلاحیت نہیں رکھتا کیونکہ اَقَامَ ثلاثی مجرد نہیں اور نہ ہی تعلیل میں اصل ہے۔

وَلَا یُعَلُّ مِثْلُ مَااَقْوَلَہٗ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: مَااَقْوَلَہٗ اور اَغْیَلَتِ الْمَرْاَۃُ میں حرف علت کی حرکت ماقبل کو دینے سے اجتماع ساکنین لازم نہیں آتا تھا پھر تعلیل کیوں نہیں کی گئی؟

﴿جواب﴾: ان میں تعلیل نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ انہیں اپنی اصل پر دلالت کرنے کیلئے بغیر تعلیل کے چھوڑا گیا۔

وَاَصْلُ قَالَ قَوَلَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: قَالَ اور قُلْنَ کی تعلیل واضح کیجئے۔

﴿جواب﴾: قَالَ اصل میں قَوَلَ تھا واؤ متحرک ماقبل مفتوح ہے واؤ کو الف سے بدل دیا، قُلْنَ اصل میں قَوَلْنَ تھا واؤ کو الف سے بدل کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گرادیا قَلْنَ ہوگیا اب قاف کو ضمہ دیا تا کہ واؤ محذوفہ پر دلالت کرے تو قُلْنَ ہوگیا۔

وَلَا یُضَمُّ یَخِفْنَ لِاَنَّ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: یَخِفْنَ میں تعلیل کے بعد خاء کو ضمہ کیوں نہیں دیا گیا؟

﴿جواب﴾: یہاں حرف کو بدلنے کی صورت میں اصل بات یہ ہے کہ واؤ محذوفہ کی حرکت ماقبل کو دی جائے لیکن قُلْنَ کی صورت میں یہ ممکن نہیں تھا کیونکہ واؤ کا فتحہ قاف کو دیتے تو قاف پہلے سے ہی مفتوح ہے لہٰذا مفتوح کو فتحہ دینا لازم آتا لیکن یَخِفْنَ میں جو اصل میں یَخْوِفْنَ تھا واؤ کی حرکت خاء کو دے دی کیونکہ یہاں قُلْنَ والی خرابی لازم نہیں آتی۔

وَلَا يُفْرَقُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: جمع مؤنث ماضی اور جمع مؤنث امر حاضر دونوں صیغے قُلْنَ ہیں، ان میں فرق کیوں نہیں کیا گیا؟

﴿جواب﴾: صرفی لوگ ضمنی اشتراک کا کوئی اعتبار نہیں کرتے، یعنی تعلیل کے بعد اگر بعض صیغوں کی شکل ایک جیسی ہو تو وہ اس کی پرواہ نہیں کرتے، بلکہ اصل کو دیکھتے ہیں کہ اور اسی فرق پر اکتفاء کرتے ہیں جو ان صیغوں میں تقدیراً پایا جاتا ہے، اسی طرح ماضی معروف اور مجہول میں بھی فرق تقدیری کا لحاظ رکھا گیا ہے جیسے بِعْنَ میں ہے ان صیغوں کی تقدیر یہ ہے ماضی معروف قَوَلْنَ مجہول قُوِلْنَ امر حاضر معروف اُقْوُلْنَ۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہاں جو اشتراک پایا گیا ہے وہ واضع کی غفلت کی وجہ سے ہے بشرطیکہ واضع انسان کو تسلیم کیا جائے کیونکہ بھول انسان سے واقع ہوتی ہے اسی طرح کا اشتراک باب تَفَعُّلٌ تَفَاعُلٌ اور تَفَعْلُلٌ کی ماضی اور امر میں تثنیہ، جمع کے صیغوں میں بھی پایا جاتا ہے مثلاً تَطَهَّرَا تَقَابَلَا تَسَرْبَلَا اسی طرح تَطَهَّرُوْا، تَقَابَلُوْا، تَسَرْبَلُوْا ماضی کیلئے بھی استعمال ہوتے ہیں اور امر کیلئے بھی۔

طُلْنَ اور قُلْنَ کے ابواب کی معرفت:

وَيُفْرَقُ بَيْنَ فَعُلْنَ وَفَعَلْنَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: طُلْنَ اور قُلْنَ بظاہر ایک جیسے صیغے ہیں کیسے پتہ چلے گا کہ ان کے ابواب مختلف ہیں؟

﴿جواب﴾: ان میں فرق کرنا آسان ہے کیونکہ طُلْنَ کی پہچان طَوِيْلٌ سے ہو جاتی ہے اسلئے کہ طَوِيْلٌ صفت مشبہ ہے یہ وزن عام طور پر باب فَعُلَ يَفْعُلُ سے آتا ہے جبکہ قُلْنَ فَعَلَ يَفْعُلُ سے ہے اسی طرح خِفْنَ اور بِعْنَ میں ان کے مضارع سے فرق معلوم ہو جائے گا کیونکہ يَخَافُ سے پتہ چلتا ہے کہ خِفْنَ کی اصل خَوِفْنَ ہے کیونکہ فَعَلَ يَفْعَلُ کا عین کلمہ یا لام کلمہ حرف حلقی ہوتا ہے اور يَبِيْعُ سے پتہ چلتا ہے کہ بِعْنَ کی اصل بَيَعْنَ ہے یعنی ماضی مفتوح العین ہے کیونکہ اجوف فَعِلَ يَفْعِلُ سے نہیں آتا۔

اَلْمُسْتَقْبِلُ يَقُوْلُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ اجوف سے فعل مضارع کا بیان کرنا ہے۔

کہ يَقُوْلُ اصل میں يَقْوُلُ تھا واؤ کا ضمہ قاف کو دیا يَقُوْلُ ہو گیا يَقُلْنَ اصل میں يَقْوُلْنَ تھا واؤ کا ضمہ قاف کو دیا واؤ اور لام میں اجتماع ساکنین ہو گیا واؤ کو گرا دیا يَقُلْنَ ہو گیا۔

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

﴿عبارت﴾: اَلْاَمْرُ قُلْ اِلٰی اٰخِرِهٖ اَصْلُهٗ اُقْوُلْ ثُمَّ حُذِفَ الْوَاوُ لِاجْتِمَاعِ السَّاكِنَيْنِ
ثُمَّ حُذِفَ الْاَلِفُ لِانْعِدَامِ الْاِحْتِيَاجِ اِلَيْهَا وَتُحْذَفُ الْوَاوُ فِيْ قُلِ الْحَقَّ وَاِنْ لَّمْ يَجْتَمِعْ فِيْهِ
السَّاكِنَانِ لِاَنَّ الْحَرَكَةَ فِيْهِ حَصَلَتْ بِالْخَارِجِيِّ فَيَكُوْنُ فِيْ حُكْمِ السُّكُوْنِ
تَقْدِيْرًا بِخِلَافِ قُوْلَا وَقُوْلَنَّ لِاَنَّ الْحَرَكَةَ فِيْهِمَا حَصَلَتْ بِالدَّاخِلِيَيْنِ وَهُمَا اَلِفُ الْفَاعِلِ
وَنُوْنُ التَّاكِيْدِ وَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الدَّاخِلِيِّ وَمِنْ ثَمَّ جَعَلُوْا مَعَهٗ اٰخِرَ الْمُضَارِعِ مَبْنِيًّا نَحْوُ هَلْ يَفْعَلَنَّ
وَتُحْذَفُ الْاَلِفُ فِيْ دَعَتَا وَاِنْ حَصَلَ الْحَرَكَةُ بِاَلِفِ الْفَاعِلِ لِاَنَّ التَّاءَ لَيْسَتْ مِنْ نَفْسِ
الْكَلِمَةِ بِخِلَافِ اللَّامِ فِيْ قُوْلَا وَتَقُوْلُ بِنُوْنِ التَّاكِيْدِ قُوْلَنَّ قُوْلَانِّ قُوْلُنَّ قُوْلِنَّ قُوْلَانِّ قُلْنَانِّ
وَبِالْخَفِيْفَةِ قُوْلَنْ قُوْلُنْ قُوْلِنْ اَلْفَاعِلُ قَائِلٌ اِلٰی اٰخِرِهٖ اَصْلُهٗ قَاوِلٌ فَقُلِبَتِ
الْوَاوُ لِتَحَرُّكِهَا وَفَتْحَةِ مَا قَبْلَهَا كَمَا فِيْ كِسَاءٍ وَلَا اعْتِبَارَ لِاَلِفِ الْفَاعِلِ لِاَنَّهَا لَيْسَتْ
بِحَاجِزَةٍ حَصِيْنَةٍ فَاجْتَمَعَ الْاَلِفَانِ وَلَا يُمْكِنُ اِسْقَاطُ الْاُوْلٰی لِاَنَّهٗ يَلْتَبِسُ بِالْمَاضِيْ وَكَذٰلِكَ
فِي الثَّانِيَةِ فَحُرِّكَتْ فَصَارَتْ هَمْزَةً وَيَجِيْءُ فِي الْبَعْضِ بِالْحَذْفِ نَحْوُ هَاعٍ وَلَاعٍ وَالْاَصْلُ
هَائِعٌ وَمِنْهُ قَوْلُهٗ تَعَالٰی بُنْيَانَهٗ عَلٰی شَفَا جُرُفٍ هَارٍ اَیْ هَائِرٍ وَيَجِيْءُ بِالْقَلْبِ نَحْوُ شَاكٍ
وَاَصْلُهٗ شَاوِكٌ وَحَادٍ اَصْلُهٗ وَاحِدٌ وَيَجُوْزُ الْقَلْبُ فِيْ كَلَامِهِمْ نَحْوُ الْقِسِيِّ اَصْلُهٗ
قُوُوْسٌ فَقُدِّمَ السِّيْنُ فَصَارَ قُسُوْوًا نَحْوُ عُصُوْوٍ ثُمَّ جُعِلَ قِسِيًّا لِوُقُوْعِ الْوَاوَيْنِ فِي الطَّرْفِ ثُمَّ
كُسِرَ الْقَافُ اِتِّبَاعًا لِمَا بَعْدَهَا كَمَا فِيْ عِصِيٍّ وَمِنْهُ اَنْيُقٌ اَصْلُهٗ اَنْوُقٌ ثُمَّ قُدِّمَ الْوَاوُ عَلَی النُّوْنِ
فَصَارَ اَوْنُقٌ ثُمَّ جُعِلَ الْوَاوُ يَاءً عَلٰی غَيْرِ قِيَاسٍ اَلْمَفْعُوْلُ مَقُوْلٌ اِلٰی اٰخِرِهٖ اَصْلُهٗ مَقْوُوْلٌ فَاُعِلَّ
كَاِعْلَالِ يَقُوْلُ فَصَارَ مَقُوْوْلٌ فَاجْتَمَعَ السَّاكِنَانِ فَحُذِفَ الْوَاوُ الزَّائِدُ عِنْدَ سِيْبَوَيْهِ لِاَنَّ
حَذْفَ الزَّائِدِ اَوْلٰی وَالْوَاوُ الْاَصْلِيُّ عِنْدَ الْاَخْفَشِ لِاَنَّ الزَّائِدَ عَلَامَةٌ وَالْعَلَامَةُ لَا تُحْذَفُ
وَقَالَ سِيْبَوَيْهِ فِيْ جَوَابِهٖ لَا تُحْذَفُ الْعَلَامَةُ اِذَا لَمْ تُوْجَدْ عَلَامَةٌ اُخْرٰی وَفِيْهِ
تُوْجَدُ عَلَامَةٌ اُخْرٰی وَهُوَ الْمِيْمُ فَيَكُوْنُ وَزْنُهٗ عِنْدَهٗ مَفْعُلًا وَعِنْدَ الْاَخْفَشِ
مَفُوْلًا وَكَذَا مَبِيْعٌ يَعْنِيْ اُعِلَّ اِعْلَالَ يَبِيْعُ فَصَارَ مَبُيْوْعًا وَبِالْوَاوِ وَالْيَاءِ السَّاكِنَيْنِ فَحُذِفَ
الْوَاوُ عِنْدَ سِيْبَوَيْهِ فَصَارَ مَبُيْعًا ثُمَّ كُسِرَ الْبَاءُ حَتّٰی تَسْلَمَ الْيَاءُ وَعِنْدَ الْاَخْفَشِ حُذِفَ الْيَاءُ
فَاُعْطِيَ الْكَسْرَةُ لِمَا قَبْلَهَا كَمَا فِيْ بِعْتَ فَصَارَ مَبُوْعًا ثُمَّ جُعِلَ الْوَاوُ يَاءً كَمَا فِيْ مِيْزَانٍ فَيَكُوْنُ
وَزْنُهٗ مَفْعِلًا عِنْدَ سِيْبَوَيْهِ وَعِنْدَ الْاَخْفَشِ مَفِيْلًا اَلْمَوْضِعُ مَقَالٌ اَصْلُهٗ مَقْوَلٌ فَاُعِلَّ كَمَا فِيْ
يَخَافُ وَكَذٰلِكَ مَبِيْعٌ اَصْلُهٗ مَبْيِعٌ فَاُعِلَّ كَمَا فِيْ يَبِيْعُ وَاكْتُفِيَ بِالْفَرْقِ التَّقْدِيْرِيِّ مِنْ

اَلْمَوْضِعِ وَبَيْنَ اِسْمِ الْمَفْعُوْلِ وَهُوَمُعْتَبَرٌعِنْدَهُمْ كَمَافِي الْفُلْكِ اِذَاقَدَّرْتَ سُكُوْنَهٗ كَسُكُوْنِ اُسْدٍيَكُوْنُ جَمْعًا كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى حَتّٰى اِذَاكُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ وَاِذَاقَدَّرْتَ سُكُوْنَهٗ كَسُكُوْنِ قُرْبٍ يَكُوْنُ وَاحِدًانَحْوُقَوْلِهٖ تَعَالٰى فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ اَلْمَجْهُوْلُ قِيْلَ اِلٰى اٰخِرِهٖ اَصْلُهٗ قُوِلَ فَاُسْكِنَ الْوَاوُلِلْخِفَّةِفَصَارَقُوْلَ وَهُوَلُغَةٌضَعِيْفَةٌلِثِقْلِ الضَّمَّةِوَالْوَاوِفِيْ كَلِمَةٍوَفِيْ لُغَةٍاُخْرٰى اُعْطِيَ كَسْرَةُالْوَاوِاِلٰى مَاقَبْلَهَافَصَارَقِوْلَ ثُمَّ صَارَالْوَاوُيَاءً لِكَسْرَةِمَاقَبْلَهَافَصَارَقِيْلَ وَفِيْ لُغَةٍيُشَمُّ حَتّٰى يُعْلَمَ اَنَّ اَصْلَهَامَضْمُوْمٌ وَكَذَابِيْعَ وَاخْتِيْرَوَانْقِيْدَوَقُلْنَ وَبِعْنَ يَعْنِيْ يَجُوْزُفِيْهِنَّ ثَلٰثُ لُغَاتٍ وَلَايَجُوْزُالْاِشْمَامُ فِيْ اُقِيْمَ لِانْعِدَامِ ضَمَّةِمَاقَبْلَ الْيَاءِ وَلَايَجُوْزُبِالْوَاوِاَيْضًالِاَنَّ جَوَازَالْوَاوِلِانْضِمَامِ مَاقَبْلَ حَرْفِ الْعِلَّةِوَهُوَلَيْسَ بِمَوْجُوْدٍوَسُوِّيَ فِيْ مِثْلِ قُلْنَ بَيْنَ الْمَعْلُوْمِ وَالْمَجْهُوْلِ اِكْتِفَاءً بِالْفَرْقِ التَّقْدِيْرِيِّ وَاَصْلُ يُقَالُ يُقْوَلُ فَاُعِلَّ مِثْلَ اِعْلَالِ يَخَافُ ۔

﴿ترجمہ﴾: ''اوراس سے امر: قُلْ الخ آتا ہے جس کی اصل اُقْوُلْ ہے پھر واؤ کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کردیا گیا پھر الف کو اس کی طرف احتیاج نہ ہونے کی وجہ سے حذف کردیا گیا۔ اور واؤ کو قُلِ الْحَقَّ میں حذف کیا گیا ہے، اگرچہ اس میں اجتماع ساکنین نہیں ہوا اس لیے کہ اس میں حرکت حاصل ہوئی ہے وہ خارجی ہے پس وہ تقدیراً سکون کے حکم میں ہی ہوگا۔ بخلاف قُوْلَا اور قُوْلَنَّ کے ان دونوں میں حرکت داخلی طور پر حاصل ہوتی ہے اور وہ دونوں الف فاعل اور نون تاکید نہیں۔ اور وہ بمنزل داخلی کے ہیں اور اسی وجہ سے انہوں نے مضارع کے آخر جو مبنی بنایا ہے۔ جیسے هَلْ يَفْعَلَنَّ اور الف کو حذف کیا گیا ہے دَعَتَا میں اگرچہ فاعل کے الف کی وجہ سے حرکت حاصل ہوئی ہے۔ اس لیے کہ تاء نفس کلمہ کی نہیں ہے۔ بخلاف قوف اس لام کے کہ جو قولا میں ہے۔ اور تو نون تاکید کے ساتھ یوں کہے گا قُوْلَنَّ، قُوْلَانِّ، قُوْلُنَّ، قُوْلَانِّ، قُلْنَانِّ، اور نون خفیفہ کے ساتھ یوں کہے گا قُوْلَنْ قُوْلُنْ، قُوْلِنْ ہے۔

اور اسم فاعل اس سے قَائِلٌ الخ آتا ہے اس کی اصل قَاوِلٌ ہے، پس واؤ کو الف سے بدل دیا گیا اس کے متحرک ہونے کی وجہ سے اور اس کے ماقبل کے مفتوح ہونے کی وجہ سے جیسے کہ کِسَاءٌ میں الف ہے۔ اور الف فاعل کا کوئی اعتبار نہیں ہے، اس لیے کہ وہ کوئی قوی مانع نہیں ہے، پس وہ الف جمع ہوگئے اور ان میں سے کسی ایک کو گرانا ممکن نہیں ہے، اس لیے کہ وہ ماضی کے ساتھ ملتبس ہو جائے گا اور اسی طرح دوسری الف میں ہے پس اس کو حرکت دی گئی تو وہ ہمزہ ہوگئی اور بعض میں الف کے حذف کے ساتھ بھی آتا ہے، جیسے هَاعٍ اور لَاعٍ اور ان

دونوں کی اصل هَائِعٌ اور لَائِعٌ ہے۔ اور اسی سے ہے اللہ تعالیٰ کا قول بُنْيَانَهُ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ ای هَائِرٍ اور اسم فاعل قلب کے ساتھ بھی آتا ہے، جیسے شَاكٌ کہ اس کی اصل شَاوِكٌ ہے اور حَادٌ اس کی اصل وَاحِدٌ ہے اور ان کی کلام میں قلب جائز ہے جیسے قِسِيٌّ کہ اس کی اصل قُوُوْسٌ ہے پس اس میں سین کو مقدم کیا گیا تو قُسُوٌّ ہو گیا نحو عُصُوٌّ و پھر قِسِيٌّ ہو دو! واؤں کے طرف میں واقع ہونے کی وجہ سے پھر قاف کو اس کے مابعد کی اتباع کرتے ہوئے کسرہ دے دیا گیا جیسا کہ عِصِيٌّ میں ہے اور اسی سے اَيْنُقٌ ہے کہ اس کی اصل اَنْوُقٌ ہے، پھر واؤ کو مقدم کیا گیا نون پر تو اَوْنُقٌ ہو گیا پھر واؤ کو یاء کیا بغیر قیاس کے۔

باقی اس سے مفعول مَقُوْلٌ الخ آتا ہے کہ جس کی اصل مَقْوُوْلٌ آتی ہے پس اس میں يَقُوْلُ کے اعلال کی طرح اعلال کیا گیا تو مَقُوْوْلٌ ہو گیا تو اجتماع ساکنین ہوا تو واؤ زائدہ حذف کر دیا گیا سیبویہ کے نزدیک اس لیے زائد کا حذف اولیٰ ہے۔ اور اخفش کے نزدیک واؤ اصلی کو حذف کیا جائے گا اس لیے کہ واؤ زائد علامت ہے اور علامت حذف نہیں کیا جاتی تو سیبویہ نے اس کے جواب میں کہا کہ علامت کو حذف نہیں کیا جائے گا، جب کوئی دوسری علامت نہ پائی جائے اور یہاں دوسری علامت پائی جاتی ہے اور وہ علامت میم ہے۔ پس ان کے نزدیک وزن مَفْعُلٌ ہوگا اور اخفش کے نزدیک مَفُوْلٌ ہوگا اور اسی طرح مَبِيْعٌ میں اعلال کیا گیا يَبِيْعُ کے اعلال کی طرح تو مَبُيُوْعٌ ہو گیا واؤ اور یاء کے ساکن ہونے کے ساتھ پھر سیبویہ کے نزدیک واؤ کو حذف کر دیا گیا تو مَبُيْعٌ ہو گیا پھر باء کو کسرہ دے دیا گیا تاکہ یاء سلامت رہے اور اخفش کے نزدیک یاء کو حذف کر دیا گیا اور اس کے ماقبل کو کسرہ دے دیا گیا جیسا کہ بِعْتُ میں ہوا اور مَبُوْعٌ ہو گیا پھر یاء واؤ کر دیا گیا جیسا کہ مِيْزَانٌ میں ہوا تو اس کا وزن مَفْعِلٌ ہو گیا سیبویہ کے نزدیک اور اخفش کے نزدیک اس وزن مَفِيْلٌ ہو گیا اس سے اسم ظرف مَقَالٌ آتا ہے جس کی اصل مَقْوَلٌ ہے۔ پس اس میں يَخَافُ کی طرح تعلیل کی گئی اور اسی طرح مَبِيْعٌ ہے کہ اس کی مَبْيِعٌ ہے پس اس يَبِيْعُ کی طرح تعلیل کی گئی اور اسم مفعول اور اسم ظرف کے درمیان صرف فرق تقدیری پر ہی اکتفاء کیا گیا اور ان کے نزدیک یہ معتبر ہے جیسا کہ اَلْفُلْكُ میں ہے، جب اس کے سکون کو مقدر کر دیا گیا اُسْدٌ کے سکون کی طرح تو یہ جمع ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کو قول ہے حَتّٰى اِذَا كُنْتُمْ فِى الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ اور جب مقدر کر دیا گیا اس کے سکون کو قرف کے سکون کی طرح تو یہ واحد ہوگا جیسے اللہ کو قول فِى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنَ اور اس سے مجہول قِيْلَ الخ آتا ہے اس کی اصل قُوِلَ ہے۔ اس میں واؤ کو ساکن کیا گیا تخفیف کی غرض سے تو قُوْلَ ہو گیا اور یہ ضعیف لغت ہے ضمہ کے ثقل کی وجہ سے اور واؤ کے ایک کلمہ میں ہونے کی وجہ سے اور دوسری لغت میں واؤ کا کسرہ اس کے ماقبل کو دیا گیا تو قِوْلَ ہو گیا پھر واؤ کو ماقبل کسرہ کی وجہ سے یاء سے بدل دیا تو قِيْلَ ہو گیا اور ایک لغت میں یہ ہے کہ اشمام کیا جائے گا، میں تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس کی اصل مضموم ہے اور اسی طرح بِيْعَ، اُخْتِيْرَ، اُنْقِيْدَ، قُلْنَا، بِعْنَ ہیں

یعنی ان میں تینوں لغات جائز ہیں اوراشمام جائز نہیں ہے۔ اُقِیْمَ میں یاء سے ماقبل کے ضمہ کے منعدم ہونے کی وجہ سے اور واؤ کے ساتھ بھی جائز نہیں اس لیے کہ واؤ کا جواز حرف علت کے ماقبل کومضمون کرنے کے لیے ہے کہ وہ موجودنہیں ہے۔سوائے معلوم اور مجہول کے قُلْنَ کے صرف فرق تقدیری راکتفاء کرتے ہوئے اور یُقَالُ کی اصل یُقْوَلُ ہے۔پس اس میں یُخَافُ کے اعلال کی طرح ہوگا۔''

﴿تشریح﴾:

اَلْاَمْرُ قُلْ اِلٰی اٰخِرِہٖ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ اجوف سے فعل کی امر کی تعلیل کرنی ہے۔

☆ قُلْ اصل میں اُقْوُلْ تھا واؤ کا ضمہ قاف کو دیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے واؤ کو حذف کردیا اور شروع سے ہمزہ وصل کو بھی گرادیا کیونکہ اب اس کی ضرورت باقی نہ رہی تھی تو قُلْ ہوگیا۔

وَتُحْذَفُ الْوَاوُ فِیْ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: قُلِ الْحَقَّ میں لام کے متحرک ہونے کی وجہ سے واؤ کیساتھ اجتماع ساکنین لازم نہیں آتا اس کے باوجود آپ نے واؤ کو گرادیا......کیوں؟

﴿جواب﴾: یہاں لام تقدیراً ساکن ہے اگرچہ بظاہر مکسور ہے لیکن یہ حرکت خارج سے آئی ہے یعنی اَلْحَقُّ کے شروع میں لام ساکن تھی لہٰذا ضرورت کے تحت قُلْ کی لام کو کسرہ دیا جبکہ قُوْلَا قُوْلَنَّ میں واؤ کو اسلئے حذف نہیں کیا گیا کہ یہاں لام کی حرکت داخلی چیزوں یعنی فاعل کے الف اور نون تاکید کیساتھ حاصل ہوئی ہے،نون تاکید داخلی شمار ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس کیساتھ مضارع کا آخر مبنی ہوتا ہے جیسے ھَلْ یَفْعَلَنَّ۔

وَتُحْذَفُ الْاَلِفُ فِیْ دَعَتَا الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: دَعَتَا میں الف کو کیوں گرادیا گیا جبکہ یہاں بھی تاء کی حرکت الف فاعل کے ذریعے حاصل ہوئی اور وہ داخلی ہے؟

﴿جواب﴾: تاء نفس کلمہ سے نہیں یہ تانیثِ فاعل کے بیان کے لئے آئی ہے لہٰذا تاء کو داخلی نہیں شمار کیا جائے گا لیکن قُوْلَا میں لام اصلی ہے۔

قَائِلٌ اسم فاعل کی تعلیل:

قَائِلٌ اِلٰی اٰخِرِہٖ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: قَائِلٌ اسم فاعل کی تعلیل ذکر کریں۔

﴿جواب﴾: قَائِلٌ اصل میں قَاوِلٌ تھا واؤ متحرک ماقبل یعنی قاف مفتوح واؤ کو الف سے بدلا دیا جیسا کہ کَسَاءٌ

اصل میں کَسَاوٌ تھاقَاوِلٌ کی واؤ کوالف سے بدلنے کے بعد دو الف ساکن جمع ہو گئے لیکن ان میں سے کسی ایک الف کو گرا نہیں سکتے کیونکہ اس صورت میں ماضی کیساتھ التباس لازم آتا ہے لہٰذا واؤ سے بدلے ہوئے الف کو حرکت دی وہ ہمزہ بن گیا۔

وَلَااعْتِبَارَ لِاَلِفِ الْفَاعِلِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: قَاوِلٌ میں واؤ متحرک ہے لیکن اس کا ماقبل مفتوح نہیں ہے بلکہ الف ساکن ہے پھر کیسے واؤ الف سے بدل گئی؟

﴿جواب﴾: الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے لہٰذا وہ کوئی مضبوط رکاوٹ نہیں بنتا۔

وَيَجِيءُ فِي الْبَعْضِ بِالْحَذْفِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: کیا واؤ اور یاء سے بدلے ہوئے ہمزہ کو گرا سکتے ہیں؟

﴿جواب﴾: بعض کلمات میں واؤ اور یاء سے بدلے ہوئے ہمزہ کو گرا بھی دیتے ہیں جیسے هَاعٍ لَاعٍ جو کہ اصل میں هَائِعٌ لَائِعٌ تھے اسی سے اللہ تعالیٰ کا قول ہے بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ ،هَارٍ اصل میں هَائِرٌ تھا یاء کو ہمزہ سے بدل کر گرا دیا۔

وَيَجِيءُ بِالْقَلْبِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اسم فاعل میں قلب بھی ہوتا ہے اس کی مثال بتائیں۔

﴿جواب﴾: بعض اوقات اسم فاعل قلب کیساتھ بھی آتا ہے جیسے شَاكٍ اصل میں شَاوِكٌ تھا واؤ کو کاف اور کاف کو واؤ کی جگہ لے گئے ،شَاكِوٌ ہو گیا واؤ پر ضمہ تھا دَاعٍ کی طرح تعلیل ہوئی اور حَادٍ اصل میں وَاحِدٌ تھا واؤ کو آخر میں لے گئے اور الف ساکن سے ابتداء محال ہے لہٰذا اسے حاء کے بعد لے گئے حَادِوٌ ہو گیا اب دَاعٍ کی طرح تعلیل کر کے حَادٍ بنایا۔

وَيَجُوْزُ الْقَلْبُ فِيْ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: کیا قلب جائز ہے؟

﴿جواب﴾: جی ہاں! اہل صرف کے نزدیک قلب جائز ہے جیسے قِسِيٌّ اصل میں قُوُوْسٌ تھا سین کو دونوں واؤ سے مقدم کیا اب قُسُوْوٌ ہو گیا چونکہ واؤ طرف میں واقع ہوئی لہٰذا اسے یاء سے بدل دیا پھر پہلے واؤ کو یاء سے بدل کر ادغام کر دیا اور یاء کی مناسبت سے سین کو اور سین کی اتباع میں قاف کو کسرہ دے دیا قِسِيٌّ ہو گیا اسی طرح اَيْنُقٌ اصل میں اَنْوُقٌ تھا واؤ کو نون پر مقدم کیا اب اَوْنُقٌ ہوا پھر خلاف قیاس واؤ کو یاء سے بدل دیا اَيْنُقٌ ہو گیا۔

مَقُوْلٌ اسم مفعول کی تعلیل:

اَلْمَفْعُوْلُ مَقُوْلٌ اِلٰى الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: مَقُوْلٌ اسم مفعول کی تعلیل بیان کریں۔

﴿جواب﴾: مَقُوْلٌ اصل میں مَقْوُوْلٌ تھا يَقُوْلُ کی طرح تعلیل کی تو دو ساکن جمع ہو گئے اب ایک کو گرا دیا تو مَقُوْلٌ بن گیا۔

فَحُذِفَ الْوَاوُ الزَّائِدُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: واؤ محذوفہ کے بارے میں أئمہ نحو کا کیا اختلاف ہے؟

﴿جواب﴾: سیبویہ کے نزدیک واؤ زائدہ حذف ہوگی کیونکہ زائد کا حذف کرنا اولیٰ ہے اور اخفش کے نزدیک واو اصلی حذف ہوگی کیونکہ زائد علامت ہے اور علامت حذف نہیں ہوتی سیبویہ کا جواب یہ ہے کہ جب دوسری علامت نہ ہو تو علامت حذف نہیں ہوتی لیکن یہاں دوسری علامت میم موجود ہے لہٰذا اب سیبویہ کے نزدیک مَقُوْلٌ کا وزن مَفُعْلٌ ہوگا اور اخفش کے نزدیک مَفُوْلٌ ہوگا...... مَبِيْعٌ اصل میں مَبْيُوْعٌ ہے يَبِيْعُ کی طرح تعلیل ہوئی تو واؤ اور یاء دو ساکن جمع ہو گئے سیبویہ کے نزدیک واؤ کو حذف کر دیا تو مَبِيْعٌ ہو گیا اور اخفش کے نزدیک یاء کو حذف کر کے ماقبل کو کسرہ دیا مَبُوْعٌ ہو گیا۔
پھر واؤ کو یاء سے بدل دیا جس طرح کہ مِيْزَانٌ میں کیا گیا لہٰذا اب مَبِيْعٌ کا وزن سیبویہ کے نزدیک مَفْعِلٌ اور اخفش کے نزدیک مَفِيْلٌ ہوگا۔

اسم ظرف مَقَالٌ کی تعلیل:

اَلْمَوْضِعُ مَقَالٌ اَصْلُهٗ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اسم ظرف مَقَالٌ کی تعلیل بیان کریں۔

﴿جواب﴾: مَقَالٌ اصل میں مَقْوَلٌ تھا يَخَافُ کی طرح تعلیل ہوئی یعنی واؤ کا فتحہ نقل کر کے قاف کو دیا پھر واؤ کو الف سے بدلا تو مَقَالٌ ہو گیا۔

مَبِيْعٌ اَصْلُهٗ مَبْيِعٌ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: مَبِيْعٌ میں تعلیل کی وضاحت کریں۔

﴿جواب﴾: مَبِيْعٌ اصل میں مَبْيِعٌ تھا يَبِيْعُ کی طرح تعلیل ہوئی یعنی یاء کا کسرہ نقل کر کے باء کو دیا تو مَبِيْعٌ ہو گیا۔

مَبِيْعٌ اسم مفعول اور اسم ظرف میں فرق:

وَاكْتُفِيَ بِالْفَرْقِ التَّقْدِيْرِيِّ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: مَبِيْعٌ اسم مفعول بھی ہے اور اسم ظرف بھی ہے، ان دونوں کے درمیان فرق کیسے کیا جائے گا؟

﴿جواب﴾: ان کے درمیان تقدیری فرق کافی ہے یعنی اسم مفعول اصل میں مَبْيُوْعٌ تھا اور اسم ظرف مَبْيِعٌ تھا۔

فرق تقدیری معتبر ہے:

وَهُوَ مُعْتَبَرٌ عِنْدَهُمْ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: کیا فرق تقدیری اہل صرف کے نزدیک معتبر ہے؟

﴿جواب﴾: جی ہاں! ان لوگوں کے ہاں فرق تقدیری معتبر ہے جیسے فُلْكٌ واحد بھی ہے اور جمع بھی، لیکن جب اس کا سکون اُسْدٌ کے سکون کی طرح ہو تو وہ جمع ہوگا جیسے ارشاد خداوندی ہے حَتّٰی اِذَا كُنْتُمْ فِی الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ میں فُلْكٌ جمع ہے لیکن جب اس کا سکون قُرْبٌ کی راء جیسا ہو تو واحد ہوگا کیونکہ اُسْدٌ جمع اور قُرْبٌ واحد لہٰذا فُلْكٌ بروزن اُسْدٌ جمع اور فُلْكٌ بروزن قُرْبٌ واحد ہے یہ فرق تقدیری ہے اور یہ صرفیوں کے ہاں معتبر ہے قرآن پاک میں واحد کی مثال فِی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ہے یہاں فُلْكٌ سے ایک کشتی مراد ہے۔

اَلْمَجْهُوْلُ قِيْلَ اِلٰى الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: قِيْلَ (ماضی مجہول) اصل میں کیا تھا اور قِيْلَ کیسے بن گیا؟

﴿جواب﴾: قِيْلَ اصل میں قُوِلَ تھا واؤ کو تخفیف کی غرض سے ساکن کیا قُوْلَ ہو گیا لیکن یہ لغت ضعیف ہے۔

☆ دوسری لغت یہ ہے کہ واؤ کا کسرہ ماقبل کو دے دیا اب واؤ ساکن ماقبل مکسور ہو گیا کسرہ کی موافقت میں واؤ کو یاء سے بدلا تو قِيْلَ ہو گیا۔

☆ تیسری لغت کے مطابق اشمام کیا جائے گا تاکہ معلوم ہو کہ اس کا ماقبل مضموم تھا۔ بِيْعَ، اُخْتِيْرَ، اُنْقِيْدَ، قُلْنَا اور بِعْنَ میں بھی یہ تینوں لغات جائز ہیں۔

﴿نوٹ﴾: اشمام یہ ہے! کہ جس حروف پر وقف کیا جائے اس کو ساکن کر کے ہونٹوں سے پیش کی طرف اشارہ کرنا، اور یہ ضمہ میں ہوتا ہے۔

وَلَا يَجُوْزُ الْاِشْمَامُ فِی الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: کیا اُقِيْمَ میں بھی یہ تینوں صورتیں جائز ہیں یا نہیں اگر ہیں تو کیوں؟

﴿جواب﴾: اُقِيْمَ جو اصل میں اُقْوِمَ تھا اس میں نہ تو اشمام جائز ہے اور نہ واؤ کا پڑھنا کیونکہ یہاں جب واؤ کی حرکت ماقبل کو دیں گے تو اس کا ماقبل مضموم نہیں ہوگا اور نہ ہی اس سے پہلے یہ مضموم تھا۔

وَسُوِّیَ فِیْ مِثْلِ الخ سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: قُلْنَ ماضی معروف بھی ہے اور مجہول بھی ان میں فرق کیسے کیا جائیگا؟

﴿جواب﴾: قُلْنَ ماضی معروف اور مجہول میں بھی فرق تقدیری پر اکتفاء کیا گیا۔

وَاَصْلُ يُقَالُ يُقْوَلُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: يُقَالُ میں تعلیل کیسے ہوگی؟

﴿جواب﴾: يُقَالُ اصل میں يُقْوَلُ تھا تو اس میں يَخَافُ کی طرح تعلیل ہوئی۔

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

چھٹاباب:

ناقص کا بیان

﴿عبارت﴾ اَلْبَابُ السَّادِسُ فِي النَّاقِصِ يُقَالُ لَهٗ نَاقِصٌ لِنُقْصَانِهٖ فِي الْاٰخِرِ وَذُوالْاَرْبَعَةِ لِاَنَّهٗ يَصِيْرُ عَلٰى اَرْبَعَةِ اَحْرُفٍ فِي الْاِخْبَارِ نَحْوُ رَمَيْتُ وَهُوَ لَايَجِيْءُ مِنْ بَابِ فَعِلَ يَفْعِلُ تَقُوْلُ فِي اِلْحَاقِ الضَّمَائِرِ رَمٰى رَمَيَا رَمَوْا اِلٰى اٰخِرِهٖ اَصْلُ رَمٰى رَمَيَ فَقُلِبَتِ الْيَاءُ اَلِفًا كَمَا فِيْ قَالَ اَصْلُهٗ قَوَلَ وَاَصْلُ رَمَوْا رَمَيُوْا فَقُلِبَتِ الْيَاءُ اَلِفًا فَاجْتَمَعَ السَّاكِنَانِ فَحُذِفَتِ الْاَلِفُ وَكَذٰلِكَ رَضُوْا اِلَّا اَنَّهٗ ضُمَّ الضَّادُ فِيْهِ بَعْدَ الْحَذْفِ حَتّٰى لَايَلْزَمَ الْخُرُوْجُ مِنَ الْكَسْرَةِ اِلَى الْوَاوِ وَاَصْلُ رَمَتْ رَمَيَتْ فَحُذِفَ الْيَاءُ كَمَا فِيْ رَمَوْا وَتُحْذَفُ فِيْ رَمَتَا وَاِنْ لَّمْ يَجْتَمِعِ السَّاكِنَانِ لِاَنَّهٗ يَجْتَمِعُ السَّاكِنَانِ تَقْدِيْرًا وَتَمَامُهٗ مَرَّ فِيْ قُوْلَا وَلَايُعَلُّ رَمَيْنَ كَمَا مَرَّ فِي الْقَوْلِ اَلْمُسْتَقْبَلُ يَرْمِيْ اَصْلُهٗ يَرْمِيُ اُسْكِنَتِ الْيَاءُ لِثِقْلِ الضَّمَةِ وَلَايُعَلُّ فِيْ تَرْمِيَانِ لِاَنَّ حَرْكَتَهٗ خَفِيْفَةٌ اَصْلُ يَرْمُوْنَ يَرْمِيُوْنَ فَاُسْكِنَتِ الْيَاءُ ثُمَّ حُذِفَتْ لِاجْتِمَاعِ السَّاكِنَيْنِ وَضُمَّ الْمِيْمُ حَتّٰى لَايَلْزَمَ الْخُرُوْجُ مِنَ الْكَسْرَةِ اِلَى الضَّمَةِ وَسُوِّيَ بَيْنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ فِيْ مِثْلِ يَعْفُوْنَ اِكْتِفَاءً بِالْفَرْقِ التَّقْدِيْرِيِّ لِاَنَّ الْوَاوَ فِي النِّسَاءِ اَصْلِيَّةٌ وَالنُّوْنَ عَلَامَةُ التَّانِيْثِ وَمِنْ ثَمَّ لَاتَسْقُطُ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اِلَّا اَنْ يَّعْفُوْنَ وَاَصْلُ تَرْمِيْنَ تَرْمِيِيْنَ فَاُسْكِنَتِ الْيَاءُ ثُمَّ حُذِفَتْ لِاجْتِمَاعِ السَّاكِنَيْنِ وَهُوَ مُشْتَرَكٌ فِي اللَّفْظِ مَعَ جَمَاعَةِ النِّسَاءِ وَاِذَا دَخَلَتِ الْجَازِمُ تَسْقُطُ الْيَاءُ عَلَامَةً لِلْجَزْمِ نَحْوُ لَمْ يَرْمِ وَمِنْ ثَمَّ تَسْقُطُ فِيْ حَالَةِ الرَّفْعِ عَلَامَةً لِلْوَقْفِ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاللَّيْلِ اِذَا يَسْرِ وَتَنْتَصِبُ اِذَا دَخَلَتِ النَّاصِبُ نَحْوُ لَنْ يَّرْمِيَ وَلَمْ يَنْتَصِبْ فِيْ مِثْلِ لَنْ يَّخْشٰى لِاَنَّ الْاَلِفَ لَايَحْتَمِلُ الْحَرْكَةَ اَلْاَمْرُ اِرْمِ اِلٰى اٰخِرِهٖ اَصْلُهٗ اِرْمِيْ فَحُذِفَتِ الْيَاءُ عَلَامَةً لِلْوَقْفِ وَاَصْلُ اِرْمُوْا اِرْمِيُوْا فَاُسْكِنَتِ الْيَاءُ ثُمَّ حُذِفَتْ لِاجْتِمَاعِ السَّاكِنَيْنِ وَاَصْلُ اِرْمِيْ اِرْمِيِيْ فَاُسْكِنَتِ الْيَاءُ الْاَصْلِيَّةُ ثُمَّ حُذِفَتْ لِاجْتِمَاعِ السَّاكِنَيْنِ وَبِنُوْنِ التَّاكِيْدِ اِرْمِيَنَّ اِرْمِيَانِّ اِرْمُنَّ اِرْمِنَّ اِرْمِيَانِّ اِرْمِيْنَانِّ وَبِالْخَفِيْفَةِ اِرْمِيَنْ اِرْمُنْ اِرْمِنْ

﴿ترجمہ﴾: چھٹا باب ناقص کے بیان میں، اس کے آخر میں حرف کی کمی ہو جانے کی وجہ سے اس کو ناقص کہتے

ہیں اوراس کو ذُو الْاَرْبَــعَۃ یعنی چار حرفوں والا بھی کہتے ہیں اس لیے کہ وہ بوقت اخبار چار حرفوں والا بن جاتا ہے، جیسے رَمَیْتُ اور یہ ناقص فَعَلَ یَفْعِلُ کے باب سے نہیں آتا، اب اس کے میں ضمیر کے الحاق کے ساتھ یوں کہیں گے رَمٰی، رَمَیَا، رَمَوْا الخ رَمٰی کی اصل رَمَیَ تھی تو یاء کو الف سے بدل دیا گیا جیسا کہ قَالَ میں ہوا کہ اس کی اصل قَوَلَ تھی اور رَمَوْا کی اصل رَمَیُوْا تھی پس یاء کو الف سے بدل دیا گیا تو اجتماع ساکنین ہوا تو الف کو حذف کر دیا گیا، اور ایسے ہی رَضُــوْا میں ہوا مگر یہ کہ وہاں ضاد کو ضمہ دیا گیا حذف کے بعد تاکہ خروج لازم نہ آئے کسرہ سے واؤ کی طرف اور رَمَتْ کی اصل رَمَیَتْ ہے، پس یاء کو حذف کیا گیا جیسا کہ رَمَوْا میں حذف کیا گیا اور رَمَتَا میں بھی یاء حذف کی گی اگر چہ اجتماع ساکنین نہیں اس لیے کہ اس میں اجتماع ساکنین تقدیراً ہے اور اس کی پوری تفصیل پہلے گذر چکی ہے قُوْلَا کی بحث میں۔ اور رَمَیْنَ میں تعلیل نہیں کی جائے گی جیسا کہ القول کی بحث میں گزر چکا، اور مضارع یَرْمِیْ اس کی اصل یَرْمِیُ ہے یاء کو ضمہ کے ثقل کی وجہ سے ساکن کر دیا گیا اور تَرْمِیَان میں بھی تعلیل نہیں کی جائے گی اس لیے کہ اس کی حرکت خفیف ہے۔ یَرْمُوْنَ کی اصل یَرْمِیُوْنَ ہے پس یاء کو ساکن کر دیا گیا پھر اس کو التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا گیا اور میم کو ضمہ دے دیا گیا تاکہ خروج کسرہ سے ضمہ کی طرف لازم نہ آئے۔ اور رِجَال اور نساء (مذکر مؤنث) میں برابری رکھی گئی یَعْفُوْنَ کی مثل میں فرق تقدیری پر اکتفاء کرتے ہوئے اس لیے کہ واؤ نِسَــاء میں اصلی ہے اور نون تانیث کی علامت ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمان ''اِلَّا اَنْ یَّعْفُوْنَ میں نہیں گرائی جائے گی اور تَرْمِیْنَ کی اصل تَرْمِیِیْنَ ہے پس یاء کو ساکن کر دیا گیا پھر اجتماع ساکنین ہوا تو حذف کر دیا گیا اور وہ مشترک ہے لفظ ہونے میں باوجود جمع مؤنث ہونے کے اور حرف جازم داخل کیا جائے تو یاء علامت جزمی کی وجہ سے گر جائے گی جیسے لَمْ یَرْمِ اور اسی وجہ سے حالت رفع میں بھی وقف کرنے کے لیے گرائی جاتی ہے اللہ کے فرمان وَالَّیْلِ اِذَا یَسْرِ اور نصب دیا جاتا ہے کہ جب کوئی ناصب داخل ہو جائے جیسے لَنْ یَّرْمِیَ اور لَنْ یَّخْشٰی کی مثل فعل میں نصب نہیں دیا جائے گا اس لیے کہ الف حرکت کا احتمال نہیں رکھتی۔ اور اس سے اَمر اِرْمِ الخ آتا ہے۔ اس کی اصل اِرْمِیْ ہے پس یاء کو علامتِ وقف کی غرض سے حذف کر دیا گیا اور اِرْمُـــوْا کی اصل اِرْمِیُـــوْا ہے۔ پس یاء کو ساکن کر دیا گیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا گیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا گیا۔ اور نون تاکید کے ساتھ یہ اس طرح استعمال ہوتا ہے اِرْمِیَــنَّ ، اِرْمِیَـــانِّ، اِرْمُنَّ، اِرْمِنَّ، اِرْمِیَانِّ، اِرْمِیْنَانِّ ، اور نون خفیفہ کے ساتھ یوں استعمال ہوتا ہے اِرْمِیَنْ، اِرْمُنْ اِرْمِنْ۔''

﴿تشریح﴾:

یُقَالُ لَہٗ نَاقِصٌ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

ناقص کی وجہ تسمیہ:

﴿سوال﴾: ناقص کی وجہ تسمیہ بیان کریں؟

﴿جواب﴾: ناقص کو ناقص اس لیے کہتے ہیں کہ اس کے آخر میں بعض اوقات حروف کے اعتبار سے اور بعض اوقات حرکت کے اعتبار سے کمی واقع ہوتی ہے۔ جیسے یَدْعُوْ اور یَرْمِیْ (فعل) میں اور اَلْقَاضِیْ (اسم) میں حالت رفع اور جر حرکت کے اعتبار سے کمی واقع ہوئی اور دَعَتْ اور رَمَتْ اور اسی طرح لَمْ یَدْعُ، لَمْ یَرْمِ نیز اِرْمِ میں حروف کی کمی واقع ہوئی اور اسم میں حروف کی کمی کی مثال جَاءٍ اور قَاضٍ وغیرہ ہے۔

لِاَنَّہٗ یَصِیْرُ عَلٰی اَرْبَعَۃِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ناقص کو ذوار بعہ کیوں کہتے ہیں؟

﴿جواب﴾: ناقص کو ذوار بعہ اس لئے کہتے ہیں کہ متکلم وغیرہ کے صیغوں میں اس کے حروف چار ہوتے ہیں۔

ناقص کن کن ابواب سے آتا ہے؟

وَھُوَ لَایَجِیْءُ مِنْ بَابِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ناقص کن کن ابواب سے آتا ہے؟

﴿جواب﴾: ناقص پانچ ابواب سے آتا ہے۔ لیکن فَعِلَ یَفْعِلُ یعنی حَسِبَ یَحْسِبُ سے نہیں آتا۔

اَصْلُ رَمٰی رَمَیَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: رَمٰی کی تعلیل کریں۔

﴿جواب﴾: رَمٰی اصل میں رَمَیَ تھا، یاء متحرک ماقبل مفتوح ہے اسے الف سے بدلا، تو رَمٰی ہوگیا۔

وَاَصْلُ رَمَوْا رَمَیُوْا الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: رَمَوْا اصل میں کیا تھا؟ اور اس میں تعلیل کس طرح ہوئی؟

﴿جواب﴾: رَمَوْا اصل میں رَمَیُوْا تھا یاء متحرک ماقبل مفتوح تھا، تو یاء کو الف سے بدلا تو دو ساکن جمع ہو گئے، تو الف کر دیا تو رَمَوْا ہو گیا۔

کَذٰلِکَ رَضُوْا اِلَّا اَنَّہٗ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾ کیا رَمَوْا اور رَضُوْا کی تعلیل میں کچھ فرق ہے؟

﴿جواب﴾: رَضُوْا اصل میں رَضِیُوْا تھا، یاء پر ضمہ ثقیل تھا اسے ساکن کر دیا، دو ساکن جمع ہو گئے یاء کو حذف کر دیا پھر ضاد کو ضمہ دے دیا تا کہ کسرہ سے واؤ کی طرف خروج لازم نہ آئے۔

وَاَصْلُ رَمَتْ رَمَيَتْ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: رَمَتْ کی تعلیل تحریر کریں؟

﴿جواب﴾: رَمَتْ اصل میں رَمَيَتْ تھا، یاء متحرک ماقبل مفتوح تھا تو یاء کو الف سے بدلا تو دو ساکن جمع ہو گئے ،پس الف کو گرایا تو رَمَتْ ہو گیا۔

وَتُحْذَفُ فِیْ رَمَتَا الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: رَمَتَا اصل میں رَمَيَتَا تھا، یاء کو الف سے بدلنے کی صورت میں دو ساکن جمع نہیں ہوتے، تو پھر کیوں کو گرایا گیا؟

﴿جواب﴾: یہاں اگرچہ بظاہر تاء متحرک ہے لیکن حقیقت میں وہ ساکن ہے۔

وَلَایُعَلُّ رَمَيْنَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: رَمَيْنَ میں تعلیل کیوں نہیں کی گئی؟

﴿جواب﴾: رَمَيْنَ میں یاء ساکن ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے ثقل پیدا نہیں ہوتا اس لیے اسے حذف نہیں کیا گیا۔

یَرْمِیْ اَصْلُہٗ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: یَرْمِیْ کی تعلیل بیان کریں؟

﴿جواب﴾: یَرْمِیْ اصل میں یَرْمِیُ تھا، پھر یاء پر ضمہ ثقیل تھا اسے گرا دیا تو یَرْمِیْ ہو گیا۔

وَلَایُعَلُّ فِیْ تَرْمِیَانِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: تَرْمِیَانِ میں تعلیل نہ ہونے کی کیا وجہ ہے؟

﴿جواب﴾: چونکہ یہاں یاء کی حرکت خفیف ہے لہٰذا یہاں تعلیل نہیں ہوگی۔

اَصْلُ یَرْمُوْنَ یَرْمِیُوْنَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: یَرْمُوْنَ اصل میں کیا تھا اس کی تعلیل کیجئے؟

﴿جواب﴾: یَرْمُوْنَ کی اصل میں یَرْمِیُوْنَ تھی، یاء پر ضمہ ثقیل تھا اسے گرا دیا، اب اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء کو گرا دیا پھر میم کو ضمہ دیا تا کہ کسرہ سے واؤ کی طرف خروج لازم نہ آئے۔

وَسُوِّیَ بَیْنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: یَعْفُوْنَ مذکر و مؤنث دونوں کے لیے آتا ہے فرق کیسے ہوگا؟

﴿جواب﴾: یہاں تقدیری فرق ہوگا یعنی مذکر کا صیغہ اصل میں یَعْفُوُوْنَ اور مؤنث کا صیغہ یَعْفُوْنَ ہوگا، مؤنث کے صیغے میں واؤ اصلی ہے اور نون علامت تانیث ہے جبکہ مذکر کے صیغے میں واؤ ضمیر جمع اور نون اعرابی ہے، اور چونکہ مؤنث

کے صیغے میں نون علامت تانیث ہے، نون اعرابی نہیں ہے، اس لیے ارشاد باری تعالیٰ اِلَّآ اَنْ یَّعْفُوْنَ میں اَنْ ناصبہ کے باوجود نون نہیں گرتا۔

وَاَصْلُ تَرْمِیْنَ تَرْمِیِیْنَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: تَرْمِیْنَ کون سا صیغہ ہے اور اس میں تعلیل کس انداز میں ہوئی؟

﴿جواب﴾: تَرْمِیْنَ واحد مؤنث حاضر اور جمع مؤنث حاضر دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے، جمع مؤنث حاضر اصل میں بھی "تَرْمِیْنَ" ہی ہے، البتہ واحد مؤنث حاضر اصل میں تَرْمِیِیْنَ تھا یاء کو ساکن کیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے اسے گرادیا تو تَرْمِیْنَ ہوگیا۔

وَاِذَادَخَلَتِ الْجَازِمُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اگر ناقص پر حرف جزم آجائے تو وہ کیا عمل کرے گا؟

﴿جواب﴾: ناقص پر حرف جزم داخل ہونے سے حرف علت گر جاتا ہے جیسے لَمْ یَرْمِ جو کہ اصل میں یَرْمِیْ تھا، حالت رفع میں وقف کی صورت میں بھی گر جاتا ہے مثلاً وَاللَّیْلِ اِذَا یَسْرِ جو کہ اصل میں یَسْرِیْ تھا۔

وَتَنْصِبُ اِذَادَخَلَتِ النَّاصِبِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ناقص پر حرف ناصب داخل ہو تو کیا عمل ہوگا؟

﴿جواب﴾: جب ناقص پر حرف ناصب داخل ہوتا ہے تو اس کا آخر منصوب ہو جاتا ہے جیسے لَنْ یَّرْمِیَ البتہ لَنْ یَّخْشٰی میں ایسا نہیں ہوتا کیونکہ اس کا آخری حرف! حرکت کو برداشت نہیں کرسکتا۔

اَصْلُهٗ اِرْمِیْ فَحُذِفَتْ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اِرْمِ کی تعلیل کیجئے؟

﴿جواب﴾: اِرْمِ اصل میں اِرْمِیْ تھا، علامت وقف کے طور پر یاء گرگئی، تو اِرْمِ ہوگیا۔

وَاَصْلُ اِرْمُوْا اِرْمِیُوْا الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اِرْمُوْا اصل میں کیا تھا۔

﴿جواب﴾: اِرْمُوْا اصل میں اِرْمِیُوْا تھا...... یاء پر ضمہ ثقیل تھا اس کو گرادیا اب اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء کو بھی گرادیا۔ پھر میم کو ضمہ دیا تاکہ کسرہ سے واؤ کی طرف خروج لازم نہ آئے، اِرْمُوْا ہوگیا۔

وَاَصْلُ اِرْمِیْ اِرْمِیِیْ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اِرْمِیْ کی تعلیل کیجئے؟

﴿جواب﴾: اِرْمِیْ اصل میں "اِرْمِیِیْ" تھا...... یاء کو ساکن کرکے اجتماع کی وجہ سے گرادیا، تو اِرْمِیْ ہوگیا۔

﴿نوٹ﴾:۔ یہاں اصلی یاء حذف ہوگی، کیونکہ دوسری یاء جو کہ علامت ہے، وہ حذف نہیں ہوتی۔

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

﴿عبارت﴾: اَلْفَاعِلُ رَامٍ اِلٰی اٰخِرِہٖ اَصْلُہٗ رَامِیٌ فَاُسْکِنَتِ الْیَاءُ فِیْ حَالَتَیِ الرَّفْعِ وَالْجَرِّ ثُمَّ حُذِفَتْ لِاجْتِمَاعِ السَّاکِنَیْنِ وَلَاتُسْکَنُ فِیْ حَالَۃِ النَّصْبِ لِخِفَّۃِ النَّصْبِ اَصْلُ رَامُوْنَ رَامِیُوْنَ فَاُسْکِنَتِ الْیَاءُ ثُمَّ حُذِفَتْ لِاجْتِمَاعِ السَّاکِنَیْنِ ثُمَّ ضُمَّ الْمِیْمُ لِاسْتِدْعَاءِ الْوَاوِ وَاِذَا اَضَفْتَ التَّثْنِیَۃَ اِلٰی نَفْسِكَ فَقُلْتَ رَامِیَایَ فِیْ حَالَۃِ الرَّفْعِ وَرَامِیَیَّ فِیْ حَالَۃِ النَّصْبِ وَالْجَرِّ بِاِدْغَامِ عَلَامَۃِ النَّصْبِ وَالْجَرِّ فِیْ یَاءِ الْاِضَافَۃِ وَاِذَا اَضَفْتَ الْجَمْعَ فَقُلْتَ رَامِیَّ فِیْ جَمِیْعِ الْاَحْوَالِ وَاَصْلُہٗ فِیْ حَالَۃِ الرَّفْعِ رَامُوْیَ فَاُدْغِمَتْ لِاَنَّہٗ اجْتَمَعَ الْحَرْفَانِ مِنْ جِنْسٍ وَّاحِدٍ فِی الْعِلِّیَّۃِ وَجُعِلَ الْوَاوُ یَاءً لَا الْیَاءُ وَاوًا لِلْخِفَّۃِ وَلِاسْتِدْعَاءِ الْمُدْغَمِ فِیْہِ ثُمَّ قُلِبَتْ ضَمَّۃُ مَاقَبْلَہَا کَسْرَۃً لِلْمُوَافَقَۃِ وَلِئَلَّا یَلْزَمَ الْخُرُوْجُ مِنَ الضَّمَّۃِ اِلَی الْیَاءِ اَلْمَفْعُوْلُ مَرْمِیٌّ اِلٰی اٰخِرِہٖ اَصْلُہٗ مَرْمُوْیٌ فَاُدْغِمَ کَمَا اُدْغِمَ فِیْ رَامِیَّ وَاِذَا اَضَفْتَ التَّثْنِیَۃَ اِلٰی یَاءِ الْاِضَافَۃِ فَقُلْتَ مَرْمِیَّایَ فِی الرَّفْعِ وَفِیْ حَالَۃِ النَّصْبِ وَالْجَرِّ مَرْمِیَّیَّ اَیْضًا بِاَرْبَعِ یَاآتٍ فِیْ کُلِّ الْاَحْوَالِ وَاِذَا اَضَفْتَ الْجَمْعَ فَقُلْتَ مَرْمِیِّیَّ اَیْضًا بِاَرْبَعِ یَاآتٍ فِیْ کُلِّ الْاَحْوَالِ اَلْمَوْضِعُ مَرْمًی اَلْاَصْلُ فِیْہِ اَنْ یَّاْتِیَ عَلٰی وَزْنِ مَفْعِلٍ اِلَّا اَنَّہُمْ فَرُّوْا عَنْ تَوَالِی الْکَسْرَاتِ اَلْاٰلَۃُ مِرْمًی اَلْمَجْہُوْلُ رُمِیَ یُرْمٰی اِلٰی اٰخِرِہٖ وَلَا یُعَلُّ لِخِفَّۃِ الْفَتْحَۃِ وَاَصْلُ یُرْمٰی یُرْمَیُ فَقُلِبَتِ الْیَاءُ اَلِفًا کَمَا فِیْ رَمٰی وَحُکْمُ غَزَا یَغْزُوْ مِثْلُ رَمٰی یَرْمِیْ فِیْ کُلِّ الْاَحْکَامِ اِلَّا اَنَّہُمْ یُبَدِّلُوْنَ الْوَاوَ یَاءً فِیْ نَحْوِ اَغْزَیْتَ تَبَعًا لِیُغْزِیْ مَعَ اَنَّ الْیَاءَ مِنْ حُرُوْفِ الْاِبْدَالِ وَحُرُوْفُہَا قَوْلُكَ اِسْتَنْجَدَہٗ یَوْمَ صَالَ زَطٌّ اَلْہَمْزَۃُ اُبْدِلَتْ وُجُوْبًا مُطَّرِدًا مِنَ الْاَلِفِ بَعْدَ الْاَلِفِ فِیْ نَحْوِ صَحْرَاءِ وَہَمْزَتُہَا اَلِفٌ فِی الْاَصْلِ کَاَلِفِ سُکْرٰی ثُمَّ زِیْدَتْ قَبْلَہَا اَلِفٌ لِمَدِّ الصَّوْتِ ثُمَّ جُعِلَتْ ہَمْزَۃً لِوُقُوْعِہَا طَرَفًا بَعْدَ اَلِفٍ زَائِدَۃٍ وَمِنْ ثَمَّ لَایَجُوْزُ جَعْلُہَا ہَمْزَۃً فِیْ صَحَارٰی یَعْنِیْ لَوْ کَانَتْ فِی الْاَصْلِ ہَمْزَۃً لَجَازَ صَحَارٰی بِالْہَمْزَۃِ فِیْ صُوْرَۃٍ مَّا کَمَا یَجُوْزُ فِیْ نَحْوِ خَطِیْئَۃٍ وَمِنَ الْوَاوِ وُجُوْبًا مُطَّرِدًا فِیْ نَحْوِ اَوَاصِلَ فِرَارًا عَنِ اجْتِمَاعِ الْوَاوَاتِ وَنَحْوِ قَائِلٍ کَمَا مَرَّ وَنَحْوِ کِسَاءٍ لِوُقُوْعِ الْحَرَکَاتِ الْمُخْتَلِفَۃِ عَلَی الْوَاوِ وَمِنَ الْیَاءِ وُجُوْبًا مُطَّرِدًا نَحْوُ بَائِعٍ کَمَا مَرَّ وَجَوَازًا مُطَّرِدًا عَنِ الْوَاوِ الْمَضْمُوْمَۃِ نَحْوُ اُجُوْہٍ وَاَدْؤُرٍ لِثِقْلِ الضَّمَّۃِ عَلَی الْوَاوِ وَمِنَ الْوَاوِ وَغَیْرِ

اَلْمَضْمُوْمَةِ نَحْوُ اِشَاحٍ وَّاَحَدٌ وَاَحَّدَ فِي الْحَدِيْثِ وَمِنَ الْيَاءِ فِيْ قَطَعَ اللّٰهُ اَدَيْهُ لِثِقْلِ الْحَرْكَةِ عَلَى الْيَاءِ وَمِنَ الْهَاءِ نَحْوُ مَاءٍ اَصْلُهٗ مَاهٌ وَمِنْ ثَمَّ يَجِيْءُ جَمْعُهٗ مِيَاهٌ وَمِنَ الْاَلِفِ نَحْوُ فَقَدْ هَيَّجَتْ شَوْقَ الْمُشْتَاقِ وَنَحْوُ قَرَاءَةٌ مِنْ قَرَأَ وَلَا الضَّالِّيْنَ وَمِنَ الْعَيْنِ نَحْوُ اَبَابٍ اَصْلُهٗ عِبَابٌ اَيِ اجْتِمَاعُ الْمَاءِ فِيْ نَحْوِ اَبَابِ بَحْرٍ ضَاحِكٍ زَهُوْقٍ لِاتِّحَادِ مَخْرَجِهِنَّ

﴿ترجمہ﴾: ''اوراس سے فاعل رَامٍ آتا ہے،اس کی اصل رَامِیٌ ہے پس یاء کو ساکن کردیا رفع اور جر دونوں حالتوں میں پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کردیا اور حالت نصب میں نصب کے خفیف ہونے کی وجہ سے ساکن نہیں کیا گیا۔ اور رَامُوْنَ کی اصل رَامِیُوْنَ تھی۔ پس یاء کو ساکن کردیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا گیا پھر میم کو واؤ مطالبہ کرنے کی وجہ سے ضمہ دے دیا تو رَامُوْنَ ہوگیا،اور جب آپ تثنیہ کے کلمہ کو اپنی یعنی یائے متکلم کی طرف مضاف کریں گے تو آپ یوں کہیں گے رَامِیَایَ حالت رفع میں اور رَامِیَیَّ حالت نصب اور حالت جر میں ادغام کے ساتھ یعنی نصب اور جر کی حالت میں کلمہ کی یاء کا یائے متکلم میں ادغام ہوگا۔ اور جب جمع کے کلمہ کی اضافت کریں گے یائے متکلم کی طرف تو یوں کہیں گے رَامِیَّ تمام احوال میں اوراس کی اصل حالت رفع میں رَامُوْیَ ،پس ادغام کردیا گیا اس لیے دو حرف ایک جنس کے حرف علت میں جمع ہوئے اور واؤ کو یاء سے بدل دیا گیا واؤ کے خفیف ہونے اور ماقبل کے مدغم فیہ ہونے کے مطالبے کی وجہ سے پھر اس کے ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا گیا موافقت کی وجہ سے تاکہ ضمہ سے یاء کی طرف خروج لازم نہ آئے۔ اوراس سے مفعول مَرْمِیٌّ آتا ہے اس کی اصل مَرْمُوْیٌ ہے پس یہاں بھی اسی طرح بھی ادغام کیا گیا کہ جس طرح رَامِیَّ کیا گیا اور جب آپ تثنیہ کے کلمے کی یائے متکلم کی طرف اضافت کریں گے تو یوں کہیں گے مَرْمِیَّایَ حالت رفع میں جب کی نصب اور جر کی حالت میں مَرْمِیَّیَّ کہیں گے چار یاؤں کے ساتھ اور جب جمع کے کلمے کی اضافت کریں گے تو آپ یوں کہیں گے مَرْمِیِّیَّ یہ بھی چار یاؤں کے ساتھ آئے تمام احوال میں اور اسم ظرف اس سے مَرْمًی آتا ہے اس میں اصل یہ ہے کہ یہ مفعول کے وزن پر آتا ہے مگر یہ کہ وہ لوگ لگاتار کسروں سے بچنے کی خاطر دوسری جانب چلے گئے اور اسم آلہ اس سے مِرْمًی آتا ہے اور مجہول اس سے رُمِیَ یُرْمٰی الخ آتا ہے۔ اور فتحہ کے خفیف ہونے کی وجہ سے اعلال نہیں ہوگا۔ اور یُرْمٰی کی اصل یُرْمَیُ تھی۔ پس یاء کو الف سے بدل دیا گیا جیسا کہ رَمٰی میں تھا اور غَزَا یَغْزُوْ کا حکم رَمٰی یَرْمِیْ کی طرح ہی ہے تمام احکام میں، مگر یہ کہ انہوں نے واؤ و یاء سے تبدیل کیا ہے اَغْزَیْتُ جیسی مثالوں میں یُغْزِیْ کی اتباع کرتے ہوئے باوجود اس کے کہ یاء حروف ابدال میں سے ہے اور اس کے حروف آپ کے قول کے مطابق اس طرح ہیں اَسْتَنْجَدَهٗ یَوْمَ صَالَ زَطٌّ ہمزہ کو باوجود بدل دیا جاتا ہے الف سے الف کے بعد واقع ہونے کے وقت جیسے کہ صَحْرَاء میں اور اس کا ہمزہ الف ہے اصل میں الف ہے سُکْرٰی کے الف کی

طرح پھر اس سے پہلے آواز کو لمبا کرنے کی وجہ سے الف کو زیادہ کر دیا گیا پھر اس کو ہمزہ بنا یا دیا گیا طرف میں واقع ہونے کی وجہ سے الف زائدہ کے بعد اور اسی وجہ سے اس کا ہمزہ بنانا صَحَادِیٌ میں جائز نہیں ہے یعنی اگر اصل میں ہوتا تو صَحَادِیٌ میں جائز تھا کسی صورت میں۔ جیسا کہ خَطِیَّۃٌ کی مثل میں خَطِیئَۃٌ جائز ہے اور واؤ سے بدلا جاتا ہے وجوبا موافقت کی وجہ سے اَوَاصِلُ جیسی مثال میں واوات کے اجتماع سے احتراز کرتے ہوئے اور جیسے قَائِلٌ جیسا کہ گذرا چکا ہے اور جیسے کِسَاءٌ میں واؤ پر مختلف حرکات داخل ہونے کی وجہ سے اور یاء سے وجوبا بدلا جاتا ہے بَائِعٌ جیسے مثال کی موافقت میں جیسا کہ گزر چکا ہے اور مطرد اجواز واؤ مضمومہ سے (جب واؤ مضموم ہو تو اسے ہمزہ سے بدلنا قیاس کے مطابق ہے البتہ جائز ہے واجب نہیں) جیسے اجوہ اور ادور واؤ پر ضمہ کے ثقیل ہونے کی وجہ سے، اور واؤ سے بدلا جاتا ہے غیر مضموم ہونے کی حالت میں جیسے اِشَاحٌ اور اَحَّدْ جیسے کہ اَحِّدْ حدیث میں بھی آیا ہے (کہ سیدنا سعید بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ کو حضور ﷺ نے دیکھا کہ وہ تشہد پڑھتے ہوئے دو انگلیوں سے اشارہ کرر ہے ہیں تو آقائے دو جہاں ﷺ نے انہیں فرمایا اَحِّدْ اَحِّدْ کہ ایک انگلی کے ساتھ اشارہ کرو) اور یاء کو کبھی ہمزہ سے بدل دیا جاتا ہے جیسے قَطَعَ اللّٰہُ اَدَیْہِ میں یاء پر حرکت کے ثقیل ہونے کی وجہ سے اور کبھی ھاء کو ہمزہ سے بدل دیا جاتا ہے۔ جیسے مَاءٌ کہ اس کی اصل مَاہٌ ہے، کبھی الف کو ہمزہ سے تبدیل کرتے ہیں لیکن غیر مطرد یعنی خلاف قیاس جیسے ھَیَّجَتْ شَوْقَ الْمُشْتَاقِ (اس عورت نے مشتاق کے شوق کو برانگیختہ کیا، اس مثال میں مُشْتَاق کے الف کو ہمزہ سے بدلا گیا ہے، کہ یہ اصل میں مُشْتَوِقٌ ہے واؤ متحرک ما قبل مفتوح تو اس واؤ کو الف سے تبدیل کر دیا تو مُشْتَاقٌ ہو گیا پھر الف کو ہمزہ سے تبدیل کیا تو مُشْتَأَقٌ ہو گیا) اور اس شخص کی قرأت کہ جس نے وَلَا الضَّأَلِّیْن کہا، یعنی بعض قرأت میں ضاد کے بعد ہمزہ مفتوح پڑھا جاتا ہے۔ کبھی عین کو ہمزہ سے بدلا جاتا ہے، ان کے مخرج کے متحد ہونے کی وجہ سے، جیسے عُبَاب (پانی کا جمع ہونا) کو اُبَاب کہا جاتا ہے ان دونوں کے مخرج کے متحد ہونے کی وجہ سے۔'' جیسے کہا جاتا ہے بَحْرٌ ضَاحِكٌ زَھُوْقٌ کہ سمند کی موجیں ٹھاٹھیں مار رہی ہیں۔

﴿تشریح﴾:

رَامٍ اِلٰی اٰخِرِہٖ اَصْلُہ النخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

اسم فاعل رَامٍ کی تعلیل:

﴿سوال﴾: رَامٍ (اسم فاعل) میں تعلیل کی کیا صورت ہے؟

﴿جواب﴾: رَامٍ اصل میں رَامِیٌ تھا حالت رفع اور حالت جر میں یاء کو ساکن کیا تو اجتماع ساکنین ہو گیا کیونکہ یاء بھی ساکن ہے اور نون تنوین بھی، اس لیے یاء کو گرا دیا رَامٍ ہو گیا۔

وَلَاتُسَكَّنُ فِيْ حَالَةِ النَّصب الخ : سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: حالت نصب (مَثَلًا رَاَیْتُ رَامِیًا) میں یار کو ساکن کیوں نہیں کرتے؟

﴿جواب﴾: اس لیے کہ فتحہ خفیف حرکت ہے اور حرف علت کو ثقل کی وجہ سے ساکن کیا جاتا ہے۔

اَصْلُ رَامُوْنَ رَامِیُوْنَ الخ : سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: رَامُوْنَ اصل میں کیا تھا اور یہاں تعلیل کیسے ہوئی؟

﴿جواب﴾: رَامُوْنَ اصل میں رَامِیُوْنَ تھا یاء کو ساکن کیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء کو گرادیا۔ اب میم کو ضمہ دیا کیونکہ واؤ اپنے ماقبل ضمہ کو چاہتی ہے۔

وَاِذَا اَضَفْتَ التَّثْنِیَۃَ اِلٰی الخ : سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: رَامِیَانِ کو یائے متکلم کی طرف مضاف کریں تو کیسے پڑھیں گے؟

﴿جواب﴾: رَامِیَانِ حالت رفع میں رَامِیَانِ اور حالت نصب وجر میں رَامِیَیْنِ ہوگا، یائے متکلم کی طرف اضافت کی وجہ سے تثنیہ کا نون گر جائے گا تو حالت رفع میں رَامِیَایَ اور حالت نصب وجر میں رَامِیَیَّ ہوجائے گا (کیونکہ نصب اور جر حالت میں یاء کا یاء میں ادغام ہوجائے گا)۔

وَاِذَا اَضَفْتَ الْجَمْعَ الخ : سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اسم فاعل جمع (رَامِیُوْنَ) کو یائے متکلم کی طرف مضاف کر کے تینوں حالتوں میں رَامِیَّ پڑھتے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟

﴿جواب﴾: جمع کا صیغہ تعلیل کے بعد حالت رفع میں رَامُوْنَ اور نصب وجر کی حالت میں رَامِیْنَ ہوتا ہے، اضافت کی وجہ سے جمع کا نون گر جاتا ہے لہٰذا حالت رفع میں رَامُوْیَ ہوگیا، واؤ اور یاء اکٹھے ہوئے، اوران میں پہلا ساکن ہے ،لہٰذا واؤ کو یاء سے بدل کر ادغام کیا رَامُیَّ ہوگیا، اب یاء کی وجہ سے میم کو کسرہ دیا تو رَامِیَّ ہوگیا۔ نصب اور جر کی حالت میں رَامِیْنَ تھا، اضافت کی وجہ سے نون گر گیا تو رَامِیَّ ہوگیا، اس طرح تینوں حالتوں میں رَامِیَّ ہوگیا۔

جُعِلَ الْوَاوُ یَاءً لَا الخ : سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: حالت رفع میں واؤ کو یاء سے بدلا اس کے برعکس کیوں نہیں کیا؟

﴿جواب﴾: اس لیے کہ یاء خفیف ہے، نیز یہ مدغم فیہ ہے اس لیے اسے نہیں بدلا گیا۔

مَرْمِیٌّ اِلٰی اٰخِرِہٖ اَصْلُہٗ الخ : سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

اسم مفعول مَرْمِیٌّ کی تعلیل:

﴿سوال﴾: اسم مفعول مَرْمِیٌّ اصل میں کیا تھا اوراس کی تعلیل کیسے ہوئی؟

﴿جواب﴾: مَرْمِيٌّ اصل میں مَرْمُوْیٌ تھا واؤ کو یاء سے بدل کر ادغام کیا مَرْمُیٌّ ہو گیا، پھر یاء کی مناسبت سے میم کو کسرہ دیا تو مَرْمِیٌّ ہو گیا۔

وَاِذَا اَضَفْتَ التَّثْنِیَۃَ اِلٰی الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اسم مفعول کے صیغہ تثنیہ (مَرْمِیَّانِ) کو یائے متکلم کی طرف مضاف کریں تو کیسے پڑھیں گے؟

﴿جواب﴾: اضافت کی وجہ سے تثنیہ کا نون گر جاتا ہے لہٰذا اب حالت رفع میں مَـرْمِیَّـایَ اور نصب وجر کی حالت مَـرْمِیَّـيَّ پڑھیں گے یعنی یاء چار بار ہوگی، ایک یاء واؤ سے بدل کر آئی ہے، دوسری یاء لام کلمہ ہے، تیسری یاء تثنیہ کی علامت ہے اور چوتھی یائے متکلم کی ہے۔

وَاِذَا اَضَفْتَ الْجَمْعَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اسم مفعول جمع مذکر کے صیغہ (مَرْمِیُّوْنَ) کو یائے متکلم کی طرف مضاف کریں تو کیسے پڑھیں گے؟

﴿جواب﴾: مَرْمِیُّوْنَ حالت رفعی ہے جبکہ حالتِ نصبی وجری میں مَرْمِیِّیْنَ پڑھتے ہیں، اضافت کی وجہ سے جمع کا نون گر جائے گا۔ اب حالت رفعی میں واؤ یاء سے بدل کر ادغام ہوگا، حالت نصب وجر میں پہلے سے تین یاء موجود ہیں چوتھی یائے متکلم کی ہوگی تو تینوں حالتوں میں چار یاء کے ساتھ مَرْمِیِّيَّ پڑھیں گے۔

اسم ظرف کی تعلیل:

مَرْمًی اَلْاَصْلُ فِیْہِ ان الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اسم ظرف کی تعلیل تحریر کریں؟

﴿جواب﴾: اسم ظرف مَـرْمَـیٌ اصل میں مَـرْمَـیٌ تھا، یاء ضمہ ثقیل تھا، اسے گرا دیا، اب یاء اور نون تنوین دو ساکن جمع ہوئے تو یاء کو گرا دیا مَرْمًی ہو گیا۔

اَلْاَصْلُ فِیْہِ اَنْ یَّاْتِیَ الخ:: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: یہ (مَرْمًی) باب فَعَلَ یَفْعِلُ سے ہے اس لیے اسم ظرف مَفْعِلٌ کے وزن پر مَرْمِیٌّ ہونا چاہیے تھا مَفْعَلٌ کے وزن پر کیوں آ رہا ہے؟

﴿جواب﴾: اگر (دوسری) میم کو کسرہ دیتے تو تین کسرے اکٹھے ہو جاتے، کیونکہ یاء دو کسروں کے برابر ہے اور عین کلمہ بھی مکسور ہوتا، لہٰذا توالی کسرات سے بچنے کے لیے عین کلمہ کو فتحہ دے دیا۔

اسم آلہ کی تعلیل:

اَلْاٰلَۃُ مِرْمًی الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اسم آلہ کی تعلیل کریں؟

﴿جواب﴾: اسم آلہ مِرْمًی اصل میں مِرْمَیٌ تھا، پس اسم ظرف کی طرح تعلیل واقع ہوئی۔

وَلَا یُعَلُّ لِخِفَّۃِ الْفَتْحَۃ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: فعل ماضی مجہول میں تعلیل نہ ہونے کی کیا وجہ ہے؟

﴿جواب﴾: چونکہ ماضی مجہول رُمِیَ میں یاء پر فتحہ ہے جو خفیف حرکت ہے اس لیے تعلیل کی ضرورت نہیں۔

وَاَصْلُ یُرْمٰی یُرْمَیُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: یُرْمٰی مضارع مجہول میں کس طریقے پر ہوئی؟

﴿جواب﴾: یُرْمٰی اصل میں یُرْمَیُ تھا یاء متحرک ماقبل مفتوح ہے اسلئے یاء کو الف سے بدلا یُرْمٰی ہوگیا۔

وَحُکْمُ غَزَا یَغْزُوْ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: غَزَا یَغْزُوْ میں تعلیل کا کیا طریقہ ہے؟

﴿جواب﴾: غَزَا یَغْزُوْ میں رَمٰی یَرْمِیْ کی تعلیل ہوگی البتہ اس کے باب افعال میں مضارع یُغْزِیْ کی مناسبت سے ماضی میں بھی واؤ کو یاء سے بدل کر اَغْزَوْتَ کو اَغْزَیْتَ پڑھتے ہیں یعنی مضارع میں عین کلمہ مکسور ہونے کی وجہ سے واؤ کو یاء سے بدلتے ہیں لیکن ماضی میں تعلیل کا کوئی سبب نہیں صرف مضارع کی مناسبت سے واؤ کو یاء سے بدلا گیا اور یاء ان حروف سے ہے جن کو ایک دوسرے سے بدلا جاتا ہے۔

وَحُرُوْفُھَا قَوْلِكَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: حروف ابدال کون کون سے ہیں؟

﴿جواب﴾: حروف ابدال کا مجموعہ یہ ہے ''اَسْتَنْجِدُہٗ یَوْمَ صَالَ زَطٌّ'' (ء، س، ت، ن، ج، د، ہ، ی، و، م، ص، الف، ل، ز، ط) اِسْتِنْجَاد کا معنی مدد چاہنا ہے ''الصولۃ'' حملہ کرنے کو کہتے ہیں ''زط'' انسانوں کا ایک گروہ (زنگی) اس کا مطلب یہ ہے کہ جس دن زنگیوں نے حملہ کیا اس دن میں اس سے مدد چاہوں گا۔

اَلْھَمْزَۃُ اُبْدِلَتْ وُجُوْبًا الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: بعض اوقات الف کو ہمزہ سے بدلتے ہیں اور یہ بدلنا واجب بھی ہوتا ہے اور قیاس کے مطابق مثال بھی پیش کریں؟

﴿جواب﴾: اس کی مثال لفظ ''صَحْرَاءُ'' ہے اس کے آخر میں جو ہمزہ ہے وہ اصل میں الف تھا کیونکہ اصل میں یہ صَحْرٰی تھا آخر میں الف تانیث تھا جیسے حُبْلٰی اور سُکْرٰی میں ہے اس کے زیادہ استعمال کی وجہ سے لغت میں توسیع کرتے ہوئے بنائے مقصورہ کیساتھ ساتھ بنائے ممدودہ بنانے کیلئے اس الف سے پہلے ایک الف کا اضافہ کیا آخر والے الف کو

ہمزہ سے بدل دیا کیونکہ یہ الف الف زائدہ کے بعد طرف میں واقع تھا اور چونکہ یہ ہمزہ اصلی نہیں اس لئے اس کی جمع صَحَادِیُ کو کسی صورت میں بھی صَحَادِئُ نہیں پڑھ سکتے اگر یہ ہمزہ اصل ہوتا تو جس طرح خَطِیْئَۃٌ پڑھتے ہیں اسے بھی صَحَادِئُ پڑھ سکتے ہیں

وُجُوْبًا مُطَّرِدًا فِیْ نَحْوِ اَوَاصِل الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ایسی کوئی مثال بتائیں جس میں واؤ کو ہمزہ سے بدلنا واجب بھی ہو اور قیاس کے مطابق بھی؟

﴿جواب﴾: اَوَاصِلُ میں ہمزہ اصل میں واؤ تھا وَاصِلَۃٌ کی جمع (فَوَاعِلُ کے وزن پر) وَوَاصِلُ آتی ہے چونکہ عطف کی صورت میں تین واؤ جمع ہو جاتی ہیں اسلئے پہلی واؤ کو ہمزہ سے بدل دیا۔

اسی طرح قَائِلٌ اصل میں قَاوِلٌ تھا کِسَاءٌ اصل میں کِسَاوٌ تھا واؤ کو ہمزہ سے بدل دیا کِسَاءٌ ہو گیا قَائِلٌ اصل میں قَاوِلٌ تھا اس کی وجہ ماقبل میں بیان ہو چکی ہے کہ یہاں واؤ متحرک ماقبل مفتوح ہے وہ یوں کہ زائد الف کا اعتبار نہیں کرتے لہٰذا قَاوِلٌ میں واؤ کا ماقبل قاف اور کِسَاوٌ میں واؤ کا ماقبل سین ہوگا واؤ کو الف سے بدلنے کی صورت میں دو الف جمع ہو گئے اور یہ دونوں ساکن ہیں ان میں سے کسی الف کو گرانا ممکن نہیں لہٰذا دوسرے الف کو حرکت دے کر ہمزہ بنا دیا کِسَاءٌ میں واؤ کو گرانے کی وجہ یہ ہے کہ آخر میں ہونے کی وجہ سے اس پر مختلف حرکات آتی تھیں اس خرابی سے بچنے کیلئے واؤ کو ہمزہ سے بدل دیا۔

وَمِنَ الْیَاءِ وُجُوْبًا مُطَّرِدًا الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: یاء کو ہمزہ سے بدلنا واجب اور قیاس کے موافق ہو اس کی کوئی مثال بیان کریں۔

﴿جواب﴾: بَائِعٌ جو اصل میں بَایِعٌ تھا کی یاء کو ہمزہ سے بدل دیا اور اس کا طریقہ وہی ہے جو قَائِلٌ کی تعلیل کے ضمن میں بیان ہوا۔

وَجَوَازًا مُطَّرِدًا عَنِ الْوَاوِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: واؤ مضموم، واؤ غیر مضموم، یاء، ہاء، الف اور عین کو ہمزہ سے بدلنا جائز بھی ہے اور قیاس کے مطابق بھی اس کی مثالیں مع تعلیلات تفصیل سے بیان کریں۔

﴿جواب﴾: وُجُوْہٌ (وَجْہٌ کی جمع) اور اَدْوُرٌ (دَارٌ کی جمع) میں واؤ پر ضمہ ثقیل ہے لہٰذا اس واؤ کو ہمزہ سے بدل کر اُجُوْہٌ اور اَدْؤُرٌ پڑھنا جائز ہے۔ اِشَاحٌ اور اَحَدٌ اَحَدٌ میں ہمزہ واؤ غیر مضموم سے بدل کر آیا اور ایسا تخفیف کیلئے کیا گیا کیونکہ حرف علت پر کسرہ ثقیل ہوتا ہے۔

﴿نوٹ﴾: آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت سیدنا سعید بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حالت تشہد میں دو انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا ''اَحِّدْ اَحِّدْ'' ایک انگلی سے اشارہ کرو۔

یاء، ھاء، الف اور عین کو ہمزہ سے بدلنا:

☆ یَدَیْہِ میں چونکہ حرف علت یاء ضعیف ہے اور اس پر حرکت ثقل پیدا کرتی ہے لہٰذا یاء کو ہمزہ سے بدل کر اَدَیْہِ پڑھنا جائز ہے۔

☆ مَاءٌ اصل میں مَاہٌ تھا یہی وجہ ہے کہ اس کی جمع مِیَاہٌ ہاء کیساتھ آتی ہے چونکہ ہمزہ اور ہاء کا مخرج ایک ہے اس لئے آسانی کی خاطر ہاء کو ہمزہ سے بدل کر مَاءٌ پڑھتے ہیں۔

☆ الف کو ہمزہ سے بدلنے کی مثال "ھَیَّجْتَ شَوْقَ الْمُشْتَاقِ "میں لفظ مشتاق ہے اصل میں یہ مُشْتَوِقٌ (اسم فاعل) تھا واؤ متحرک ماقبل مفتوح واؤ کو الف سے بدلا مُشْتَاقٌ ہو گیا اب الف کو ہمزہ سے بدل کر مُشْتَأَقٌ پڑھنا جائز ہے اسی طرح جو لوگ وَلَا الضَّآلِّیْنَ میں ضاد کے بعد الف کی بجائے ہمزہ کو پڑھتے ہیں ان کے نزدیک بھی الف کو ہمزہ سے بدلا جاتا ہے اور یوں یہ وَلَا الضَّأَلِّیْنَ پڑھتے ہیں۔

☆ عین کو ہمزہ سے بدلنے کی مثال اُبَابٌ ہے یہ اصل میں عُبَابٌ تھا چونکہ ہمزہ، عین، الف اور ہاء کا مخرج ایک ہے (یعنی حلق) اس لئے یہ ایک دوسرے کیساتھ بدل جاتے ہیں۔ عُبَاب کا معنیٰ ہے پانی کا مجتمع ہونا، عظیم ہونا جیسے کہا جاتا ہے بَحْرٌ ضَاحِكٌ زَھُوْقٌ کہ سمند کی موجیں ٹھاٹھیں مار رہی ہیں۔ زَھُوْق (کنواں) ھَزُوْق بھی آیا ہے۔

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

﴿عبارت﴾: اَلسِّیْنُ اُبْدِلَتْ مِنَ التَّاءِ نَحْوُ اِسْتَخَذَ اَصْلُهٗ اِتَّخَذَ عِنْدَ سِیْبَوَیْهِ لِقُرْبِهِمَا فِی الْمَهْمُوْسِیَّةِ اَلتَّاءُ اُبْدِلَتْ مِنَ الْوَاوِ نَحْوُ تُخَمَةٍ وَاُخْتٍ لِقُرْبِ مَخْرَجِهِمَا وَمِنَ التَّاءِ نَحْوُ ثِنْتَانِ وَاسْنَتُوْا حَتّٰی لَا یَقَعَ الْحَرَكَةُ عَلَی الْیَاءِ وَمِنَ السِّیْنِ نَحْوُ سِتٌّ اَصْلُهٗ سُدْسٌ وَنَحْوِ عُمَرُ بْنُ یَرْبُوْعٍ شِرَارُ النَّاتِ وَمِنَ الصَّادِ نَحْوُ لِصَتٌّ لِقُرْبِهِنَّ فِی الْمَهْمُوْسَةِ وَمِنَ الْبَاءِ نَحْوُ الذِّعَالَةِ اَلنُّوْنُ اُبْدِلَتْ مِنَ الْوَاوِ نَحْوُ صَنْعَانِیٌّ لِقُرْبِ النُّوْنِ مِنْ حُرُوْفِ الْعِلَّةِ وَمِنَ اللَّامِ نَحْوُ لَعَنَّ لِقُرْبِهِمَا فِی الْمَجْهُوْرِیَّةِ اَلْجِیْمُ اُبْدِلَتْ مِنَ الْیَاءِ الْمُشَدَّدَةِ نَحْوُ اَبُوْ عَلِجٍّ حَتّٰی لَا یَقَعَ الْحَرَكَاتُ الْمُخْتَلِفَةُ عَلَی الْیَاءِ وَمِنْ غَیْرِ الْمُشَدَّدَةِ حَمْلًا عَلَی الْمُشَدَّدَةِ نَحْوُ لَاهُمَّ اِنْ كُنْتَ قَبِلْتَ حَجَّتَجِ فَلَا یَزَالُ شَاحِجٌ یَاْتِیْكَ بِجْ اَلدَّالُ اُبْدِلَتْ مِنَ التَّاءِ نَحْوُ فُزْدُ وَاَجْدَمَعُوْا لِقُرْبِ مَخْرَجِهِمَا اَلْهَاءُ اُبْدِلَتْ مِنَ الْهَمْزَةِ نَحْوُ هَرَقْتُ وَمِنَ الْاَلِفِ نَحْوُ حَیَّهَلَهْ وَاَنَهْ وَمِنَ الْیَاءِ فِیْ هٰذِهٖ اَمَةُ اللّٰهِ لِمُنَاسَبَتِهَا بِحُرُوْفِ الْعِلَّةِ فِی الْخَفَاءِ وَمِنْ ثَمَّ لَا تَمْنَعُ الْاِمَالَةَ فِیْ مِثْلِ لَنْ یَّضْرِبَهَا وَتَمْنَعُ فِیْ اَكَلْتُ عِنَبًا وَمِنَ التَّاءِ وُجُوْبًا مُطَّرِدًا فِیْ نَحْوِ طَلْحَةٍ لِلْفَرْقِ بَیْنَهَا وَبَیْنَ التَّاءِ الَّتِیْ فِی الْفِعْلِ

اَلْيَاءُ اُبْدِلَتْ مِنَ الْاَلِفِ وُجُوْبًا مُطَّرِدًا نَحْوُ مُفَيْتِحٍ وَمِنَ الْوَاوِ وُجُوْبًا مُطَّرِدًا نَحْوُ مِيْقَاتٍ لِكَسْرَةِ مَاقَبْلَهَا وَمِنَ الْهَمْزَةِ جَوَازًا مُطَّرِدًا نَحْوُ ذِيْبٍ وَمِنْ اَحَدِ طَرَفِي التَّضْعِيْفِ نَحْوُ تَقَضّٰى لَمَامَرَّ وَمِنَ النُّوْنِ نَحْوُ اَنَاسِيُّ وَدِيْنَارٍ لِقُرْبِ الْيَاءِ مِنَ النُّوْنِ وَمِنَ الْعَيْنِ نَحْوُ ضَفَادِيْ لِثِقْلِ الْعَيْنِ وَكَسْرَةِ مَاقَبْلَهَا وَمِنَ التَّاءِ نَحْوُ اِيْتَصَلْتُ لِاَنَّ اَصْلَهٗ وَاوٌ وَمِنَ الْبَاءِ نَحْوُ الثَّعَالِيْ وَمِنَ السِّيْنِ نَحْوُ السَّادِيْ وَمِنَ الثَّاءِ نَحْوُ الثَّالِيْ لِكَسْرَةِ مَاقَبْلَهَا اَلْوَاوُ اُبْدِلَتْ مِنَ الْاَلِفِ نَحْوُ ضَوَارِبَ لِقُرْبِهِمَا فِي الْعِلِّيَّةِ وَاجْتِمَاعِ السَّاكِنَيْنِ وَمِنَ الْيَاءِ نَحْوُ مُوْقِنٍ لِضَمَّةِ مَاقَبْلَهَا وَمِنَ الْهَمْزَةِ جَوَازًا مُطَّرِدًا نَحْوُ لُوْمٍ لِمَا مَرَّ اَلْمِيْمُ اُبْدِلَتْ مِنَ الْوَاوِ نَحْوُ فَمٍ اَصْلُهٗ فَوْهٌ لِاتِّحَادِ مَخْرَجِهِمَا وَمِنَ اللَّامِ نَحْوُ قَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ مِنَ امْبِرِّ امْصِيَامُ لِقُرْبِهِمَا فِي الْمَجْهُوْرِيَّةِ وَمِنَ النُّوْنِ السَّاكِنَةِ نَحْوُ عَمْبَرٍ وَمِنَ الْمُتَحَرِّكِ كَفِيْ نَحْوِ كَفَّكَ الْمُخْضَبِ الْبَنَامِ لِقُرْبِهِمَا فِي الْمَجْهُوْرِيَّةِ وَمِنَ الْبَاءِ نَحْوُ مَازِلْتُ رَاتِمًا لِاتِّحَادِ مَخْرَجِهِمَا اَلصَّادُ اُبْدِلَتْ مِنَ السِّيْنِ نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاَصْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ لِقُرْبِ مَخْرَجِهِمَا اَلْاَلِفُ اُبْدِلَتْ مِنْ اُخْتَيْهِمَا وُجُوْبًا مُطَّرِدًا نَحْوُ قَالَ وَبَاعَ وَمِنَ الْهَمْزَةِ جَوَازًا مُطَّرِدًا نَحْوُ رَاسٍ كَمَا مَرَّ اَللَّامُ اُبْدِلَتْ مِنَ النُّوْنِ نَحْوُ اُصَيْلَالٍ وَمِنَ الضَّادِ نَحْوُ الْطَعَجَ لِاتِّحَادِهِنَّ فِي الْمَجْهُوْرِيَّةِ اَلزَّاءُ اُبْدِلَتْ مِنَ السِّيْنِ نَحْوُ يَزْدِلُ وَمِنَ الصَّادِ نَحْوُ قَوْلِ الْحَاتِمِ هٰكَذَا فَزْدِيْ اَلطَّاءُ اُبْدِلَتْ مِنَ التَّاءِ وُجُوْبًا مُطَّرِدًا فِي الْاِفْتِعَالِ نَحْوُ اِضْطَرَبَ وَفِيْ فَحَصْطُ لِقُرْبِهِمَا وَالْمَوْضِعُ الَّذِيْ لَمْ يُقَيَّدْ فِيْهِ مِنَ الصُّوَرِ الْمَذْكُوْرَةِ يَكُوْنُ جَائِزًا غَيْرَ مُطَّرِدٍ۔

﴿ترجمہ﴾: اورسین تاء سے بدل دی جاتی ہے جیسے اِسْتَخَذَ اس کی اصل اِتَّخَذَ ہے سیبویہ کے نزدیک مہموسیت میں دونوں کے قرب کی وجہ سے۔اور تاء واؤ سے بدل دی جاتی ہے جیسے تَخْمَةٌ اور اُخْتٌ ان دونوں کے مخرج میں قرب کی وجہ سے۔اور یاء سے بدل بھی جاتی ہے جیسے ثِنْتَانِ اور اَسْنَتُوْا تاکہ یاء پر حرکت واقع نہ ہو اور سین سے بھی بدل دی جاتی ہے جیسے سِتٌّ کہ اس کی اصل سُدُسٌ اور جیسے شعر عُمَرُ بْنُ يَرْبُوْعٍ اَشْرَارُ النَّاتِ اور صاد سے بھی بدل دی جاتی ہے، جیسے لِصَتٌّ مہموسیت میں ان کے قریب ہونے کی وجہ سے۔اور باء سے بھی بدل دی جاتی جیسے الذَّعَالَةُ ،اور نون واؤ سے بدل دی جاتی ہے جیسے صَنْعَانِيٌّ نون کے حروف علت کے قریب ہونے کی وجہ سے اور لام سے بھی بدل دی جاتی ہے جیسے لَعَنَّ ان دونوں کے مجہوریت میں قریب ہونے کی وجہ سے۔اور جیم یائے مشددہ سے بدل دی جاتی ہے جیسے اَبُوْ عَلَجٍّ تاکہ مختلف حرکات یاء پر واقع نہ ہوں اور غیر مشددہ

سے بھی بدل دی جاتی ہے مشددہ پر محمول کرتے ہوئے جیسے لَاھُمَّ اِنْ کُنْتَ قَبِلْتَ حَجَّتِجْ ، فَلَا یَزَالُ شَاحِجٌ یَاْتِیْکَ بِجْ (اے اللہ اگر تو نے میرا حج قبول کرلیا تو میری یہ سواری (خچر) ہمیشہ مجھے تیری بارگاہ میں لائے گی) اور دال تاء سے بدل دی جاتی ہے جیسے فُزْدُ، وَاجْدَمَعُوْا، ان دونوں کے مخرج کے قریب ہونے کی وجہ سے ،اور ھا ہمزہ سے بدل دی جاتی ہے جیسے هَرَقْتُ اور الف سے بدل دی جاتی ہے جیسے حَیَّهَلَہٗ وَاَنَہْ اور یاء سے بھی بدل دی جاتی ہے، جیسے ھٰذِہٖ اَمَۃُ اللّٰہِ حروف علت کے ساتھ خفاء میں مناسبت کی وجہ سے اور اسی وجہ سے امالہ منع نہیں کیا جاتا لَنْ یَّضْرِبَھَا کی مثل میں اور اَکَلْتُ عِنَبًا کی مثل میں امالہ منع کیا جائے گا، اور تاء سے بدلا جاتا ہے وجُوْبًا مُطَّرِدًا طَلْحَۃ جیسی مثال میں اس کے درمیان اور اس تاء کے درمیان کے جو فعل میں ہوتی ہے اور یاء الف سے وُجُوْبًا مُطَّرِدًا بدل دی جاتی ہے، جیسے مُفَیْتِیْحٌ اور واؤ سے وجوبا مطردا بدل دی جاتی ہے، جیسے مِیْقَات اپنے ماقبل کے کسرہ کی وجہ سے اور ہمزہ سے بھی بدل دی جاتی ہے جوازی طور پر جیسے ذِیْبٌ کہ اس کی اصل ذِئْبٌ تھی۔ اور تضعیف کے دو حرف میں سے کسی ایک سے بدل دی جاتی ہے۔ جیسے تَقَضّٰی (جو کہ اصل میں تَقَضَّضَ تھا) اسی اصول کے مطابق کہ جو مضاعف کے باب میں گذر چکا ہے اور نون سے بدل دی جاتی ہے، جیسے اَنَاسِیٌّ اور دینار یاء کے نون کے قریب ہونے کی وجہ سے اور عین سے بدل دی جاتی ہے جیسے اِیْتَصَلْتُ اس لیے کہ اس کی اصل واؤ ہے اور باء سے بدل دی جاتی ہے، جیسے اَلثَّعَالِیْ کہ اس کی اصل اَلثَّعَالِبُ ہے اور سین سے بھی بدل دی جاتی ہے جیسے اَلسَّادِیْ کہ اس کی اصل اَلسَّادِسُ ہے اور تاء سے بھی بدل دی جاتی ہے جیسے اَلثَّالِیْ جو کہ اصل میں اَلثَّالِثُ ہے اس کے ماقبل کے کسرہ کی وجہ سے۔ اور واؤ الف سے بدل دی جاتی ہے جیسے ضوارب حروف علت میں ان دونوں کے قرب کی وجہ سے اور اجتماع ساکنین کی وجہ سے اور یاء سے بھی بدل دی جاتی ہے جیسے مُوْقِنٌ اپنے ماقبل کے ضمہ کی وجہ سے اور ہمزہ سے موافقت کی وجہ سے جوازا بدل دی جاتی ہے جیسے لُوْمٌ کہ اس کی اصل لُؤْمٌ ہے، اس اصول کے مطابق کہ جو گذر چکا ہے مہموز کے باب میں۔ اور میم واؤ سے بدل دی جاتی ہے جیسے فَمٌ کہ اس کی اصل فَوْہٌ ہے ان دونوں کے مخرج کے متحد ہونے کی وجہ سے اور لام سے بھی بدل دی جاتی ہے جیسے آپ ﷺ کا قول "وَلَیْسَ مِنَ امْبِرِّ امْصِیَامُ فِی امْسَفَرِ (دوران سفر روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں ہے)" ان دونوں کے مجہورہ ہونے کی وجہ سے۔ اور نون ساکنہ سے بھی بدل دی جاتی ہے جیسے عَمْبَرٌ کہ اس کی اصل عَنْبَر ہے، اور نون متحرکہ سے بھی بدل دی جاتی ہے جیسے وَکَفُّكَ الْمُخَضَّبُ الْبَنَامَ (تیری انگلیوں کے پوروں تک مہندی لگی ہے) ان دونوں یعنی نون اور میم کے مجہورہ ہونے کی قربت کی وجہ سے اور باء سے بھی بدل دی جاتی ہے جیسے مَازِلْتُ رَاتِمًا (میں ہمیشہ کھڑا رہا، رَاتِمًا اصل رَاتِبًا ہے) ان دونوں کے مخرج کے متحد ہونے کی وجہ سے۔ اور صاد سین سے بدل دی جاتی ہے جیسے فرمان باری ہے وَاَصْبَغَ عَلَیْکُمْ نِعَمَہٗ ان دونوں کے مخرج

کے قریب ہونے کی وجہ سے۔اور الف اپنے اُختیــــن سے موافقت کی وجہ سے وجوبا بدل دی جاتی ہے، جیسے قَالَ اور بَاعَ اور یہ الف ہمزہ موافقت کی وجہ سے جواز بدل دی جاتی ہے جیسے رَاسٌ کہ اصل میں رَأْسٌ تھا جیسا کہ مہموز کی بحث میں گزر چکا ہے۔اور لام کونون سے بدل دیا جاتا ہے جیسے اُصَیْلَالٌ (مغرب اور عصر کا درمیانہ وقت) جو کہ اصل میں میں اُصَیْلَانٌ تھا،اور ضاد سے بھی بدل دیا جاتا ہے۔اِلْطَجَعَ ان کے مجہورہ ہونے میں متحد ہونے کی وجہ سے۔اور زاء سین سے بدل دیا جاتا ہے۔جیسے یَزْدُلُ کہ جو کہ اصل میں یَسْدُلُ تھا،اور صاد سے بھی بدل دیا جاتا ہے جیسے کہ حاتم کا قول ھٰکَذَا فَزْدِیْ اور طاء تاء سے بدل دی جاتی ہے باب افتعال میں موافقت کی وجہ سے وجوبا جیسے اِضْطَرَبَ اور فَحَصْطُ میں یعنی ف، ح، ص، ط کے حروف میں قرب کی وجہ سے اور وہ جگہ کہ جہاں ابدال مقید نہ کیا گیا ہو، مذکورہ صورت سے کسی صورت سے تو وہاں بغیر موافقت کے جائز ہوگا۔

﴿تشریح﴾:

اَلسِّیْنُ اُبْدِلَتْ مِنَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: بعض اوقات تاء کو سین سے اور واؤ، یاء سین صاد اور یاء کو تاء سے بدلتے ہیں ان سب کی کی مثالیں اور وجہ تعلیل بیان کریں۔

﴿جواب﴾: تاء کو سین سے بدلنے کی مثال اِتَّخَذَ کو اِسْتَخَذَ پڑھنا ہے اور یہ سیبویہ کے نزدیک ہے چونکہ یہ دونوں حرف صفت ہمس میں ایک دوسرے کے قریب ہیں اس لئے تاء کو سین سے بدل دیا۔

﴿نوٹ﴾: حروف مہموسہ کا مجموعہ ''سَتَشْحَثُکَ خَصَفَہ'' ہے چونکہ ان حروف کی ادائیگی میں متکلم کی آواز چھپ جاتی ہے اس لئے ان کو حروف مہموسہ کہتے ہیں۔تَخْمَۃٌ اصل میں وَخْمَۃٌ تھا واؤ اور تاء قریب المخرج ہیں اس لئے واؤ کو تاء سے بدل دیا اسی طرح اَخُوْ سے مؤنث بناتے ہوئے واؤ کو تاء سے بدل کر اُخْتٌ پڑھتے ہیں۔تِثْنَانِ اصل میں ثِنْیَانِ (یاء کیساتھ) تھا ''اَسْنَتُوْا اصل میں اَسْنَیُوْ تھا یاء کو حرکت سے بچانے کیلئے اسے تاء سے بدل دیا۔

سِتٌّ اصل میں سُدُسٌ تھا دوسری سین کو تاء سے بدلا پھر دال کو بھی تاء سے بدلا اور تاء کا تاء میں ادغام کر دیا سِتٌّ ہو گیا۔

﴿نوٹ﴾: چونکہ سِتٌّ کی تصغیر سُدَیْسٌ اور جمع تکسیر اَسْدَاسٌ آتی ہے اسلئے معلوم ہوا کہ سِتٌّ اصل میں سُدُسٌ تھا۔

اسی طرح ''عُمَرُ بْنُ یَرْبُوْعٍ اَشْرَارُ النَّاتِ'' میں تاء سین سے بدل کر آئی ہے اصل میں اَشْرَارُ النَّاسِ تھا۔

لِصَتٌّ اصل میں لِصَصٌ (لِصٌّ کی جمع بمعنی چور) تھا صاد کو تاء سے بدل دیا کیونکہ ان دونوں میں صفت ہمس مشترک ہے۔

باء کو تاء سے بدلنے کی مثال الذَّعَالۃ (پرانا کپڑا) ہے اصل میں یہ ذِعَالَبٌ تھا۔

اَلنُّوْنُ اُبْدِلَتْ مِنَ الْوَاوِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: واؤ اور لام کو نون سے بدلا جاتا ہے، اس کی مثالیں بتائیں۔

﴿جواب﴾: واؤ کونون سے بدلنے کی مثال صَنْعَانِیٌّ (یمن کے ایک شہر صنعاء کی طرف منسوب چیز کو صَنْعَانِیٌّ کہتے ہیں) اصل میں یہ صَنْعَاوِیٌّ تھا واؤ کونون سے بدلا تو صَنْعَانِیٌّ ہو گیا چونکہ نون کو حروف علت سے قرب حاصل ہے اس لئے حرف علت واؤ کونون سے بدلتے ہیں۔ لام کونون سے بدلنے کی مثال لَعَنَّ ہے یہ اصل میں لَعَلَّ تھا ان دونوں میں صفت جہر مشترک ہے اسلئے لام کونون سے بدلتے ہیں۔

اُبْدِلَتْ مِنَ الْيَاءِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: بعض اوقات یاء مشدد اور غیر مشدد کو جیم سے بدلا جاتا ہے اس کی مثالیں بیان کریں۔

﴿جواب﴾: یاء مشدد کو جیم سے بدلنے کی مثال ابو علج ہے جو اصل میں ابو علی تھا کیونکہ یاء آخر میں واقع ہوئی ہے اس لئے اسے جیم سے بدلا تا کہ یاء (حرف علت ضعیف) پر مختلف حرکات واقع نہ ہوں۔

یاء مشدد کی مناسبت سے یاء غیر مشدد کو بھی بعض اوقات جیم سے بدل دیتے ہیں جیسے مندرجہ ذیل شعر میں ہے:

لَاهُمَّ اِنْ كُنْتَ قَبِلْتَ حَجَّتِجْ   فَلَايَزَالُ شَاحِجٌ يَاتِيْكَ بِجْ

ترجمہ: اے اللہ اگر تو نے میرا حج قبول کر لیا ہے تو میری یہ سواری (خچر) ہمیشہ مجھے تیری بارگاہ میں لائے گی۔

یہاں حَجَّتِجْ اصل میں حَجَّتِیْ ہے اور بِجْ اصل میں بِیْ ہے، یاء کو جیم سے بدلا گیا۔

اُبْدِلَتْ مِنَ التَّاءِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: فُزْدُ اور اِجْدَمَعُوْا کی اصل بتائیں۔

﴿جواب﴾: فُزْدُ اصل میں فُزْتُ تھا تاء کو دال سے بدلا اور اِجْدَمَعُوْا کی اصل اِجْتَمَعُوْا ہے یہاں بھی تاء کو دال سے بدلا اور ایسا کرنا اس لئے صحیح ہے کہ تاء اور دال کا مخرج ایک ہے۔

اَلْهَاءُ اُبْدِلَتْ مِنَ الْهَمْزَةِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: کبھی ہمزہ، الف اور یاء کو ہاء سے بدلا جاتا ہے اس سلسلے میں کچھ مثالیں پیش کریں۔

﴿جواب﴾: هَرَقْتُ اصل میں اَرَقْتُ تھا حَيَّهَلَهْ اصل میں حَيَّهَلَا تھا اَنَهْ کی اصل اَنَا ہے هُزَيُّهٗ اصل میں هُزَيِّیْ تھا، پہلی مثال میں ہمزہ کو دوسری اور تیسری میں الف کو اور چوتھی مثال میں یاء کو ہاء سے بدلا گیا اس تبدیلی کا جواز یوں ہے کہ خفیف ہونے میں ہاء کو حروف علت سے مناسبت ہے۔

وَمِنْ ثَمَّ لَاتَمْنَعُ الْاِمَالَةَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ہاء کے خفیف ہونے کا ثبوت کیا ہے؟

﴿جواب﴾: اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ بعض اوقات اسے کالعدم تصور کیا جاتا ہے مثلاً لَنْ يَّضْرِبَهَا میں الف سے پہلے ہاء کو کالعدم قرار دینگے اور اس کے ماقبل ہاء سے پہلے والا حرف مکسور ہونے کی وجہ سے امالہ ہو سکتا ہے جبکہ عِنَبًا میں الف

سے پہلے باء ہے جو خفیف نہ ہونے کی وجہ سے کالعدم قرار نہیں دی جائیگی اور یہاں امالہ نہیں ہوگا۔

﴿نوٹ﴾: الف کو یاء اور زبر کو زیر سے مائل کر کے پڑھنا امالہ کہلاتا ہے۔

وَمِنَ التَّاءِ وُجُوْبًامُطَّرِد الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: کیا کسی صورت میں تاء کو ہاء سے بدلنا واجب اور قیاس کے مطابق ہے؟

﴿جواب﴾: جی ہاں! طَلْحَةٌ میں تاء کو ہاء سے بدلنا واجب ہے تا کہ اس تاء اور فعل کی تاء (یعنی طَلَحَتْ) میں فرق کیا جاسکے۔

اَلْيَاءُ اُبْدِلَتْ مِن الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: مُفَيْتِيْحٌ میں تعلیل کیسے ہوئی اور اس کی حیثیت کیا ہے؟

﴿جواب﴾: مُفَيْتِيْحٌ، مِفْتَاحٌ کا اسم تصغیر ہے تصغیر بناتے وقت پہلے حرف کو ضمہ دوسرے حرف یعنی فاء کے بعد یائے تصغیر داخل کی تیسرے حرف (تاء) کو کسرہ دیا اب الف کا ماقبل مکسور ہو گیا بنا بریں الف کو یاء سے بدل دیا اور یہ بدلنا واجب اور قیاس کے مطابق ہے۔

وَمِنَ الْوَاوِ وُجُوْبًا الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: واؤ کو وجوباً اور قیاساً یاء سے بدلنے کی مثال دیں۔

﴿جواب﴾: اس کی مثال مِيْقَاتٌ ہے جو اصل میں مِوْقَاتٌ تھا واؤ کا ماقبل مکسور تھا لہٰذا واؤ کو یاء سے بدل دیا اسی طرح ثقل دور ہو گیا۔

وَمِنَ الْهَمْزَةِ جَوَازًا الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ہمزہ، مضاعف کے ایک حرف، نون، عین، تاء، باء، سین اور ثاء کو بعض مقامات پر یاء سے بدلا گیا ان تمام کی مثالیں پیش کریں۔

﴿جواب﴾: ان کی مثالیں ذیل میں پیش کی گئی ہیں۔

(۱): ہمزہ کو یاء سے بدلنا جائز اور قیاس کے مطابق ہے جیسے ذِيْبٌ اصل میں ذِئْبٌ تھا ہمزہ ساکن کا ماقبل مکسور تھا لہٰذا اسے یاء سے بدل دیا۔

(۲): تَقَضّٰى اصل میں تَقَضَّضَ تھا چونکہ تین ضاد جمع ہونے کی وجہ سے کلمہ ثقیل ہو گیا تھا اسلئے آخری ضاد کو یاء سے بدل کر اسے الف سے بدلا تو تَقَضّٰى ہو گیا۔

(۳): اَنَاسِيٌّ اصل میں اَنَاسِيْنُ (انسان کی جمع) ہے جیسے سَرَاحِيْنُ، سَرْحَانٌ کی جمع ہے نون کو یاء سے بدلا کیونکہ دونوں میں قرب ہے اب یاء کا یاء میں ادغام کیا تو اَنَاسِيٌّ ہو گیا اسی طرح دِيْنَارٌ اصل میں دِنَّارٌ تھا۔

(۴): ضَفَادِیُ اصل میں ضَفَادِعُ تھا (ضِفْدَعٌ کی جمع) عین ثقیل ہے اور اس کے ماقبل کسرہ ہے لہٰذا عین کو یاء سے بدل کر ثقل دور کر دیا گیا۔

(۵): اِیْتَصَلْتُ اصل میں اِوْتَصَلْتُ تھا واؤ کو تاء سے بدلا تو اِتَّصَلْتُ (دو تاء کیساتھ) ہو گیا پہلی تاء کو یاء سے بدلا تو اِیْتَصَلْتُ ہو گیا۔

(۶): اَلثَّعَالِیُ اصل میں اَلثَّعَالِبُ تھا چونکہ یاء اور باء قریب المخرج ہیں اسلئے باء کو یاء سے بدل کر ثَعَالِیْ پڑھتے ہیں۔

(۷): اَلسَّادِیُ اصل میں اَلسَّادِسُ تھا سین کو یاء سے بدلا تو اَلسَّادِیُ ہو گیا۔

(۸): اَلثَّالِیُ اصل میں اَلثَّالِثُ تھا ثاء کو یاء سے بدلا اَلثَّالِیُ ہو گیا۔

اَلْوَاوُ اُبْدِلَتْ مِنَ الْاَلِفِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: الف، یاء اور ہمزہ کو بعض اوقات واؤ سے بدلتے ہیں، مثالیں تحریر کیجئے۔

﴿جواب﴾: ان کی مثالیں ذیل میں پیش کی گئی ہیں۔

(۱): ضَوَارِبُ، ضَارِبَۃٌ کی جمع تکسیر ہے اس کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دو حرف مفتوح کرینگے، پھر تیسری جگہ جمع تکسیر کا الف داخل کرتے ہیں یہاں جب تیسری جگہ جمع تکسیر کا الف لائے تو دو الف جمع ہو گئے اور یہ دونوں ساکن تھے ان میں سے کسی ایک کو حذف بھی نہیں کر سکتے کیونکہ اس طرح واحد اور جمع کے درمیان التباس لازم آتا ہے لہٰذا پہلے الف کو واؤ سے بدل دیا تو ضَوَارِبُ ہو گیا۔

(۲): مُوْقِنٌ اصل میں مُیْقِنٌ تھا (اِیْقَان سے اسم فاعل ہے) یاء کا ماقبل مضموم تھا اس لئے اسے واؤ سے بدل دیا۔

(۳): لَوْمٌ اصل میں لَؤْمٌ تھا ہمزہ ساکن کو تخفیف کی غرض سے واؤ سے بدلا یہ تبدیلی جائز اور قیاس کے مطابق ہے۔

واؤ، لام، نون ساکن اور نون متحرک اور یاء کو میم سے بدلنا:

اَلْمِیْمُ اُبْدِلَتْ مِنَ الْوَاوِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: واؤ، لام، نون ساکن اور نون متحرک اور یاء کو بعض اوقات میم سے بدلتے ہیں ان سب صورتوں کی مثالوں کی وضاحت کریں۔

﴿جواب﴾: ان سب صورتوں کی مثالوں کیساتھ وضاحت ذیل میں پیش کی گئی ہے۔

(۱): فَمٌ اصل میں فَوْہٌ تھا (کیونکہ اس کی جمع اَفْوَاہٌ آتی ہے) ھَاء کو خلاف قیاس حذف کر دیا گیا اور واؤ کو میم سے بدل دیا واؤ کو میم سے اسلئے بدلتے ہیں کہ ان دونوں کا مخرج ایک ہے۔

(۲): لام کو میم سے بدلنے کی مثال یہ ہے، حدیث شریف میں لَیْسَ مِنَ امْبِرِّ امْصِیَامُ فِی امْسَفَرِ یعنی لَیْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّیَامُ فِی السَّفَرِ (سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں یعنی سفر میں روزہ رکھتے ہوئے کوئی وقت محسوس ہو تو روزہ نہیں رکھنا

چاہیے بعد میں قضا کرے) یہاں اَلْبِرُّ، اَلصِّیَامُ اور اَلسَّفَرُ کے شروع میں جو لام ہے اسے میم سے بدلا گیا کیونکہ صفت جہر میں شرکت کی وجہ سے میم اور لام ایک دوسرے کے قریب ہیں۔

(۳): عَمْبَرٌ اصل میں عَنْبَرٌ تھا نون کو میم سے بدلا گیا اسی طرح کَفُّكَ الْمُخَضَّبُ الْبَنَامَ (تمہاری انگلیوں پر پوروں تک مہندی لگی ہوئی ہے) یہاں اَلْبَنَامُ اصل میں اَلْبَنَانُ تھا انگلیوں کے پوروں کو 'بنان' کہتے ہیں چونکہ نون اور میم صفت جہر میں شرکت کی وجہ سے ایک دوسرے کے قریب ہیں اسلئے یہ تبدیلی ہوئی۔

(۴): باء کو میم سے بدلنے کی مثال 'مَازِلْتُ رَاتِمًا ''میں لفظ رَاتِمًا ہے اصل میں یہ رَاتِبًا تھا رَاتِب کا معنی ثابت قدمی ہے معنی یہ ہے کہ میں اس کام کیلئے ہمیشہ ثابت قدم اور تیار رہوں چونکہ میم اور باء دونوں ہونٹوں سے ادا ہوتے ہیں یعنی ان کا مخرج ایک ہے اس لئے باء کو میم سے بدلا گیا۔

سین کو صاد سے بدلنا:

اَلصَّادُ اُبْدِلَتْ مِنَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: بعض اوقات سین کو صاد سے بدل دیتے ہیں اس کی مثال اور تبدیلی کی وجہ بیان کریں۔

﴿جواب﴾: قرآن پاک میں ہے''وَاَصْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ'' اَصْبَغَ اصل میں اَسْبَغَ تھا۔ سین کو صاد سے بدل کر اَصْبَغَ پڑھا جاسکتا ہے جس کا معنی کامل کرنا ہے چونکہ سین اور صاد کا مخرج قریب قریب ہے اسلئے یہ تبدیلی ہوئی۔

وُجُوبًا مُطَّرِدًا نَحْوُ قَالَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: واؤ اور یاء کو الف سے بدلنا واجب اور قیاس کے مطابق ہے مثال دیں۔

﴿جواب﴾: اسکی مثال قَالَ اور بَاعَ ہے قَالَ اصل میں قَوَلَ تھا واؤ متحرک ماقبل مفتوح واؤ کو الف سے بدلا قَالَ ہو گیا بَاعَ اصل میں بَيَعَ تھا قَالَ کی طرح تعلیل ہوئی۔

وَمِنَ الْهَمْزَةِ جَوَازًا الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: رَاسٌ اصل میں کیا تھا؟

﴿جواب﴾: رَاسٌ اصل میں رَأْسٌ تھا ہمزہ کو الف سے بدلا یہ تبدیلی محض جائز ہے واجب نہیں۔

اَللَّامُ اُبْدِلَتْ مِنَ النُّوْنِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: نون اور ضاد کو لام سے بدل دیا جاتا ہے مثالیں تحریر کریں۔

﴿جواب﴾: نون کو لام سے بدلنے کی مثال اُصَيْلَالٌ ہے یہ اصل میں اُصَيْلَانٌ ہے جو اُصْلَانٌ کی تصغیر ہے اُصْلَانٌ اَصِيْلٌ کی جمع ہے، ضاد کو لام سے بدلنے کی مثال اِلْطَجَعَ ہے یہ اصل میں اِضْطَجَعَ تھا ضاد کو لام سے بدل دیا یہ تبدیلی اسلئے جائز ہے لام، ضاد اور نون صفت جہر میں متحد ہیں۔

اَلزَّاءُ اُبْدِلَتْ مِنَ السِّیْنِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: کبھی سین اور صاد کو زاء سے بدلا جاتا ہے مثالوں سے واضح کریں۔

﴿جواب﴾: یَزْدُلُ اصل میں یَسْدُلُ تھا سین کو زاء سے بدل دیا اسی طرح ھٰکَذَا فَزْدِیْ اصل میں ھٰکَذَا فَصْدِیْ تھا صاد کو زاء سے بدلا۔

حاتم طائی کا گرفتار ہو کر رہا ہونا:

ایک بار حاتم طائی کو کسی نے گرفتار کرلیا......اور اسے ایک خیمہ میں بند کر دیا......اتفاق سے اس گرفتار کرنے والے کا کوئی مہمان آگیا......اور اس کے پاس کوئی چیز نہیں تھی اس کی میزبانی کرنے کے لئے......پس اس قید کرنے والے نے حاتم طائی سے کہا کہ ایک اونٹ کو فصد لگاؤ تا کہ وہ اس کے گوشت کو بھون کر مہمان کو کھلائے......پس حاتم طائی نے اس کے اونٹ کو نحر کر دیا......مالک نے کہا کہ میں نے تجھے فصد لگانے کا کہا تھا......نحر کرنے کا تو نہیں کہا تھا تو نے نحر کیوں کر دیا؟......تو حاتم طائی نے کہا ھٰکَذَا فَزْدِیْ کہ میرا فصد اسی طرح کا ہی ہوتا ہے......یعنی میں اپنی انتہائی سخاوت کی وجہ سے مہمان کے لئے نحر کرتا ہوں فصد نہیں کرتا......مالک نے کہا تم کون ہو؟......تو اس نے کہا میں حاتم طائی ہوں......تو اس نے اسے آزاد کر دیا۔

اَلطَّاءُ اُبْدِلَتْ مِنَ التَّاءِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: تاء کو طاء سے بدلنا واجب اور قیاس کے مطابق ہے مثال پیش کیجئے۔

﴿جواب﴾: اِضْطَرَبَ اصل میں اِضْتَرَبَ تھا (تاء کو طاء سے بدلا) فَحَصْطُ اصل میں فَحَصْتُ (واحد متکلم ماضی) تھا، تاء کو طاء سے بدلا یہ دونوں حرف قریب المخرج ہیں اسلئے ایک دوسرے سے بدل جاتے ہیں۔

﴿نوٹ﴾: ان مذکورہ بالا صورتوں میں جہاں وجوب اور مطابق قیاس یا جواز اور مطابق قیاس کی قید نہیں وہاں تبدیلی غیر قیاسی ہے۔

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

ساتواں باب:

لفیف کا بیان

اَلْبَابُ السَّابِعُ فِی اللَّفِیْفِ یُقَالُ لَهُ اللَّفِیْفُ لِلَفِّ حَرْفَیِ الْعِلَّةِ فِیْهِ وَهُوَ عَلٰی ضَرْبَیْنِ مَفْرُوْقٌ وَمَقْرُوْنٌ اَلْمَفْرُوْقُ مِثْلُ وَقٰی یَقِیْ حُکْمُ فَائِهَا کَحُکْمِ وَعَدَ یَعِدُ وَحُکْمُ لَامِهَا کَحُکْمِ رَمٰی یَرْمِیْ وَکَذٰلِكَ حُکْمُ اَخَوَاتِهِمَا اَلْاَمْرُ قِ قِیَا قُوْا قِیْ قِیَا قِیْنَ وَبِنُوْنِ التَّاکِیْدِ قِیَنَّ قِیَانِّ قُنَّ قِنَّ قِیَانِّ قِیْنَانِّ وَبِالْخَفِیْفَةِ قِیَنْ قُنْ قِنْ اَلْفَاعِلُ وَاقٍ اَلْمَفْعُوْلُ مَوْقِیٌّ اَلْمَوْضِعُ مَوْقًی اَلْاٰلَةُ مِیْقًی اَلْمَجْهُوْلُ وُقِیَ یُوْقٰی وَالْمَقْرُوْنُ طَوٰی یَطْوِیْ اِلٰی اٰخِرِهِمَا حُکْمُهُمَا کَحُکْمِ النَّاقِصِ وَلَا یُعَلُّ عَلَیْهِمَا لِمَا مَرَّ فِیْ بَابِ الْاَجْوَفِ اَلْاَمْرُ اِطْوِ اِطْوِیَا اِطْوُوْا اِطْوِیْ اِطْوِیَا اِطْوِیْنَ وَبِنُوْنِ التَّاکِیْدِ اِطْوِیَنَّ اِطْوِیَانِّ اِطْوُنَّ اِطْوِنَّ اِطْوِیَانِّ اِطْوِیْنَانِّ وَبِالْخَفِیْفَةِ اِطْوِیَنْ اِطْوُنْ اِطْوِنْ وَتَقُوْلُ مِنَ الرَّیِّ اِرْوِ اِرْوِیَا اِرْوُوْا اِرْوِیْ اِرْوِیَا اِرْوِیْنَ وَبِنُوْنِ التَّاکِیْدِ اِرْوِیَنَّ اِرْوِیَانِّ اِرْوُنَّ اِرْوِنَّ اِرْوِیَانِّ اِرْوِیْنَانِّ وَبِالْخَفِیْفَةِ اِرْوِیَنْ اِرْوُنْ اِرْوِنْ وَاِذَا اَرَدْتَّ اَنْ تَعْرِفَ اَحْکَامَ نُوْنَیِ التَّاکِیْدِ فِی النَّاقِصِ وَاللَّفِیْفِ فَانْظُرْ اِلٰی حُرُوْفِ الْعِلَّةِ اِنْ کَانَتْ اَصْلِیَّةً مَحْذُوْفَةً تُرَدُّ لِاَنَّ حَذْفَهَا لِلسُّکُوْنِ وَهُوَ انْعَدَمَ بِدُخُوْلِ النُّوْنِ وَتُفْتَحُ لِخِفَّةِ الْفَتْحَةِ نَحْوُ اِطْوِیَنَّ وَاغْزُوَنَّ وَارْوِیَنَّ کَمَا فِیْ اِطْوِیَا وَاِنْ کَانَتْ ضَمِیْرًا فَانْظُرْ فِیْمَا قَبْلَهَا اِنْ کَانَ مَفْتُوْحًا تُحَرَّكَ لِطُرُوِّ حَرَکَتِهَا وَخِفَّةِ مَا قَبْلَهَا نَحْوُ ارْوَوُنَّ وَارْوَیِنَّ کَمَا فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ وَاِنْ کَانَ غَیْرَ مَفْتُوْحٍ تُحْذَفُ لِعَدَمِ الْخِفَّةِ فِیْمَا قَبْلَهَا نَحْوُ اطْوُنَّ کَمَا فِیْ نَحْوِ اُغْزُوا الْقَوْمَ وَیَا امْرَاَةُ اغْزِی الْقَوْمَ اَلْفَاعِلُ طَاوٍ وَلَا یُعَلُّ وَاوُهٗ کَمَا فِیْ طَوٰی وَتَقُوْلُ مِنَ الرَّیِّ رَیَّانٌ رَیَّانَانِ رِوَاءٌ رَیَّا رَیَّیَانِ رِوَاءٌ اَیْضًا وَلَا تُجْعَلُ وَاوُهَا یَاءً کَمَا فِیْ سِیَاطٍ حَتّٰی لَا یَجْتَمِعَ الْاِعْلَالَانِ قَلْبَ الْوَاوِ الَّتِیْ هِیَ عَیْنٌ یَاءً وَقَلْبَ الْیَاءِ الَّتِیْ هِیَ لَامٌ هَمْزَةً وَتَقُوْلُ فِیْ تَثْنِیَةِ الْمُؤَنَّثِ فِی النَّصْبِ وَالْخَفْضِ رَیَّیَیْنِ مِثْلُ عَطْشَیَیْنِ وَاِذَا اَضَفْتَ اِلٰی یَاءِ الْمُتَکَلِّمِ قُلْتَ رَیَّیَّ بِخَمْسِ یَاءَاتٍ اَلْاُوْلٰی مُنْقَلِبَةٌ عَنِ الْوَاوِ الَّتِیْ هِیَ عَیْنُ الْفِعْلِ وَالثَّانِیَةُ لَامُ الْفِعْلِ وَالثَّالِثَةُ مُنْقَلِبَةٌ عَنْ اَلِفِ التَّانِیْثِ

وَالرَّابِعَةُ عَلَامَةُ النَّصْبِ وَالْخَامِسَةُ يَاءُ الْمُتَكَلِّمِ اَلْمَفْعُوْلُ مَطْوِيٌّ وَالْمَوْضِعُ مَطْوًى وَالْاٰلَةُ مِطْوًى وَالْمَجْهُوْلُ طُوِيَ يُطْوٰى وَحُكْمُ لَامِ هٰذِهِ الْاَشْيَاءِ كَحُكْمِ النَّاقِصِ وَحُكْمُ عَيْنِهِنَّ كَحُكْمِ طَوٰى يَطْوِيْ فِي الَّتِيْ اجْتَمَعَ اِعْلَالَانِ بِتَقْدِيْرِ اِعْلَالِهَا وَفِي الَّتِيْ لَمْ يَجْتَمِعْ فِيْهِ اِعْلَالَانِ يَكُوْنُ حُكْمُهَا اَيْضًا كَحُكْمِ طَوٰى لِلْمُتَابَعَةِ نَحْوُ طَوَيَا طَاوِيَانِ۔

﴿ترجمہ﴾: اس میں دو حروف علت کے ہونے کی وجہ سے اس کو لفیف کہا جاتا ہے اور لفیف دو قسم پر ہے۔ مفروق اور مقرون، مفروق جیسے وَقٰی یَقِیْ اس کے فاء کلمے کا حکم وَعَدَ یَعِدُ کی طرح ہے، جبکہ اس کے لام کلمے کا حکم رَمٰی یَرْمِیْ کی طرح ہے، اور اسی طرح ہی اس کے اخوات کا حکم ہے اور اس سے امر قِ، قِیَا، قُوْا، قِیْ، قِیَا قِیْنَ، اور نون تاکید ثقیلہ کے ساتھ قِیَنَّ، قِیَانِّ، قُنَّ، قِنَّ، قِیَانِّ قِیْنَانِّ اور نون خفیفہ کے ساتھ قِیَنْ، قُنْ، قِنْ، اور اس سے فاعل وَاقٍ جبکہ مفعول مَوْقِیٌّ اور ظرف مَوْقًی اور آلہ مِیْقًی اور مجہول وُقِیَ یُوْقٰی آتا ہے۔ جبکہ لفیف مقرون جیسے طَوٰی یَطْوِیْ ان دونوں کے آخر تک اور ان دونوں کا حکم ناقص کے حکم کی طرح ہے اور ان دونوں کے عین کلمہ کی تعلیل نہیں کی جائے گی، اسی دلیل کی وجہ سے جو کہ اجوف کے باب میں گذر چکی ہے اور اس سے امر اِطْوِ، اِطْوِیَا، اِطْوُوْا، اِطْوِیْ، اِطْوِیَا، اِطْوِیْنَ اور نون خفیفہ کے ساتھ اِطْوِیَنَّ، اِطْوِیَانِّ، اِطْوُنَّ، اِطْوِنَّ، اِطْوِیَانِّ، اِطْوِیْنَانِّ اور نون خفیفہ کے ساتھ اِطْوِیَنْ، اِطْوُنْ، اِطْوِنْ اور اگر رَوّٰی سے آپ امر اس طرح کہیں گے اِرْوِ، اِرْوِیَا، اِرْوُوْا، اِرْوِیْ، اِرْوِیَا، اِرْوِیْنَ اور نون تاکید ثقیلہ کے ساتھ اِرْوِیَنَّ، اِرْوِیَانِّ، اِرْوُنَّ، اِرْوِنَّ، اِرْوِیَانِّ، اِرْوِیْنَانِّ، اور نون خفیفہ کے ساتھ اِرْوِیَنْ، اِرْوُنْ، اِرْوِنْ اور جب آپ اس بات کا ارادہ کریں کہ آپ ناقص اور لفیف میں نون تاکید احکام کی پہنچان حاصل کریں تو پس آپ حروف علت کی طرف غور کریں اگر حروف علت بالکل حذف کر دیئے گئے ہوں تو واپس لوٹ آئیں گے، اس لیے کہ ان کا حذف ساکن ہونے کی وجہ سے تھا اور وہ اس وقت منعدم ہونے نون کے داخل ہونے کی وجہ سے اور اس کو فتحہ دیا جائے گا فتحہ کے خفیف ہونے کی وجہ سے جیسے اِطْوِیَنْ، اُغْزُوَنْ، اِرْوِیَنْ جیسا کہ اِطْوِیَا میں تھا، اگر حرف علت مضمر ہوں پس پھر آپ اس سے ماقبل میں غور کریں، اگر وہ مفتوح ہو تو اس کی حرکت کے تابع حرکت دے جائے گی اور اس کے ماقبل کے خفیف ہونے کی وجہ سے جیسے اِرْوَوُنْ، اِرْوَیِنْ جیسا کہ فرمان، باری تعالیٰ میں ہے وَلَاتَنْسَوُا الْفَضْلَ ا ور اگر وہ مفتوح نہ ہو تو خفت کے نہ پائے جانے کی وجہ سے اس کے ماقبل میں حذف کر دیا جائے، جیسے اِطْوُنَّ جیسا کہ اُغْزُوا الْقَوْمَ اور یَا امْرَاَۃُ اُغْذِی الْقَوْمَ میں ہے اور اسم فاعل طَاوٍ آتا ہے اور اس کی واؤ میں تعلیل نہیں کی جائے گی جیسا کہ طَوٰی میں گذرا، اور آپ اگر رَوّٰی سے یوں کہیں گے، رَیَانٌ، رَیَّانَانِّ، رِوَاءٌ، رَیَّا، رَیَّانِ بھی آتا ہے اور اس کی واؤ کو یاء سے نہیں بدلا جائے گا جیسا کہ سِیَاطٌ میں ہوا تا کہ دو اعلال جمع نہ ہوں اس واؤ کو بدلا جائے گا کہ جو عین کلمے کے مقابلے میں ہو

اس کو یاء سے بدلا جائے گا اور اس یاء کو ہمزہ سے بدلا جائے گا کہ جو لام کلمہ کے مقابلے میں ہو۔ اور آپ تثنیہ مؤنث میں نصب اور جر کی حالت میں کہیں گے رَيَّيَيْنِ عَطْشَيَيْنِ کی مثل۔ اور جب آپ یاء متکلم کی طرف اضافت کریں گے تو آپ رَيَّيَّ کہیں گے پانچ یا آٹھ کے ساتھ، اس میں سے پہلی یاء وہ ہے کہ جو واؤ سے بدل کر آتی ہے اور وہ فعل کا عین کلمہ ہے اور دوسری یاء فعل کا لام کلمہ ہے اور تیسری یاء الف تانیث سے بدلا کر آئی ہوئی ہے اور چوتھی یاء نصب کی علامت ہے اور پانچویں یاء متکلم کی ہے، جو کہ مضاف الیہ بن رہی ہے اور اس سے مفعول مَطْوِيٌّ اور ظرف مَطْوًى اور آلہ مِطْوًى جیسے کہ مجہول طُوِيَ يُطْوٰى اور ان اشیاء کے لام کلمہ کا حکم ناقص کے حکم کی طرح ہی ہے اور ان کے عین کلمہ کا حکم طَوٰى يَطْوِىْ کے حکم کی طرح ہے کہ جس میں دو اعلال جمع ہو گئے تھے اس کے تقدیر اعلال کی وجہ سے اور اس حکم کی طرح کہ جو اس میں ہے کہ جس میں دو اعلال جمع نہیں ہوئے تو اس کا حکم بھی طَوٰى ہی کی طرح ہوگا۔ متابعت کی وجہ سے جیسے طَوَيَا، طَاوِيَانِ۔''

﴿تشریح﴾:

اَلْبَابُ السَّابِعُ فِي اللَّفِيْفِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ لفیف کا بیان کرنا ہے۔

يُقَالُ لَهُ اللَّفِيْفُ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

لفیف کی تعریف و تقسیم اور وجہ تسمیہ:

﴿سوال﴾: لفیف کسے کہتے ہیں اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے اور اس کی کتنی اقسام ہیں؟

﴿جواب﴾: جس کلمے میں دو حرف علت ہوں اسے لفیف کہتے ہیں، لفیف لف سے بنا ہے جس کا معنیٰ لپیٹنا ہے چونکہ اس میں دو حرف علت پائے جاتے ہیں اسلئے اسے لفیف کہتے ہیں۔ لفیف کی دو اقسام ہیں۔

(۱): لفیف مفروق (فاء اور لام کلمہ میں حرف علت ہو)۔

(۲): لفیف مقرون (عین اور لام کلمہ میں حرف علت ہو)۔

لفیف مفروق کی مثال وَقٰى ہے (یہ اصل میں وَقَيَ تھا) لفیف مقرون کی مثال طَوٰى ہے (یہ اصل میں طَوَيَ تھا)۔

حُكْمُ فَائِهَا كَحُكْمِ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: ''وَقٰى يَقِىْ'' کے فاء کا حکم ''وَعَدَ يَعِدُ'' کی طرح اور لام کا حکم رَمٰى يَرْمِىْ جیسا ہے، اس عبارت کا کیا مطلب ہے؟

﴿جواب﴾: اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ''وَعَدَ يَعِدُ'' کی ماضی واؤ باقی رہتی ہے اسی طرح وَقٰى يَقِىَ میں بھی واؤ برقرار رہے گی اور جس طرح يَعِدُ (مضارع) يَوْعِدُ سے بنا اور اس کی واؤ کو گرا دیا گیا ہے اسی طرح يَقِىْ اصل

میں یَوْقِیُ تھا واؤ کو گرادیا۔ رَمٰی اصل میں رَمَیَ تھا لام کلمہ یعنی یاء کو الف سے بدلا اسی طرح وَقٰی وَقَیَ تھا لام کلمہ یاء کو الف سے بدلا جس طرح یَرْمِیْ مضارع میں لام کلمہ کو ساکن کیا گیا اسی طرح یَقِیْ میں بھی لام کو ساکن کیا گیا۔

﴿سوال﴾: ''وَكَذٰلِكَ حُكْمُ اَخَوَاتِهِمَا'' کا کیا مطلب ہے؟

﴿جواب﴾: اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ ''وَقٰی یَقِیْ'' کے اسم فاعل واسم مفعول کا فاءکلمہ ''وَعَدَ یَعِدُ'' کے اسم فاعل ومفعول کے فاءکلمہ کی طرح برقرار رہے گا ان دونوں کا لام کلمہ ''رَمٰی یَرْمِیْ'' کے اسم فاعل ومفعول کے لام کلمہ کی طرح گر جائے گا۔

﴿سوال﴾: ''قِ'' امر حاضر معروف میں تعلیل کیسے ہوئی؟

﴿جواب﴾: ''قِ'' تَقِیْ سے بنا تَقِیْ اصل میں تَوْقِیُ تھا واؤ ساکن علامت مضارع مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان واقع ہوئی اسے گرادیا اور لام کلمہ یاء کو ساکن کردیا تَقِیْ ہوگیا۔ امر حاضر معروف بنانے کیلئے علامت مضارع کو گرادیا اور آخر سے حرف علت بھی گر گیا تو ''قِ'' رہ گیا۔

اسم فاعل ''وَاقٍ'' کی تعلیل:

﴿سوال﴾: اسم فاعل ''وَاقٍ'' کی تعلیل بیان کریں۔

﴿جواب﴾: ''وَاقٍ'' اصل میں وَاقِیٌ تھا یاء پر ضمہ ثقیل تھا گرادیا یاء اور نون تنوین دو ساکن جمع ہوگئے اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء کو گرادیا وَاقٍ ہوگیا۔

اسم مفعول مَوْقِیٌّ کی تعلیل:

﴿سوال﴾: مَوْقِیٌّ کی تعلیل واضح کریں۔

﴿جواب﴾: یہ اصل میں مَوْقُوْیٌ (مفعول کے وزن پر) تھا۔ واؤ اور یاء جمع ہوئے پہلا ساکن ہے لہٰذا واؤ کو یاء سے بدل کر ادغام کیا پھر یاء کے ماقبل کو کسرہ دیا گیا تو مَوْقِیٌّ ہوگیا۔

﴿سوال﴾: اسم ظرف مَوْقًی اصل میں کیا تھا؟

﴿جواب﴾: مَوْقًی اصل میں مَوْقِیٌ تھا یاء پر ضمہ ثقیل تھا گرادیا پھر یاء اور نون تنوین دو ساکن جمع ہوئے یاء کو گرادیا۔

﴿سوال﴾: وَقٰی یَقِیْ (فَعَلَ یَفْعِلُ) کا اسم ظرف مکسور العین مَوْقِیٌّ آنا چاہیے تھا ایسا کیوں نہیں ہوا؟

﴿جواب﴾: اگر یہ مَوْقِیٌّ مَفْعِلٌ کے وزن پر آتا تو تین کسرے اکٹھے ہوجاتے کیونکہ یاء دو کسروں کے قائم مقام ہے عین کلمہ بھی مکسور ہوتا تو تین کسرے اکٹھے ہوجاتے اس لئے اس کو مَفْعَلٌ کے وزن پر رکھا گیا۔

اسم آلہ مِیْقًی کی تعلیل:

﴿سوال﴾: اسم آلہ مِیْقًی کی تعلیل بیان کریں۔

﴿جواب﴾: مِیْقًی اصل میں مِوْقَیٌ (مِفْعَلٌ کے وزن پر) تھا یاء پر ضمہ ثقیل تھا اسے گرادیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء بھی گر گئی اور چونکہ واؤ کا ماقبل مکسور ہے لہٰذا واؤ کو یاء سے بدلا ''مِیْقًی'' ہو گیا۔

طَوٰی یَطْوِیْ اِلٰی اٰخِرِھِمَ الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: لفیف مقرون طَوٰی یَطْوِیْ میں تعلیل کی صورت کیا ہوگی؟

﴿جواب﴾: اس میں تعلیل کا حکم وہی ہے جو ناقص میں ہے یعنی ماضی میں یاء کو الف سے بدل دیا اور مضارع میں ساکن کر دیا عین کلمہ میں تعلیل نہ ہونے کی وجہ اجوف کی بحث میں گزر چکی ہے کہ اس طرح دو اعلال جمع ہو جاتے ہیں۔

امر حاضر معروف ''اِطْوِ'' کی تعلیل:

﴿سوال﴾: امر حاضر معروف ''اِطْوِ'' کی تعلیل بیان کریں۔

﴿جواب﴾: یہ مضارع حاضر سے بنا ہے تَطْوِیْ سے علامت مضارع تاء کو گرایا اب پہلا حرف ساکن ہے اور عین کلمہ مکسور لہٰذا شروع میں ہمزہ وصل مکسور کا اضافہ کیا اور آخر سے حرف علت کو گرادیا اِطْوِ ہو گیا۔

﴿سوال﴾: اِطْوُوْا (جمع مذکر حاضر) کی تعلیل واضح کریں۔

﴿جواب﴾: اِطْوُوْا اصل میں اِطْوِیُوْا تھا یاء پر ضمہ ثقیل تھا اسے گرادیا اب اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء کو بھی گرا دیا پھر پہلی واؤ کو ضمہ دیا تو اِطْوُوْا ہو گیا۔

﴿سوال﴾: اِطْوِیْ (واحد مؤنث حاضر) کی تعلیل بیان کریں۔

﴿جواب﴾: یہ اصل میں اِطْوِیِیْ (بروزن اِفْعِلِیْ) تھا یاء کا کسرہ گرادیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے پہلی یاء بھی گر گئی تو اِطْوِیْ ہو گیا۔

ناقص اور لفیف میں نون تاکید کے احکام:

﴿ضابطہ﴾: ناقص اور لفیف میں نون تاکید کے احکام معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر حرف علت اصلی اور محذوف ہے تو نون تاکید کے وقت واپس آجاتا ہے کیونکہ اسے سکون کی وجہ سے حذف کیا گیا ہے اور اب نون تاکید کی وجہ سے سکون ختم ہو گیا یہی وجہ ہے کہ اِطْوِیَا میں سکون نہ ہونے کی وجہ سے حرف علت کو حذف نہیں کیا جاتا اور اس کے ماقبل کو فتحہ دیا جائے گا کیونکہ فتحہ خفیف حرکت ہے۔

﴿مثالیں﴾: اِطْوِیَنَّ، اُغْزُوَنَّ اور اِرْوِیَنَّ۔ اگر حرف علت ضمیر کے طور پر ہو تو دیکھیں گے اگر اس کا ماقبل مفتوح

ہوتواب اسے حرکت دیں گے۔ جیسے اِدْوُوُنَّ اور اِدْوِیِنَّ ۔اِدْوُوُنَّ (جمع مذکر حاضر) اِدْوُوْ تھا اور اِدْوِیِنَّ (واحد مؤنث حاضر) اِدْوِیْ تھا جیسے ارشاد خداوندی ہے وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ میں اَلْفَضْلَ مفعول بہ کے بغیر یہ لَا تَنْسَوْا ہے حرف علت ضمیر کا ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے اسے حرکت دی، اور اگر حرف علت ضمیر کا ماقبل مفتوح نہ ہوتو اسے حذف کر دیا جائے گا کیونکہ اس کا ماقبل خفیف نہیں جیسے اطْوُنَّ جو اطْوُوْ تھا۔ نون تاکید کے وقت واؤ ضمیر کو حذف کر دیا۔

اگر چہ یہ علامت ہے اور اس کو حذف کرنا صحیح نہیں لیکن جب اس پر دلالت کرنے والی کوئی چیز ہوتو حذف کر سکتے ہیں، یہاں اس کے ماقبل حرف کا ضمہ اس پر دلالت کرتا ہے اُغْزُوا الْقَوْمَ میں بھی اتصال کی وجہ سے واؤ ضمیر کو حذف کیا گیا اصل میں اغزوا تھا اسی طرح یَا اِمْرَأَةُ اُغْزِی الْقَوْمَ یہاں یاء لکھنے میں آئے گی اور پڑھنے میں نہیں آئے گی۔

﴿سوال﴾: اسم فاعل طَاوٍ (اصل میں طَاوِیٌ تھا) میں واؤ میں تعلیل کر کے اسے ہمزہ سے کیوں نہیں بدلا گیا جیسے قَائِلٌ اور بَائِعٌ میں کیا گیا؟

﴿جواب﴾: چونکہ اس کے اصل یعنی فعل (طَوٰی) میں واؤ کو نہیں بدلا گیا اس لئے اس کی اتباع میں یہاں بھی واؤ میں تعلیل نہیں ہوئی۔

﴿سوال﴾: اَلرَّیُّ سے اسم فاعل کس وزن پر آتا ہے؟

﴿جواب﴾: اس سے صفت مشبہ آتی ہے اور وہ فَعْلَانٌ کے وزن پر رَیَّانٌ ہے (اصل میں رَیْیَانٌ ہے) واحد مؤنث رَیَّا (بروزن فَعْلٰی)۔

﴿سوال﴾: رَیَّانٌ اصل میں کیا تھا؟

﴿جواب﴾: رَیَّانٌ اصل میں رَوْیَانٌ تھا واؤ اور یاء اکٹھے ہوئے پہلا ساکن ہے لہٰذا واؤ کو یاء سے بدل کر ادغام کیا۔

وَلَا تُجْعَلُ وَاوُهَا یَاءً کَمَا فِیْ سِیَاط الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: جمع مذکر رِوَاءٌ میں واؤ کو یا سے کیوں نہیں بدلا گیا جیسے سِوَاطٌ کی واؤ کو بدل کر سِیَاطٌ بنایا گیا؟

﴿جواب﴾: اس طرح دو تعلیلیں جمع ہو جاتیں ایک عین کلمہ واؤ کو یاء سے بدلنا اور دوسرا لام کلمہ یاء کو ہمزہ سے بدلنا اسلئے صرف لام کلمہ میں تعلیل ہوئی۔

وَتَقُوْلُ فِیْ تَثْنِیَةِ الْمُؤَنَّث الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اسم فاعل تثنیہ مؤنث کو نصب و جر کی حالت میں کیسے پڑھتے ہیں؟

﴿جواب﴾: یہاں نصب و جر کی حالت میں یاء چار بار آتی ہے جیسے رَیَّیَیْنِ جیسے عَطْشَیَیْنِ۔

وَاِذَا اَضَفْتَ اِلٰی یَاءِ الْمُتَکَلِّم الخ: سے غرض مصنف علیہ الرحمۃ ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔

﴿سوال﴾: اگر تثنیہ کے صیغے کو یائے متکلم کی طرف مضاف کیا جائے تو کیسے پڑھتے ہیں؟

﴿جواب﴾ اس صورت میں یاء پانچ بار آتی ہے اور یوں پڑھتے ہیں رَیَیّیِیّ پہلی یاء عین کلمہ واؤ سے بدلی ہوئی ہے دوسری یاء لام کلمہ ہے تیسری تانیث کے الف سے بدل کر آئی ہے، چوتھی علامت نصب ہے اور پانچویں یائے متکلم ہے۔

﴿سوال﴾: اسم مفعول مَطْوِیٌّ کی تعلیل بیان کریں۔

﴿جواب﴾: مَطْوِیٌّ اصل میں مَطْوُوْیٌ تھا واؤ اور یاء جمع ہوئے پہلا ساکن ہے لہٰذا واؤ کو یاء سے بدل کر ادغام کیا اور ما قبل کو کسرہ دیا مَطْوِیٌّ ہو گیا۔

﴿نوٹ﴾: یہاں اسم مفعول، اسم ظرف، اسم آلہ وغیرہ کے لام کا حکم وہی ہے جو ناقص کے لام کلمہ کا ہے اور عین کلمے کا حکم وہی ہے جو ان کی ماضی اور مضارع طَوٰی یَطْوِی کا ہے، جہاں دو اعلال جمع ہوں تو واؤ کو نہیں بدلیں گے، اور جہاں دو اعلال جمع نہیں ہوتے مثلاً طَوَیَا اور طَاوِیَانِ وغیرہ تو وہاں واؤ میں تعلیل ہو سکتی ہے لیکن طَوٰی کی اتباع میں تعلیل نہیں کرتے۔

☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆

تمت بالخیر

ابواویس

مفتی محمد یوسف القادری

07/10/2018

بروز اتوار 12:15